القول المحکم فی اثبات النکاح بین ام کلثوم بنت علی والفاروق الاعظم

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اور

حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما

کے نکاح کا مدلل ثبوت

مؤلف

استاذ العلماء حضرت مولانا علی اکبر جلبانی دامت برکاتہم العالیہ

کلمۃ الحق پاکستان

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ العالیٰ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا عصمۃ بعدہ ولا وحی بعدہ وعلیٰ الہ الطیبینمن الطاھرین واصحابہ المزکین ومن تبعصھم با صان الی یوم الدین۔

استدلال کے میدان میں قیاس جدلی ہمیشہ عام فہم مسکتِ خصم اور موثر رہا ہے، یعنی دلیل کے مقدمات کو ایسے امور سے ترتیب دینا جو مخالف کے نزدیک بھی مسلم ہو، پھر اس دلیل کو محل نزاع میں پیش کر دینا، یہ طریقہ برھانیت کی بنسبت عوام الناس کے لئے قابل اطمینان رہا ہے، جیسے عیسائیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے پر بن باپ کے ہونے کو دلیل سمجھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مسلم امر آدم علیہ السلام کا بن باپ کے ہونے کو دلیل پیش کی کہ اگر بن ماں باپ کے آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے تمہارے نزدیک بھی نہیں بن سکتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بدرجہ اولیٰ خدا کے بیٹے نہیں بن سکتے ہیں۔ اس لیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بن باپ کے ہیں جب کہ آدم علیہ السلام تو بن ماں باپ کے ہیں۔ ''نکاح اُمِ کلثوم بنت فاطمہ وعلی مع عمر رضی اللہ عنہم'' اس مسئلہ پر فاضل مولف نے جہاں مخالفین کی کتب معتبرہ سے استقلالات کر کے ان کے منہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے ہیں وہیں موافقین کی مردیات معتربہ سے اہلسنت کے دلوں کو شاد کیا، جہاں تک اس مسئلہ کی اہمیت اور مخالف کی اس مسئلہ

میں تہی دامنی کا تعلق ہے، تو اس کا اندازہ آپ حضرات اس بات سے لگائیں کہ جب علی پبلی کیشن نے فروغ کافی کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے اور اس میں یہ خیانت کی کہ اس مسئلہ کے باب کو سرے سے حذف بھی کر دیا، اسی طرح محمد حسن جعفری نے مجالس المومنین کا اردو ترجمہ کیا ہے اور انہوں نے بھی اس پر پوری بحث کو جو کہ اصل کتاب میں موجود ہے شیر مادر سمجھ کر ھضم کر لیا، محمد حسین ڈھکو نے وسائل شیعہ کا ترجمہ کیا اور صاحبِ وسائل شیعہ نے جس روایت کی بنیاد پر اس نکاح کو تسلیم کیا انہوں نے وہ روایت ہی ہڑپ کر لی ضمیر حسین نقوی نے ام کلثوم کی سیرت پر ایک ضخیم کتاب لکھی جو لایعنی باتوں سے پر ہے لیکن اس مسئلہ کی ان پر اس قدر ھیبت تھی کہ ان کے قلم نے اس عنوان کو چھوا تک نہیں، غلام حسین نجفی نے ہمت کر کے اس مسئلہ پر لکھنے کے لئے قلم اٹھایا لیکن جب اپنوں کو بھی مخالفین کی صف میں کھڑے پایا تو شدید صدمے سے دو چار ہو کر الف سے لے کر یا تک پوری کتاب کو گالیوں اور مغلظات سے بھر دیا، اور دنیائے رفض کو پیغام دیدیا کہ اس مسئلہ میں ہمارے لیئے راہ نجات صرف تیرا بازی میں ہے اہلسنّت والجماعت کی طرف سے بار بار تحدی اور چیلنج کے دعوں سے پریشان ہو کر عبدالکریم مشتاق نے ''افسانہ اُم کلثوم'' تالیف کی، اس رسالے میں اتنے صفحات نہیں ہیں جتنی خیانتیں اور غلط بیانیاں عبدالکریم نے کی ہیں، جن کی نشاندہی فاضل مولف نے اس رسالے میں کی ہے۔ شیعہ حضرات اس نکاح سے اسقدر خائف اس لیئے ہے کہ یہ نکاح بہت سارے ایسے امور کو مستلزم ہے جو شیعہ مذہب کی بنادیں اکھاڑنے والا ہے۔ مثلاً اس نکاح کے ثبوت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان والا ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے، ولا تنکحو المشرکین حتی یئو منو (الایة) اپنی بہنوں بیٹیوں کو مشرک کافر کے نکاح میں مت دو، حتیٰ کہ وہ مومن ہو جائے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہو جائے گا، تو وہ تمام کہانیاں اور قصے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف کھڑا کیا گیا تھا ان کا جھوٹا ہونا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ اس لیئے کہ ان واقعات میں جو افعال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے بتلائے گئے ہیں وہ کفریہ افعال ہیں، مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرنا، اس کے گھر کو آگ لگانا، نص قطعی کی امامت وخلافت کے باوجود اس کا نہ ماننا، قرآن مجید میں تحریف، کمی زیادتی کرنا، قرآن مجید کی صریم نصوص کے مقابلے میں لوگوں کو اپنی رائے کی طرف بلانا، وغیرہ تو اس نکاح کے ثابت ہونے کے بعد اس قسم کے تمام کفریہ شرکیہ جھوٹے واقعات کا قلع قمع ہو جائے گا، اور اسی قسم کے واقعات پر مذہب شیعہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس نکاح کے اثبات کے بعد رافضیوں کے سامنے دو راستے ہیں، یا تو ان واقعات کو جھوٹا کہیں یا ان میں منسوب افعال کو کفر نہ کہیں، شق ثانی تو باطل ہے اس لیئے کہ یہ افعال باتفاق فریقین کفر ہے پس پہلی شق متعین ہو گئی، ایک تو اس نکاح کا لازمی فائدہ یہ ہوگا، دوسرا فائدہ اس نکاح کے اثبات سے یہ ہوگا کہ شیعہ مذہب کی دوسری بنیاد بغض صحابہؓ بھی زمین بوس ہو جائے گی، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیعہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ باستثناء پانچ کے ارتداد کے قائل ہیں اور وجہ ارتداد یہ بتلاتے ہیں کہ انہوں نے وصی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا انکار کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور علی رضی اللہ عنہ سے پھیر کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرانے میں مرکزی کردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا، حتیٰ کہ بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا کہ آپ ابوبکر کی خلافت کے لئے اس قدر کوشش اس لیئے کر رہے ہیں تاکہ آپ کے خلیفہ بننے کا راستہ آسان ہو، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بیٹی ام کلثوم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیکر ان کے مومن ہونے کی گواہی دی تو اس سے

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے غصب خلافت وغیرہ جیسے کفریہ فعل کا صدور نہیں ہوا تھا اس قسم کی ساری ضروریات اور خرافات بکواس ہیں، پس جب غصب خلافت نام کا کوئی واقعہ رونما ہی نہیں ہوا تھا تو اس کی وجہ سے صحابہ کی تکفیر کرنا محض بے دلیل اور لا یعنی بات ہوگی، صحابہ کا ایمان اپنی جگہ برقرار اور ثابت رہے گا، اسی طرح اس نکاح کے اثبات سے شیعوں کا یہ عام تاثر بھی ھباء منثور بن جائے گا کہ اہل بیت اور صحابہ میں باہم بغض وعداوت تھی، اس لیئے کہ ایک عام آدمی بھی کبھی اپنی بہن یا بیٹی کو ایسے شخص کے نکاح میں نہیں دے سکتا جس سے اسے قلبی عداوت ہو اور خاص کر جب وہ عداوت دینی ہو جو کہ ایمان کا جز ہے تب تو یقیناً اور قطعاً ایسے نکاح کا وقوع محال اور ناممکن ہے، اس نکاح کے اثبات کے بعد شیعوں کا اہل بیت سے بغض طشت از بام ہو جائے گا اہل بیت کا مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے، تو شیعوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج کی خاص کر کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین وتکفیر کی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیوں، رقیہ، اُم کلثوم، زینب رضی اللہ عنہن کا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر کسی کافر کے ساتھ ان کا نسب جوڑ ڈالا، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کسی بھی ذی شعور پر مخفی نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے ایک بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین وتذلیل اس انداز سے کی، عوام کو سمجھ میں نہ آئے مثلاً جب ان رافضیوں نے چاہا کہ خاتون جنت کو لالچی ہونے کی گالی دے تو ان بدبختوں نے قصہ وراثت گھڑ لیا، جب انہوں نے چاہا کہ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمت کرے تو ان بدنزدوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پٹائی، ان کے حمل کے گرنے، گھر کو آگ لگانے کی کہانیاں بنا ڈالی، جب ان کا ارادہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو بزدل ڈرپوک بے غیرت ہونے کی گالیاں دے تو انہوں نے سابقہ قسم کے واقعات بنا ڈالے حتیٰ کہ باقر مجلسی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ جھوٹا قول منسوب کر کے لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ

ہماری عورتیں پامال کردی گئی ہیں اور تم پردہ نشین عورتوں کی طرح گھر میں چھپ کر بیٹھے ہو، اسی طرح ان گمراہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے داماد، حسین رضی اللہ عنہ کے بہنوئی، اہل بیت کے ایک عظیم فرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نہ صرف تکفیر کی بلکہ کائنات میں جس قدر گالیاں ممکن ہیں وہ انہوں نے دی، اس نکاح کے ثابت ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اہل بیت میں سے ہونا لازماً ثابت ہوگا، اس لیئے کہ جب حضرت علی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی وجہ سے اہل بیت میں داخل ہو سکتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ام کلثوم سے شادی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بیت میں کیوں داخل نہ ہونگے، اسی طرح شیعوں پر لازم ہوگا کہ ہر اس مصنف پر لعنت بھیجے جو فخر اہل بیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرے، خمینی اور باقر مجلسی کو لعنت کے موقع پر پہلے نمبر پر رکھے، اسی طرح شیعہ عوام اپنے ذاکروں سے پوچھے کہ ہمارے تمام متقدمین مجتہدوں کا اس نکاح کے ہونے پر اتفاق ہیں پھر ہمارے یہ متقدمین اس نکاح کو تسلیم کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذمت کیوں کرتے ہیں؟ اگر وہ اس نکاح کو نہ مانتے جیسے کہ آج کل کے شیعہ ذاکر جان چھڑانے کے لئے اس کا انکار کر دیتے ہیں) تب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے تو کوئی بات نہ تھی لیکن جب وہ اس نکاح کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہیں تو یہ صراحتاً اہل بیت سے بغض وحسد کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ہم ذی شعور، سنجیدہ شیعہ عوام سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ کم از کم ایک مرتبہ تعصب اور بغض کو پس پشت ڈال کر حق تک پہنچنے کے ارادے اور نیت سے اس کتاب کا مطالعہ کریں اور سنی مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ یہ تالیف اس قسم کے شیعوں تک پہنچائیں تاکہ اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض سے سینے صاف ہو جائیں مولانا نے اس مسئلہ پر جس انداز سے لکھا ہے آج تک میرے سامنے اسقدر تفصیل سے اس موضوع پر کوئی تصنیف سامنے نہیں آئی ہے نہ اردو

لٹریچر میں نہ عربی میں نہ کسی اور زبان میں، اس موضوع اور کتاب کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کتاب کی عربی میں تعریب کرلی جائے، تاکہ یہ کتاب ہر دور کے اور ہر مسلمانوں کے لئے مفید بن جائے، مولانا کا انداز ردِ روافض میں ہمیشہ اصلاحی رہا ہے ان کی ہمیشہ کوشش یہی رہی ہے کہ فریقین دلائل کے میدان میں آمنے سامنے بیٹھ جائے، پھر دلیل سے جو بات ثابت ہوجائے اسے تسلیم کرلیا جائے، اللہ تعالیٰ مولانا کی جان مال عزت آبرو میں برکت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت دین و دنیا مین ترقی عطا فرمائے اور ہمیں بھی حق کے ساتھ زندہ رکھے اور حق پر موت عطا فرمائیں۔

(آمین)

مفتی عبدالواحد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القول المحکم فی اثبات النکاح بین
اُم کلثوم بنت علی والفاروق الاعظم رضی اللہ عنہم

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
اور
حضرت اُمّ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما
کے
نکاح کا مُدلّل ثبوت

مؤلف

حضرت مولانا علی اکبر جلبانی صاحب دامت برکاتہم

نظر ثانی

مفتی محمد عمر فاروق

متخصص: جامعہ حقانیہ، ساہیوال سرگودھا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : فاروق اعظم اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہم
کے نکاح کا مدلل ثبوت

مؤلف : حضرت مولانا علی اکبر جلبانی صاحب دامت برکاتہم

نظر ثانی : مفتی محمد عمر فاروق

ناشر : کلمۃ الحق، پاکستان۔

سن اشاعت : ستمبر 2013ء

ملنے کے پتے

مکتبہ جمال قاسمی، نزد مدرسہ گلشن عمر، سہراب گوٹھ، کراچی۔

مکتبہ صفدریہ نزد مدینہ مسجد، ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور۔

اسلامی کتب خانہ، تھانہ روڈ کوٹ اڈو، پنجاب۔

سعدی اسلامی کتب خانہ گلشن اقبال، کراچی۔

مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی۔

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی۔

بیت الکتب، گلشن اقبال، کراچی۔

كلمة الحق

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۱	عرض مؤلف	۱
۱۴	تقدیم:	۲
۱۵	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کی فضیلت	۳
۱۵	از کتب اہل سنت	۴
۱۵	دلیل :۱-حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ (المتوفی ۶۴) کی گواہی	۵
۱۸	از کتب اہل تشیع	۶
۱۸	دلیل :۲-حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۴۰) کی گواہی	۷
۱۹	از کتب اہل سنت	۸
۱۹	دلیل :۳-ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۷۴) کی گواہی	۹
۲۰	از کتب اہل تشیع	۱۰
۲۰	دلیل :۴-ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۷۴) کی گواہی	۱۱
۲۰	فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف اور غلام حسین نجفی کے پیٹ کی مروڑ	۱۲
۲۵	باب اوّل	۱۳
۲۵	اس نکاح کے ثبوت کے لیے شیعہ سنی مشترکہ روایات کا بیان	۱۴
۲۵	از کتب اہل سنت	۱۵

۱۶	دلیل ۱-ابوعبداللہ نافع المدنی مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما المتوفی (۱۱۷) کی گواہی	۲۵
۱۷	دلیل :۲-عمار بن ابی عمار مولیٰ بنی ھاشم المتوفی بعد مأۃ وعشرین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی گواہی	۲۷
۱۸	دلیل :۳-عامر بن شراحیل الامام الشعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۰۹) کی گواہی	۲۸
۱۹	دلیل ۴:امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۱۴) کی گواہی	۲۹
۲۰	کتب اہل سنت کی پہلی روایت سے عبدالکریم مشتاق کی گلو خلاصی کی کوشش اوراس کی گرفت	۳۰
۲۱	از کتب اہل تشیع	۳۴
۲۲	دلیل ۵:-امام محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۱۴) کی گواہی	۳۴
۲۳	دلیل ۶:-عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۳۷) کی گواہی	۳۵
۲۴	کتب شیعہ کی پہلی روایت سے عبدالکریم مشتاق کی گلہ خلاصی کی ناکام کوشش	۳۶
۲۵	غلام حسین نجفی کی ہٹ دھرمی اوراس کا تعاقب	۴۴
۲۶	از کتب اہل سنت	۵۰
۲۷	دلیل :۷-ثعلبۃ بن ابی مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی:	۵۰
۲۸	عبدالکریم مشتاق کا دھوکا اوراس کا رد	۵۲
۲۹	از کتب اہل تشیع	۶۹

۳۰	دلیل:۸-شیعوں کے معتبر شارح نہج البلاغۃ عبدالحمید بن ابی الحدید (المتوفی ۶۵۵) کی گواہی:	۶۹
۳۱	از کتب اہل سنت	۷۰
۳۲	دلیل:۹-ایوب السختیانی (المتوفی ۱۳۱) کی گواہی	۷۰
۳۳	دلیل:۱۰-عامر بن شراحیل الشعبی (المتوفی ۱۰۹) کی گواہی	۷۱
۳۴	دلیل:۱۱-حکم بن عتیبۃ (المتوفی ۱۱۳) کی گواہی	۷۱
۳۵	دلیل:۱۲-ابراھیم النخعی (المتوفی ۹۶) کی گواہی	۷۱
۳۶	از کتب اہل تشیع	۷۲
۳۷	دلیل:۱۳-امام زین العابدین (المتوفی ۹۲) کی گواہی	۷۲
۳۸	دلیل:۱۴-جعفر صادق (المتوفی ۱۴۸) کی گواہی سند-۱	۷۳
۳۹	دلیل:۱۵-جعفر صادق (المتوفی ۱۴۸) کی گواہی سند-۲	۷۴
۴۰	عبدالکریم مشتاق کی دروغ گوئی اور اس کی خبر گیری	۷۵
۴۱	عبدالکریم مشتاق کی غلط بیانی اور اس کی حقیقت	۷۵
۴۲	از کتب اہل سنت	۸۳
۴۳	دلیل:۱۶-اسلم العدوی مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۸۰) کی گواہی	۸۳
۴۴	دلیل:۱۷-عطاء بن ابی مسلم الخراسانی (المتوفی ۱۳۵) کی گواہی	۸۴
۴۵	دلیل:۱۸-جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (المتوفی ۷۳) کی گواہی	۸۴
۴۶	از کتب اہل تشیع	۸۵

۴۷	دلیل ۱۹-محمد بن حسن طوسی (التوفی ۴۶۰) کی گواہی	۸۵
۴۸	دلیل ۲۰-جعفر صادق (التوفی ۱۴۸) کے ساتھی عیسیٰ بن عبداللہ الھاشمی کی گواہی	۸۶
۴۹	از کتب اہل سنت	۸۷
۵۰	دلیل ۲۱: جنادۃ بن ابی امیۃ (التوفی ۷۵) کی گواہی:	۸۷
۵۱	از کتب اہل تشیع	۸۸
۵۲	دلیل :۲۲-شیعوں کے معتبر شارح نہج البلاغۃ عبدالحمید بن ابی الحدید (التوفی ۶۵۵) کی گواہی:	۸۸
۵۳	باب ثانی	۹۱
۵۴	نکاح کے ثبوت کے لیے کتب اہل سنت کی روایات کے بیان میں	۹۱
۵۵	دلیل :۱-محمد باقر (التوفی ۱۱۴) کی گواہی:	۹۱
۵۶	دلیل ۲: محمد بن مسلم بن شہاب زھری التوفی (۱۲۳) کی گواہی:	۹۲
۵۷	دلیل ۳: -محمد بن حنفیۃ (التوفی ۷۳) کی گواہی:	۹۲
۵۸	دلیل :۴-امام زین العابدین (التوفی ۹۲) کی گواہی:	۹۳
۵۹	باب ثالث	۹۵
۶۰	نکاح کے ثبوت کے لیے اہل سنت کے مؤرخین کے اقوال کے بیان میں	۹۵
۶۱	۱-محمد بن حبیب امیۃ ابو جعفر البغدادی (التوفی ۲۴۵ھ) کا بیان	۹۵

۶۲	۲-محمد بن جریر طبری (التوفی ۳۱۰) کا بیان	۹۵
۶۳	۳-محمد بن حبان التمیمی (التوفی ۳۵۴) کا بیان	۹۵
۶۴	۴-حضرت علامہ ذھبی رحمہ اللہ (التوفی ۷۴۸) کا بیان	۹۶
۶۵	۵- ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن علی (التوفی ۷۳۲) کا بیان	۹۶
۶۶	۶-ابومحمد عفیف الدین عبداللہ بن اسعد الیافعی (التوفی ۷۶۸) کا بیان	۹۶
۶۷	۷-عمر بن مظفر الوردی الکندی (التوفی ۷۴۹) کا بیان	۹۷
۶۸	۸-ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (التوفی ۷۷۴) کا بیان	۹۷
۶۹	۹-صلاح الدین خلیل بن ایبک (التوفی ۷۶۴) کا بیان	۹۸
۷۰	۱۰-امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی (التوفی ۸۵۲) کا بیان	۹۸
۷۱	باب رابع	۹۹
۷۲	نکاح کے ثبوت کے لیے صرف کتب شیعہ کی روایات کے بیان میں	۹۸
۷۳	۱-جعفر صادق کی روایت نمبر-۱	۹۹
۷۴	روایت کے متعلق علی اکبر الغفاری کا تبصرہ	۹۸
۷۵	عبدالکریم مشتاق کا جھوٹ اور اس کا تعاقب	۱۰۰
۷۶	غلام حسین نجفی کا مکر اور اس کی گرفت	۱۰۰
۷۷	مکر ۱-اس روایت کے مفہوم میں بگاڑ	۱۰۰
۷۸	مکر ۲-اس روایت کی سند میں کلام	۱۰۲
۷۹	۲-جعفر صادق کی روایت نمبر-۲	۱۰۲

۸۰	۳-جعفر صادق (المتوفی ۱۴۸) کے ساتھی عیسیٰ بن عبداللہ الھاشمی کی روایت	۱۰۳
۸۱	باب خامس	۱۰۵
۸۲	نکاح کے ثبوت کے لیے شیعہ علماء و مورخین کے اقوال کے بیان میں	۱۰۵
۸۳	۱-شیعوں کے ائمہ کے نسل ابوالقاسم الکوفی (المتوفی ۳۵۲) کا بیان	۱۰۵
۸۴	۲-شریف مرتضی علی بن الحسین الموسوی (المتوفی ۴۳۶)	۱۰۷
۸۵	۳- علی بن محمد العلوی (کان حیاً بعد ۴۴۳)	۱۰۹
۸۶	۴-شیخ الطائفۃ محمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰)	۱۰۹
۸۷	۵-فضل بن حسن طبرسی من اعلام القرن الرابع۔	۱۱۰
۸۸	۶-محمد بن علی بن شہر آشوب (المتوفی ۵۸۸)	۱۱۱
۸۹	۷-ابوالحسن علی بن ابی القاسم البیھقی (المتوفی ۵۶۵)	۱۱۲
۹۰	۸-ابوالحسن عبداللہ بن مفتاح (المتوفی ۸۷۷)	۱۱۳
۹۱	۹-میرزا محمد بن معتمد خان البدخشی (المتوفی ۱۱۲۶)	۱۱۳
۹۲	۱۰-محمد ھاشم بن محمد علی خراسانی (المتوفی ۱۳۵۲)	۱۱۴
۹۳	۱۱-شیخ عباس قمی (المتوفی ۱۳۵۹)	۱۱۵
۹۴	۱۲-محشی عمدۃ الطالب محمد حسن الطالقانی	۱۱۶
۹۵	۱۳-محمد تقی سپہر (المتوفی ۱۲۹۷)	۱۱۶
۹۶	۱۴-نوراللہ شوستری (المتوفی ۱۰۱۹)	۱۱۹
۹۷	۱۵-ملا باقر مجلسی المتوفی (۱۱۱۰ھ)	۱۲۰

۹۸	۱۶-نعمۃ اللہ الجزائری المتوفی (۱۱۱۲ھ)	۱۲۴
۹۹	۱۷-زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹۶۶)	۱۲۶
۱۰۰	۱۸-محسن الامین (المتوفی ۱۳۷۱)	۱۲۷
۱۰۱	۱۹-جعفر ربعی المعروف بالنقدی (المتوفی ۱۳۷۰)	۱۲۸
۱۰۲	۲۰-عباسقلی خان سپہر	۱۲۸
۱۰۳	باب سادس	۱۳۱
۱۰۴	شیعوں کے کچھ شیطانی وسوسے اور ان کے جوابات کے بیان میں	۱۳۱
۱۰۵	وسوسہ:۱-اور اس کا جواب	۱۳۱
۱۰۶	وسوسہ:۲-اور اس کا جواب	۱۳۹
۱۰۷	وسوسہ:۳-اور اس کا جواب	۱۶۰
۱۰۸	وسوسہ:۴-اور اس کا جواب	۱۶۳
۱۰۹	وسوسہ:۵-اور اس کا جواب	۱۶۹
۱۱۰	وسوسہ:۶-اور اس کا جواب	۱۷۰
۱۱۱	وسوسہ:۷-اور اس کا جواب	۱۷۲
۱۱۲	وسوسہ:۸-اور اس کا جواب	۱۷۸
۱۱۳	وسوسہ:۹-اور اس کا جواب	۱۸۰
۱۱۴	وسوسہ:۱۰-اور اس کا جواب	۱۸۲
۱۱۵	وسوسہ:۱۱-اور اس کا جواب	۱۸۸
۱۱۶	وسوسہ:۱۲-اور اس کا جواب	۱۸۹

۱۱۷	وسوسہ:۱۳-اوراس کا جواب	۱۹۰
۱۱۸	وسوسہ:۱۴-اوراس کا جواب	۱۹۲
۱۱۹	وسوسہ:۱۵-اوراس کا جواب	۱۹۷
۱۲۰	وسوسہ:۱۶-اوراس کا جواب	۱۹۸
۱۲۱	وسوسہ:۱۷-اوراس کا جواب	۲۰۵
۱۲۲	وسوسہ:۱۸-اوراس کا جواب	۲۰۷
۱۲۳	وسوسہ:۱۹-اوراس کا جواب	۲۰۸
۱۲۴	وسوسہ:۲۰-اوراس کا جواب	۲۰۹
۱۲۵	وسوسہ:۲۱-اوراس کا جواب	۲۱۲
۱۲۶	وسوسہ:۲۲-اوراس کا جواب	۲۱۴
۱۲۷	وسوسہ:۲۳-اوراس کا جواب	۲۱۶
۱۲۸	وسوسہ:۲۴-اوراس کا جواب	۲۱۸
۱۲۹	وسوسہ:۲۵-اوراس کا جواب	۲۲۲
۱۳۰	وسوسہ:۲۶-اوراس کا جواب	۲۲۶
۱۳۱	وسوسہ:۲۷-اوراس کا جواب	۲۲۹
۱۳۲	وسوسہ:۲۸-اوراس کا جواب	۲۳۸
۱۳۳	وسوسہ:۲۹-اوراس کا جواب	۲۴۰
۱۳۴	وسوسہ:۳۰-اوراس کا جواب	۲۴۶

☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

عرضِ مؤلف

کچھ عرصہ پہلے ایک کتابچہ ''افسانہ عقدام کلثوم'' کے نام سے میرے ہاتھ آیا جس میں عبدالکریم مشتاق نے فاروق اعظم اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہم کے نکاح کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کالج کی تین لڑکیوں سے متعلق ایک فرضی اور جھوٹی کہانی بنا کر جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عزت اور ناموس کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اسی طرح کچھ عرصے کے بعد علی میلانی کی کتاب ''تزویج اُم کلثوم رضی اللہ عنہا من عمر'' اور علی شہرستانی کی کتاب ''زواج اُم کلثوم رضی اللہ عنہا'' بھی ہاتھ آئیں یہ دونوں کتابیں عربی زبان میں ہیں، چند ہی دنوں کے بعد میرے محترم ومکرم دوست استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ العالی نے مجھے ایک کتاب ''سہم مسموم'' کے نام سے دی، کتاب کے مطالعے کے بعد جو بات سامنے آئی وہ یہ کہ یہ کتاب یعنی سہم مسموم جو (۴۳۴) صفحات پر مشتمل ہے میرے اندازے کے مطابق اس کتاب میں اپنے موضوع کے مطابق (۱۰۰) صفحات بھی بڑی مشکل سے ہونگے، یہ کتاب صرف اور صرف ''مطاعن عمر'' پر مشتمل ہے، اس کتاب میں تہذیب کا خیال بالکل نہیں رکھا گیا، بہر حال ان کتب کے مطالعہ کے بعد بندہ نے خلیفہ ثانی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی غلامی کا حق ادا کرنے کے لیے اس عنوان پر قلم اٹھایا اور الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بندہ نے اس کتاب میں سیدنا فاروق اعظم اور سیدتنا اُم کلثوم بنت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہم کے نکاح کے ثبوت سے متعلق ایسے دلائل

قاہرہ ذکر کیے ہیں، جن کا جواب رافضیت کے بس کی بات نہیں ہے. نیز بندہ نے اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے سہم مسموم اور دیگر مذکورہ کتب کے مصنفین کے وسوسوں کا دندان شکن اور سنجیدہ انداز میں جواب لکھا ہے جس سے نہ صرف ان کے بلکہ ان کے حواریین کے دانت بھی کھٹے ہونگے۔

یہ سنجیدہ انداز اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ ہم علماء اہل حق کے پیروکار صرف اور صرف علمی بصیرت سے بات کرنے کے قائل ہیں باقی شور شرابہ رونا پیٹنا لڑنا جھگڑنا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔

الحمدللہ! میں اب بھی دل کی گہرائی سے برملا یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر میری اس تحریر پر کسی کو اعتراض ہو تو میں اس کے ساتھ تحریری اور تقریری گفتگو کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''الدین النصیحة '' دین خیر خواہی کا نام ہے۔ چنانچہ ہم دشمنان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے غلام بن کر اور ایمان اور عمل میں ان کی اقتداء کر کے اپنی آخرت سنوار لیں۔

اس کتاب کے سلسلے میں ایک بات ملحوظ رہے کہ بندہ نے ان تمام کتب میں سے صرف ان باتوں اور اشکالات کے جواب لکھے ہیں، جو کم از کم وسوسے کا درجہ رکھتے ہیں، باقی خرافات کی طرف توجہ دینا بیکار سمجھا ہے۔

اس کتاب کے لکھنے کے سلسلے میں، میں بے حد مشکور و ممنون ہوں اپنے اول اُستاذ محترم علامة العصر حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا جنہوں نے بڑی شفقت کے ساتھ مجھ فقیر کی تعلیمی اور اخلاقی تربیت کی، فجزاہ اللہ احسن الجزاء ۔ درحقیقت یہ کتاب بھی حضرت اُستاذ محترم کی بندہ پر سر توڑ محنت و کاوش اور انہی کے فیض کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح میں اپنے دیگر اساتذہ کرام یعنی شیخ التفسیر والحدیث استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی، استاذ الحدیث استاذ محترم حضرت مولانا زبیر احمد صاحب مدظلہ العالی، استاذ الحدیث استاذ محترم حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مدظلہ العالی، اُستاذ الحدیث استاذ محترم حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہ العالی، استاذ الحدیث استاذ محترم حضرت مولانا نیاز احمد صاحب مدظلہ العالی، استاذ الحدیث اُستاذ محترم حضرت مولانا عطاء الحق صاحب کا جنہوں نے بہت بڑی جاں فشانی کے ساتھ میری تعلیم اور تربیت پر توجہ دی، ان تمام حضرات کی محنت کی وجہ سے ہی آج بندہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وکالت کا شرف حاصل کیا.

صحبت هم نشین در من اثر کرد —و گر نه من هما خاکم که هستم

نیز میں بے حد مشکور وممنون ہوں اپنے پیارے والدین کا جنہوں نے مجھے علم دین کے حصول کے لیے دنیا کے تمام کاموں سے فارغ رکھا.

جزاهما الله احسن الجزاء

نیز میں بھائی محمد زین صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے لیے میری ہمت افزائی فرمائی اور میں مشکور وممنون ہوں اپنے دوست استاذ الحدیث حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب مدظلہ العالی کا جنہوں نے اس کتاب کی کتابت میں مجھ فقیر کے ساتھ زبردست تعاون فرمایا۔

اللہ پاک سے دُعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو خوب نفع بخش بنائے اور اس کو کئی لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے - آمین یا رب العلمین.

مولوی علی اکبر جلبانی

۲۲ / رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

تقدیم

اللہ رب العلمین قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ○

(سورہ مومنون:۱۰۱)

ترجمہ: پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہیں ان میں اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے۔

اس آیت کے تفسیر میں حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

یعنی عالم برزخ کے بعد قیامت کی گھڑی ہے- دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد تمام خلائق کو ایک میدان میں لا کھڑا کریں گے- اس وقت ہر ایک شخص اپنی فکر میں مشغول ہوگا اولاد ماں باپ سے بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے سروکار نہیں رکھے گا- ایک دوسرے سے بیزار ہونگے -کوئی کسی کی بات نہیں پوچھے گا.

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ○ (سورہ عبس ۳۴،۳۵،۳۶،۳۷)

(تنبیہ): بعض احادیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سارے نسب اور دامادی کے تعلقات منقطع ہو جائینگے (یعنی کام نہ دینگے) الا نسبی وصھری (بجز میرے نسب اور صھر کے) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے تعلقات عموم سے مستثنیٰ ہیں اسی حدیث کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ بن

ابی طالب سے نکاح کیا اور چالیس ہزار درہم مہر باندھا۔ (تفسیر عثمانی،ص:۴۶۴)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی مومن کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے جو اللہ رب العزت نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اب ہم اس روایت کو قدرے تفصیل کے ساتھ فریقین یعنی اہلسنّت والجماعت اور اہل تشیع کے کتب سے نقل کرتے ہیں تاکہ اس روایت کی مزید توثیق ہو جائے.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کی فضیلت

از کتب اہلسنّت

دلیل: ۱-عن المسور بن مخرمة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال فاطمة مضغة منی یقبضنی ما قبضها ویبسطنی ما بسطها وان الانساب یوم القیٰمة تنقطع غیر نسبی وسببی وصهری.

ترجمہ: مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے میری طبیعت میں انقباض ڈالتی ہے وہ چیز جو اس کی طبیعت میں انقباض ڈالے اور مجھے خوش کرتی ہے وہ چیز جو اس کو خوش کرے۔اور بیشک قیامت کے دن نسب منقطع ہو جائینگے (یعنی کسی کو اس کا نسب فائدہ نہیں دیگا) سوائے میرے نسب اور رشتہ داری اور دامادی کے (یعنی میرا نسب اور میری دامادی قیامت میں کام آئیگی) حوالہ جات بلاحظہ فرمائیں:

۱- السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج:۷، ص: ۶۴) والفظ له ادارة تالیفات اشرفیه

۲- مستدرک حاکم لابی عبد اللّٰه الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج:۳،ص: ۳۵۲) حدیث نمبر: ۴۷۴۲، قدیمی کتب خانه

۳- المعجم الاوسط لسلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی ۳۶۰) ج:۶،ص: ۳۵۷، حدیث نمبر: ۶۶۰۹ ، دار الحرمین قاهره

۴- المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۳،ص: ۴۴، حدیث نمبر: ۲۶۳۳، مکتبه ابن تیمیه قاهره

۵- سنن سعید بن منصور الجوزجانی(المتوفی ۲۲۷) ج: ۱،ص: ۱۷۲، حدیث نمبر : ۵۲۰، الدار السلفیه الهند

۶- فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱) ج : ۲، ص: ۶۲۵، حدیث نمبر: ۱۰۶۹ ، موسسة الرسالة بیروت

۷- الشریعة لابی بکر محمد بن حسین الآجری (المتوفی ۳۶۰)ج: ۵، ص: ۲۲۳۰، حدیث نمبر: ۱۷۱۲ ، دار الوطن الریاض السعودیة

۸- حلیة الاولیاء لابی نعیم الاصبهانی (المتوفی ۴۳۰) ج : ۲،ص: ۳۴، دار الکتاب العربی – البیروت

۹- مصنف عبد الرزاق لابی بکر عبد الرزاق بن همام(المتوفی ۲۱۱) ج: ۶، ص: ۱۶۳ ، حدیث نمبر: ۱۰۳۵۴ ، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراتشی

۱۰- حدیث السراج لابی العباس محمد بن اسحاق النیسابوری(المتوفی ۳۱۳) ج:۳ ، ص: ۲۳۲، حدیث نمبر: ۲۶۰۳، الفاروق

الحدیثیۃ للطباعۃ والنشر

١١- فوائد تمام لابی القاسم تمام بن محمد (المتوفی ٤١٤) ج:٢، ص: ٢٣٣، حدیث نمبر: ١٦٠٣، مکتبۃ الرشید الریاض

١٢- مناقب لعلی بن محمد المعروف بابن الغزالی (المتوفی ٤٨٢) ص: ١٢٦، حدیث نمبر: ١٥١، دار الآثار الصنعاء

١٣- المخلصیات لمحمد بن عبد الرحمٰن بغدادی (المتوفی ٣٩٣) ج:٤، ص: ١٢٦، حدیث نمبر: ٣١٧٣، وزارۃ الاوقاف والشون الاسلامیۃ لدولۃ قطر

١٤- مسند الفاروق لابی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (المتوفی ٧٧٤) ج:١، ص: ٣٨٩، دار الوفاء – المنصورۃ

١٥- حدیث ابی الفضل الزہری لعبید اللہ بن عبد الرحمٰن البغدادی (المتوفی ٣٣١) ج:١ ٣٨٨، حدیث نمبر: ٣٥٩، اضواء السلف الریاض

١٦- السنۃ لابی بکر بن الخلال اعنی احمد بن محمد البغدادی (المتوفی ٣١١) ج:٢، ص: ٤٣٢، حدیث نمبر: ٦٥٥، دار الرایۃ – الریاض

تنبیہ: ہم نے مذکورہ بالا روایت حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کی ہے لیکن اکثر مذکورہ بالا کتب میں یہ روایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور بعض کتب میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض کتب میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ہم اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام طرق کو نقل نہیں کر رہے ہیں۔

از کتب اہل تشیع

دلیل:۲-عن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ ﷺ کل نسب وصہر منقطع یوم القیٰمۃ الا نسبی وسببی.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نسب اور دامادی رشتہ قیامت کے دن ختم ہو جائے گا سوائے میرے نسب اور رشتہ داری کے (یعنی میرا نسب اور رشتہ وہاں پر بھی کام آئیگا).

۱- امالی شیخ طوسی (المتوفی ۴۶۰) ص: ۳۴۰، حدیث نمبر: ۶۹۴، دار الثقافۃ -قم واللفظ لہ

۲- خصال شیخ صدوق لابن بابویہ القمی (المتوفی ۳۸۱) ص: ۵۵۹، جامعۃ المدرسین بالحوزۃ العلمیۃ بقم المشرفۃ

۳- مناقب آل ابی طالب لابن شہر آشوب (المتوفی ۵۸۸) ج: ۱، ص: ۴۴۰، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت -لبنان

۴- تفسیر مجمع البیان لفضل بن حسن الطبرسی (المتوفی ۵۴۸) ج۴ ص ۱۵۳ احیاء الکتب الاسلامیۃ ایران -قم

۵- تفسیر صافی لفیض الکاشانی (المتوفی ۱۰۹۱) ج:۳، ص: ۴۱۰، مکتبۃ الصدر -ایران -تہران

۶- وسائل الشیعۃ لمحمد بن الحسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴) ج :۷، ص: ۲۴۳، منشورات ذوی القربیٰ ایران-قم

از کتب اہل سنت

دلیل :۳– عن حمزة بن ابی سعید الخدری عن ابیه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول عل المنبر :ما بال اقوام تقول ان رحم رسول الله ﷺ لا تنفع یوم القیٰمة والله ان رحمی لموصولة فی الدنیا والآخرة.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے منبر پر سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے لوگوں کا کیا حال ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری قیامت کے دن نفع نہیں دیگی اللہ کی قسم میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں ملی ہوئی ہے (یعنی دنیا اور آخرت میں نفع دیگی)

۱– مسند لامام احمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱) ج:۳، ص:۷۶، حدیث نمبر: ۱۱۵۹۷، نشر السنة ملتان والفظ له

۲– مستدرک لابی عبد الله الحاکم(المتوفی ۴۰۵) ج:۵، ص: ۵، حدیث نمبر: ۷۱۱۰، قدیمی کتب خانه کراتشی

۳– مسند ابی یعلی للامام ابی یعلی احمد بن علی الموصلی (المتوفی ۳۰۷)ص: ۲۸۱، حدیث نمبر: ۱۲۳۹، دار المعرفة بیروت –لبنان

۴– مسند ابی داود الطیالسی لسلیمان بن داود الطیالسی (المتوفی ۲۰۴) ج:۳، ص: ۶۲۹، دار هجر –مصر

۵– الاعتقادللامام البیهقی (المتوفی ۴۵۸)ج: ۱، ص: ۳۲۸، باب القول فی اهل بیت رسول الله دار الآفاق الجدیده –بیروت

از کتب اہل تشیع

دلیل:۴- عن حمزة بن ابی سعید الخدری عن ابیه عن النبی ﷺ قال اتزعمون ان رحم نبی الله ﷺ لاتنفع یوم القیٰمة بلی والله ان رحمی لموصولة فی الدنیا والآخرة.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ قیامت کے دن میں میری رشتہ داری بھی کام نہیں آئیگی اللہ کی قسم میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں ملی ہوئی ہے (یعنی میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں کام آئیگی)۔

۱- امالی شیخ طوسی (المتوفی ۴۶۰) ص: ۲۶۹، رقم الحدیث: ۵۰۰، دار الثقافة – قم والفظ له

۲- امالی شیخ مفید (المتوفی ۴۱۳) ص: ۲۸۴، شرکة الاعلمی للمطبوعات بیروت –لبنان

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف اور غلام حسین نجفی کے پیٹ کی مروڑ

ہم شیعہ سنی کتب سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی کو کسی کا نسب اور دامادی فائدہ نہیں دیگی لیکن رسول اللہ ﷺ کا نسب اور دامادی فائدہ دیگی اس کے باوجود غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص: ۱۳۰ میں نبیوں سے رشتہ داری کسی ظالم کو اس کے ظلم سے بری نہیں کر سکتی کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:

کلمة الحق

ہابیل اور قابیل دونوں سگے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ نبی زاد بھی تھے .... یوسف نبی مظلوم اور اس کے بھائی ظالم تھے .... مذکورہ دونوں قصے گواہ ہیں کہ خونی رشتہ بھی انبیاء سے ظالم کو حاصل ہوتا ہے پس عمر صاحب کو اگر نبی کریم سے کسی قسم کا بھی بلفرض والمجال کوئی رشتہ حاصل ہو تو وہ رشتہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کو آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی طرف سے کیے گئے مظالم سے بری نہیں کرسکتا۔ (کہنا یہ چاہتا ہے کہ جیسے قابیل کو حضرت آدم علیہ السلام کی رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دیگی اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دیگی)

اور آگے ص ۵ا میں لکھتا ہے:

گاہے بیوی سے خدا راضی ہوتا ہے اور شوہر لعنتی ہوتا ہے جیسے آسیہ زوجہ فرعون اور آگے ص ۷ا پر لکھتا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی جس فضیلت پر اہل سنت کا گذارہ ہے وہ فرعون کو بھی حاصل ہے۔

جواب: غلام حسین نجفی کی عاجزی قابل دید ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث پیش کی جو اس کے نزدیک بھی مسلم ہے انہوں نے اس کے مقابلے میں باطل قیاس پیش کیا حالانکہ حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری اور دامادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کلمہ پڑھنے والوں کو ضرور فائدہ دے گی لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی ضرور کام آئیگی ﴿ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴾ کیونکہ میرے نبی کے فرمان میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا لہٰذا نص کے مقابلے میں قیاس کرنا بے دینی ہے اور ایسے قیاس ہی کے متعلق تو جعفر صادق نے فرمایا: ان اول من قاس ابلیس سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا۔

الاصول من الکافی لمحمد بن یعقوب الکلینی الرازی (المتوفی ۳۲۹)

ج: ۱، ص: ۵۸، باب البدع والرای والمقاییس دار الکتب الاسلامیہ طہران -بازار سلطانی۔

ثانیاً: حضرت آدم علیہ السلام کے نسب نے قابیل کو اس لیے فائدہ نہیں دیا کہ وہ بقول شیعہ کافر تھا اور کافر کے لیے نسب کے فائدہ مند ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ جہاں تک تعلق ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ضرور فائدہ دیگا کیوں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تو پکے مومن أُولَـئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا کے مصداق تھے۔ البتہ کتب شیعہ میں قابیل کو کافر لکھنے کا ثبوت حاضر ہے:

شیعوں کا معتبر ترین مفسر علی بن ابراهیم قمی (المتوفی ۳۰۹) اپنی کتاب تفسیر قمی ص: ۳۲۷ ناشر موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان میں آیۃ کریمۃ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ کے تفسیر کے تحت محمد باقر کی روایت سے لکھتا ہے:

فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذالک قابيل بن آدم الذی قتل اخاه وهو قول الله وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ الیٰ قوله إِلَّا فِي ضَلَالٍ

عبارت کا مفہوم: محمد باقرؒ آیۃ کریمۃ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ کے تفسیر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیۃ یعنی دعاء الکافرین سے مراد قابیل ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔

عبارت کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ پاک کی ان کافروں سے مراد قابیل ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا تو یوسف علیہ السلام

کے بھائیوں کو تو یعقوب علیہ السلام کے نسب نے فائدہ دیا ہے چنانچہ تفسیر صافی لفیض الکاشانی (المتوفی ۱۰۹۱) ج ۳ ص ۴۶ ناشر مکتبۃ الصدر ایران-تہران میں لکھا ہے:

قال یا رب انما ذنبھم فیما بینی و بینھم فاوحی اللہ قد غفرت لھم

عبارت کا مفہوم: یعقوب علیہ السلام نے اللہ پاک سے عرض کیا ای میرے رب ان کا گناہ ان کے اور میرے درمیان ہے تو اللہ پاک نے وحی کی کہ میں نے ان کو معاف کر دیا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کا نسب اور سفارش ظالم کو بھی ظلم سے بری کر سکتی ہے۔ لہٰذا نجفی کا یہ کہنا (جو کہ اس کی عبارت سے سمجھ میں آتا ہے) کہ یعقوب علیہ السلام کے نسب نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو فائدہ نہیں دیا یہ سوءِ فہم پر مبنی ہے۔ باقی رہا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر ظلم کا بہتان تو یہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آل رسول پر ظلم کیا ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتے جیسے کہ امالی شیخ طوسی ص: ۵۰۷ ناشر دار الثقافۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنا ثابت ہے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی اپنی لخت جگر اُم کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ کرتے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا اور اپنی بچی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرنا **(جیسے کہ ان شاء اللہ عنقریب دلائل کے انبار لگا دیے جائینگے)** حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف سے اعلان ہے کہ حضرت عمر رضی رضی اللہ عنہ ظالم نہیں تھے۔

رہا فرعون تو آسیہ کا اس کی بیوی ہونا اس کے لیے کوئی فضیلت نہیں کیونکہ گذشتہ

شرائع میں کافر کا نکاح مؤمنہ کے ساتھ جائز تھا جبکہ شرع محمدی میں کافر کا نکاح مؤمنہ کے ساتھ ناجائز ہے لہٰذا اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ مؤمنہ کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہونا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤمن اور ذی قدر ہونے کی دلیل ہے جبکہ آسیہ کا فرعون کی بیوی ہونا فرعون کے مومن ہونے کی دلیل نہیں ہے اس لیے حضرت آسیہ کا فرعون کے نکاح میں ہونے سے فرعون کی کوئی فضیلت نہیں اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے لہٰذا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ نیز فرعون کافر تھا اور کافر کو کسی کا نسب اور رشتہ فائدہ نہیں دے سکتا جبکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تو مؤمن ہونے کے ساتھ امیر المؤمنین بھی تھے اس لیے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ضرور فائدہ دیگا لہٰذا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے جوکہ مذہب اسلام کے مطابق مردود ہے۔

مزید شیعوں سے سوال ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے اور یقیناً جواب ہاں میں ہی ہوگا تو ام کلثوم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کیوں نہیں؟

قارئین کرام! اب ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے باہمی نکاح کے ثبوت کے لیے دلائل پیش کرتے ہیں تاکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دوستی اور رشتہ داری ثابت ہوجائے اور کفر کا منہ کالا ہوجائے۔

باب اوّل

اس باب کے تحت ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان باہمی نکاح کے ثبوت کے لیے سنی شیعہ کی مشترکہ روایات ذکر کرینگے تا کہ یہ پیش کردہ دلائل طرفین کے لیے حجت ہو، ملاحظہ ہو:

از کتب اہل سنت

دلیل ۱- ابوعبداللہ نافع المدنی مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما (المتوفی ۱۱۷) کی گواہی:

اخبرنا محمد بن رافع قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا ابن جريج قال سمعت نافعاً يزعم ان ابن عمر صلى علىٰ تسع جنائز جميعاً فجعل الرجال يلون الامام والنساء يلين القبلة فصفهن صفاً واحداً ووضعت جنازة ام كلثوم بنت علي امراة عمر بن الخطاب وابن لها يقال له زيد وضعا جميعاً والامام يومئذ سعيد بن العاص وفي الناس ابن عباس وابو هريرة وابو سعيد وابو قتادة.

ترجمہ: ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے نافع سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نو جنازوں پر اکٹھے نماز پڑھی مردوں کو امام کے قریب کیا اور عورتوں کو قبلے کے قریب کیا پس ان کی ایک ہی صف بنائی اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما

زوجہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے زید کو اکٹھے رکھا گیا اور اس دن امام سعید بن عاص تھے اور لوگوں میں ابن عباس ابوہریرہ ابوسعید اور ابوقتادہ بھی موجود تھے۔

١ــ السنن الصغریٰ للامام احمد بن شعیب النسائی (المتوفی ٣٠٣) باب اجتماع جنائز الرجال والنساء، ج: ١، ص: ٢٨٠، قدیمی کتب خانه واللفظ له

٢ــ السنن الکبریٰ للامام احمد بن شعیب النسائی (المتوفی ٣٠٣) باب اجتماع جنائز الرجال والنساء، ج: ٢، ص: ٤٤٤، حدیث نمبر: ٢١١٦، موسسة الرسالة ــبیروت

٣ــ سنن الدار قطنی لابی الحسن علی بن عمر الدار قطنی (المتوفی ٣٨٥) ج: ٢، ص: ٤٤٨، حدیث نمبر: ١٨٥٢، ناشر مؤسسة الرسالة بیروت،لبنان.

٤ــ المنتقیٰ من السنن المسندة لابی احمد عبد الله بن علی بن الجارود (المتوفی ٣٠٧) ج: ١، ص: ١٤٢، حدیث نمبر: ٥٤٥.

٥ــ معرفة السنن والآثار لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ٤٥٨) ج :٥، ص: ٢٨٨، حدیث نمبر :٧٥٦٢، دار الوعیٰ حلب ــدمشق

٦ــ الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد البغدادی (المتوفی ٢٣٠) ج:٨، ص: ٣٤٠، دار الکتب العلمیة ــبیروت

٧ــ تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر (المتوفی ٥٧١) ج: ١٩، ص: ٤٩١، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع

٨ــ مصنف عبد الرزاق لابی بکر عبد الرزاق بن همام (المتوفی ٢١١) ج: ٣، ص: ٤٦٥، حدیث نمبر: ٦٣٣٧، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراتشی.

دلیل (۲:۔عمار بن ابی عمار مولیٰ بنی ھاشم المتوفی بعد ماۃ وعشرین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی گواہی:)

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا ابو المساور قال حدثنا عوف قال حدثنی عمار ابوعبد الله مولیٰ بنی هاشم قال كنت بالمدينة زمن ماتت ام كلثوم بنت علی وابنها زيد بن عمر ماتا جميعاً فجئ بجنازتيهما جميعاً فوضع الرجل مما يلى الامام ووضعت المراة امام ذالک.

ترجمہ: ابوعبداللہ عمار مولیٰ بنی ھاشم فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اس وقت میں مدینہ میں تھا پھر دونوں کے جنازے کو اکٹھا لایا گیا مرد کو امام کے قریب رکھا گیا اور عورت کو اس کے آگے۔

۱۔ الکنیٰ والاسماء لابی بشر محمد بن احمد الدولابی (المتوفی ۳۱۰) ص: ۸۲۶، حدیث نمبر: ۴۴۲، دار ابن حزم بیروت۔ لبنان والفظ له
۲۔ الذرية الطاهرة لابی بشر محمد بن احمد الدولابی (المتوفی ۳۱۰) ج: ۱، ص: ۱۱۸، حدیث نمبر: ۲۲۹، الدار السلفیة ۔ کویت
۳۔ سنن ابی داود لسلیمان بن اشعث (المتوفی ۲۷۵) باب اذا حضر جنائز رجال ونساء من يقدم، ج: ۲، ص: ۱۰۱، مکتبه رحمانیه
۴۔ مصنف ابن ابی شیبة لعبد الله بن محمد بن ابی شیبة (المتوفی ۲۳۵) ج: ۳، ص: ۱۹۷، باب فی جنائز الرجال والنساء مکتبه امدادیه ملتان
۵۔ السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج: ۴، ص: ۳۳، اداره تالیفات اشرفیه

دلیل (۳۰-عامر بن شراحیل الامام الشعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۰۹) کی گواہی:)

عن الشعبی قال صلیٰ ابن عمر علیٰ زید بن عمر وامه ام کلثوم بنت علی رضی الله عنهما فجعل الرجل مما یلی الامام والمراة من خلفه فصلیٰ علیهما اربعاً وخلفه ابن الحنفیه والحسین بن علی وابن عباس رضی الله عنهما.

ترجمہ: عامر شعبی فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زید بن عمر اور ان کی ماں ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما پر نماز پڑھی مرد کو امام کے قریب کیا اور عورت کو اس کے پیچھے کیا پھر ان پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور اس کے پیچھے محمد بن حنفیہ اور حسین بن علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے.

۱- السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج: ۴، ص: ۳۸، اداره تالیفات اشرفیه والفظ له
۲- السنن الصغیر لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج: ۲، ص: ۲۰، حدیث نمبر: ۱۰۷۴، جامعة الدراسات الاسلامیة کراتشی باکستان
۳- مصنف لعبد الرزاق بن همام الصنعانی (المتوفی ۲۱۱) ج: ۳، ص: ۴۶۵، حدیث: ۶۳۳۶، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراتشی
۴- الآثار لابی یوسف (المتوفی ۱۸۲) ج: ۱، ص: ۸۴، حدیث نمبر: ۴۲۸، دار الکتب العلمیة -بیروت
۵- مسند علی بن الجعد (المتوفی ۲۳۰) ج: ۱، ص: ۹۸، حدیث نمبر: ۵۷۴، موسسة نادر -بیروت

۶۔ الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد (المتوفی ۲۳۰) ج:۸، ص: ۳۴۰، دار الکتب العلمیة –بیروت

۷۔ کتاب الآثار لمحمد بن حسن الشیبانی (المتوفی ۱۸۹) ص:۶۳، حدیث نمبر: ۲۴۶، مکتبہ امدادیہ ملتان

دلیل۴: امام محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۱۴) کی گواہی:

عن جعفر بن محمد عن ابیه ان ام کلثوم بنت علی توفیت هی وابنها زیدبن عمر بن خطاب فی یوم فلم یدر ایهما مات قبل فلم ترثه ولم یرثها.

ترجمہ: جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے نقل کرتے ہیں کہ اُم کلثوم بنت علی اوراس کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب ایک ہی دن میں فوت ہوئے پس پتہ نہیں چلا کہ کون پہلے مرا اس لیے نہ وہ اس کی وارثہ بنی اور نہ ہی وہ اس کا وارث بنا۔

۱۔ مستدرک حاکم لابی عبد اللہ الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج:۵، ص:۲۶۳، حدیث نمبر: ۸۱۷۵، قدیمی کتب خانہ کراچی والفظ له

۲۔ السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج:۶، ص : ۲۲۲، ادارہ تالیفات اشرفیه

۳۔ سنن سعید بن منصور الجوزجانی (المتوفی ۲۲۷) ج:۱، ص:۱۰۷، حدیث نمبر : ۲۴۰، الدار السلفية الهند

قارئین کرام! اہل سنت کی کتب سے نقل شدہ مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے ہوا تھا اور اس سے ایک بیٹا زید بن عمر بھی پیدا ہوا تھا لہٰذا ہر حال میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داماد علی ماننا پڑیگا۔

کتب اہل سنت کی پہلی روایت سے عبدالکریم مشتاق کی گلہ خلاصی اور اس کی گرفت

عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد اُم کلثوم ص:۵۶، پر سنن النسائی والی پہلی روایت میں وسوسے ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے: اس روایت میں یوں ہے کہ نافع سے سنا وہ زعم کرتے تھے- لفظ زعم اس پوری روایت کو باطل کر دیتا ہے کیوں کہ راوی کو خود اپنے بیان پر شبہ ہے یہ روایت گمان پر مبنی ہے حدیث کے لیے ضروری ہے کہ وہ حتمی ہو ظنی احادیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا پھر لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو زعم کو جھوٹ بولنے کی معنی میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے جیسے کہ لغات کشوری مطبوعہ لکھنو ص ۲۲ میں مرقوم ہے اس معنی کے لحاظ سے یہ ترجمہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ نافع یہ جھوٹ بولتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُم کلثوم وزید رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھی۔

جواب اولاً: تو اس روایت کی دوسری سند میں لفظ زعم کے بجائے قال نافع ہے دیکھیے: الطبقات الکبری، ج: ۸، ص: ۳۴۰، دار الکتب العلمیة بیروت

اور اُصول ہے کہ بعض روایات بعض کی تفسیر کرتی ہیں تو جب بعض روایات میں لفظ زعم وارد ہے اور بعض روایات میں لفظ قال وارد ہے تو معلوم ہوا کہ اس روایت میں زعم اور قال کا معنی ایک ہی ہے. یہی وجہ ہے کے جب اصول کافی کی ایک روایت میں لفظ "زعمتم" آیا ہے تو وہاں شارح الجامع الکافی ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) ترجمہ کرتا ہے زعمتم ای قلتم (تم نے کہا) دیکھیے:

مراۃ العقول، ج:۱۶، ص: ۱۳۹، دار الکتب الاسلامیۃ تہران – بازار سلطانی

تو جب اصول کافی میں یہ لفظ آئے تو اس کا ترجمہ کہنا بن جاتا ہے لیکن جب ہماری کتاب نسائی میں یہ لفظ آجائے تو ترجمہ جھوٹ بن جائے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام.

ثانیاً: بقول عبدالکریم مشتاق کے کہ زعم کو جھوٹ بولنے کی معنی میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ زعم کی اصلی معنی سچ بولنا ہے البتہ کبھی کبھار جھوٹ کی معنی میں بھی استعمال ہوسکتا ہے جب لفظ زعم سچ بولنے اور جھوٹ بولنے ہر دونوں معانی کے لیے استعمال ہوسکتا ہے تو اب انصاف کی بات یہ ہے کہ جب لفظ زعم کی نسبت جھوٹے آدمی کی طرف ہو تو انصاف کی تقاضا یہ کہ وہاں پر زعم کو بمعنی جھوٹ کے لیا جائے اور جب زعم کی نسبت ثقہ آدمی کی طرف ہو تو وہاں پر زعم بمعنی سچ کے لیا جائے تو جب نافع راوی ثقہ ہے تو ضروری ہے کہ یہاں پر زعم بمعنی سچ کے لیا جائے لہٰذا یہ روایت اہل سنت کے اصول کے مطابق صحیح ثابت ہوئی.

ثالثاً: اگر عبدالکریم کو زعم بمعنی جھوٹ کے لینا اچھا لگتا ہے تو اب میں ان کے کتب سے روایت پیش کرتا ہوں عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ عبدالکریم کی ذریت و نسل اس اپنی روایت میں زعم بمعنی جھوٹ کے لیتے ہیں یا نہیں وہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

صفوان عن ابی الصباح الکنانی زعم ان ابا سعد عقیصاً حدثه انه سار مع امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیه السلام نحو کربلاء

وانه اصابنا عطش شديد وان علياً نزل فى البرية فحسر عن يديه ثم اخذ يحثو التراب ويكشف عنه حتى برز له حجر ابيض فحمله فوضعه جانباً واذا تحته عين من ماء من اعذب ما طعمته واشده بياضاً فشرب وشربنا ثم سقينا دوابنا.

ترجمہ: صفوان سے منقول ہے کہ ابوالصباح الکنانی زعم کرتے تھے کہ ابوسعد عقیص نے اس کو حدیث بیان کی کہ میں نے امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ساتھ کربلاء کے طرف کا سیر کیا اور ہمیں سخت پیاس لگی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشک زمین میں اترے اپنے ہاتھوں سے کپڑا اوپر کیا پھر مٹی کو اکھیڑنا اور کھولنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کے لیے ایک سفید پتھر ظاہر ہوا پھر اس کو اٹھایا اور ایک طرف میں رکھا اچانک اس کے نیچے سے پانی کا میٹھا چشمہ نکلا اس جیسا میٹھا میں نے نہیں پیا تھا اور سخت سفید تھا پس حضرت نے بھی پیا اور ہم نے بھی پیا پھر ہم نے اپنے جانوروں کا بھی پلایا. دیکھیے:

الاختصاص للشيخ المفيد (المتوفي ۴۱۳) ص: ۲۱۵، مؤسسة الاعلمى للمطبوعات بيروت - لبنان

اب میں عبدالکریم کی ذریت کو مخاطب کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا اس روایت میں بھی آپ جھوٹ کا ترجمہ کرو گے کہ ابوالصباح الکنانی جھوٹ بولتے تھے؟ حالانکہ یہ راوی ابوالصباح الکنانی جس کا پورا نام ابراہیم بن نعیم العبدی ہے دیکھیے تنقیح المقال لعبداللہ المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج: ۳، ص: ۲۰، من فصل الکنی ثقہ ہے کیونکہ اس

راوی کے متعلق امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا:

انت میزان– آپ ترازو ہو دیکھیے:

رجال الطوسی (المتوفی ۴۶۰) ص: ۱۰۲، منشورات المکتبة والمطبعة الحیدریة فی النجف

اور شیعوں کا الشیخ الجلیل ابو العباس احمد بن علی النجاشی (التوفی ۴۵۰) اس راوی کے متعلق لکھتا ہے:

سمی میزان لثقته.

امام نے اس کا نام میزان اس لیے رکھا ہے کیوں کہ یہ ثقہ ہے: دیکھیے:

رجال النجاشی ص: ۱۹ امؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة بالقم المشرفة

تو اگر آپ یہاں پر جھوٹ کا ترجمہ کرو گے تو آپ اپنے امام معصوم جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ٹھکرا کے کافر بن جاؤ گے کیوں کہ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ثقہ و میزان کہا ہے اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کو سچا سمجھو گے اور اپنے امام جعفر صادق کی حیا کرتے ہوئے اس کے قول کو مانو گے تو پھر آپ کو نسائی شریف کی یہ روایت بھی ماننی پڑیگی کیوں کہ دونوں روایات لفظ زعم کے موجود ہونے میں برابر ہیں.

رابعاً: ہم نے یہ روایت صرف نافع کے طریق سے نہیں بلکہ نافع رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ عمار مولیٰ بنی ھاشم، عامر شعبی اور آپ کے امام جعفر صادق اور محمد باقر سے بھی نقل کی ہے تو کیا آپ کے یہ ائمہ حضرات بھی جھوٹ بولتے تھے؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے اے غالب – شرم تم کو مگر نہیں آتی

از کتب اہل تشیع

دلیل۵:-امام محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۱۴) کی گواہی:

محمد بن احمد بن یحیٰ عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیه علیه السلام قال : ماتت ام کلثوم بنت علی علیه السلام و ابنها زید بن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة لایدریٰ ایهما هلک قبل فلم یورث احدهما من الآخر وصلیٰ علیهما جمیعا

ترجمہ: حضرت جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے نقل کرتے ہیں کہ اُم کلثوم بنت علی اور اس کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب ایک ہی گھڑی میں فوت ہوئے پتہ نہیں چلا کہ ان میں سے کون پہلے فوت ہوا پس ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہیں بنا اور ان دونوں پر اکٹھے نماز پڑھی گئی۔

۱- تهذیب الاحکام لمحمد بن الطوسی (المتوفی ۴۶۰) ج:۹، ص:۳۶۲-۳۶۳، حدیث نمبر: ۱۲۹۵، باب میراث الغرقیٰ والمهدوم علیهم دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

۲- وسائل الشیعة للشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴) ج:۹، ص:۴۰۲، ناشر منشورات ذوی القربیٰ قم خیابان

۳- الذریعة الیٰ تصانیف الشیعة للشیخ آقا بزرگ طهرانی ج۵ ص: ۱۸۴ مطبوعاتی اسماعیلیان قم

۴- الفوائد العلیة للسید علی البهبهانی، ج:۱، ص:۳۰، ناشر مکتبة دار العلم

دلیل ٦ :- عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۳۷ھ) کی گواہی:

وروی الشیخ فی (الخلاف) عن عمار بن یاسر قال : اخرجت جنازة ام کلثوم بنت علی وابنها زید بن عمر، وفی الجنازة الحسن والحسین وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وابو هریرة، فوضعو جنازة الغلام مما یلی الامام والمراة ورائه وقالو :: هذاهو السنة.

ترجمہ: شیخ (طوسی) نے اپنی کتاب خلاف میں عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا ہے کہ اُم کلثوم بنت علی (رضی اللہ عنہا) اور زید بن عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا جنازہ نکالا گیا اور جنازے میں حسن حسین عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور ابوھریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) موجود تھے پس انہوں نے لڑکے کے جنازے کو امام کے آگے رکھا اور عورت کو اس کے پیچھے رکھا اور کہا کہ یہی سنت ہے.

۱- وسائل الشیعة للشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴) ج: ۱، ص: ۵۸۱، ذوی القربیٰ قم خیابان

۲- کلمات الامام الحسین لمحمود شریفی ص:٦۸۷، ناشر منظمة الاعلام الاسلامی دار المعروف للطباعة و النشر

قارئین کرام! شیعہ کے ان معتبر کتب سے ان کے اماموں کے صریح اقوال سے ثابت ہوگیا کہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور اس سے ایک زید نامی بیٹا بھی پیدا ہوا اس سے مزید اور کیسے ثبوت دیا جائے بہر حال ابھی ابتدا ہے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

کتب شیعہ کی پہلی روایت سے عبدالکریم مشتاق کی گلہ خلاصی کی ناکام کوشش

عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم کے ص: ۵۹ پر لکھتا ہے: اس روایت کا راوی سعید بن سالم قداح مجہول الحال ہے.

(دیکھیے رجال مامقانی ج اص ۶۵)

جواب: میں نے یہ روایت شیعوں کی کتاب تہذیب الاحکام سے باسند نقل کی ہے آپ خود اپنی آنکھ اٹھا کر دیکھیں کہ کیا اس راوی سعید بن سالم کا اس روایت میں کہیں نام ونشان بھی ہے اگر نہیں ہے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ شیعہ کا یہ محقق زمان جس پر شیعہ قوم کو بڑا ناز ہے جھوٹا اور مکار ہے پھر مزید تماشا یہ کہ اس نے اپنے اس جھوٹ کو کتاب رجال مامقانی کے طرف منسوب کیا ہے حالانکہ رجال مامقانی ج اص ۶۵ میں اس بات یعنی (اس روایت کا راوی سعید بن سالم ہے) کا نام ونشان بھی نہیں ہے عبدالکریم کی ذریت سے چیلنج ہے کہ ان کلمات کو تنقیح المقال سے ثابت کریں- البتہ سند کے اندر قداح راوی کا ذکر ہے عبدالکریم کی ذمہ داری تھی کہ کم از کم اپنے محدثین کے اقوال سے ثابت کرتا کی اس قداح سے مراد سعید بن سالم ہے پھر روایت پر جرح کرتا تو یہ جرح کچھ معقول ہوتی، میں کہتا ہوں کی اس روایت میں قداح سے مراد عبد اللہ بن میمون القداح ہے اس کی دو وجہیں ہیں:

۱- یہی سند جب اسی کتاب تہذیب الاحکام ج ۵ص ۲۴۰ کتاب الحج باب الذبح میں آئی ہے تو اس سند میں قداح کے ساتھ عبداللہ بن میمون کا ذکر ہے اس سے

معلوم ہوا کہ قداح سے مراد عبداللہ بن میمون ہوتا ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

محمد بن احمد بن یحییٰ عن جعفر بن محمد عن عبد الله بن میمون القداح عن جعفر عن ابیه .

اسی طرح یہی سند الاستبصار ج ۲ ص ۲۷۷ باب من لم یجد الهدی واراد الصوم میں بھی موجود ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

محمد بن احمد بن یحییٰ عن جعفر بن محمد عن عبد الله بن میمون القداح عن جعفر عن ابیه .

۲- درحقیقت قداح کا لقب سعید بن سالم، عبداللہ بن میمون اور میمون اور دیگر حضرات میں مشترک ہے چنانچہ شیخ عبداللہ المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) اپنی کتاب تنقیح المقال ج:۳، ص:۱۶۶، من فصل الالقاب المطبعۃ المرتضویۃ نجف اشرف میں لکھتا ہے:

القداح هو لقب سعید بن سالم وعبد اللّٰه بن میمون و میمون وغیرهم انتهی.

لیکن اُصول ہے کہ جب کوئی نام یا لقب متعدد رواۃ کے درمیان میں مشترک ہو تو وہاں پر ان رواۃ کے درمیان میں فرق اور تمیز استاذوں اور شاگردوں سے ہوگی جیسے کہ اسی اصول کی شیعوں کے بہت بڑے محقق ابوالقاسم خوئی نے بھی تصریح کی ہے چنانچہ وہ اپنی مایہ ناز کتاب معجم رجال الحدیث: ج:۱، ص:۷۴، ادار الزہرۃ بیروت- لبنان میں لکھتا ہے:

اقول ابراهیم هذا مشترک بین جماعة والتمییز بینهم انما هو بلحاظ الراوی والمروی عنه.

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ ابراہیم کا نام ایک جماعۃ کے درمیان میں مشترک ہے ان میں فرق استاذوں اور شاگردوں سے ہوگا.

اور معجم رجال الحدیث ج ۲۳ ص ۷۷ میں لکھتا ہے:

اقول الجعفری یطلق علیٰ ابی ھاشم الجعفری ......وقد یطلق علیٰ سلیمان بن جعفر ....فالتمییز بینھما انما یکون بالراوی والمروی عنہ .

ترجمہ: جعفری کے لقب کا اطلاق ابو ھاشم الجعفری پر بھی ہوتا ہے اور سلیمان بن جعفر پر بھی ہوتا ہے پس ان دونوں کے درمیان میں تمیز استاذوں اور شاگردوں سے ہوگی.

اب ذرا اس روایت کی سند پر غور فرمائیں اس سند میں قداح کا شاگرد جعفر بن محمد القمی ہے اور اس کا استاذ جعفر صادق ہے تو جب ہم نے تحقیق کی تو معلوم ہوا ہے کہ قداح سے یہاں مراد عبداللہ بن میمون ہی ہوسکتا ہے کیونکہ سعید بن سالم القداح سے جعفر بن محمد القمی روایت ہی نہیں لیتا چنانچہ معجم رجال الحدیث لابی القاسم الخوئی ج:۴، ص:۱۵ دار الزہراء بیروت-لبنان میں جعفر بن محمد کے ترجمہ کے تحت اسکے استاذوں میں سعید بن سالم کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے جبکہ اسکے استاذوں میں عبداللہ بن میمون القداح کا ذکر موجود ہے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

جعفر بن محمد الاشعری: رویٰ عن عبد اللہ بن میمون القداح .

اسی طرح تنقیح المقال لعبداللہ المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج ۲ ص ۲۲۰ میں عبداللہ

بن میمون کے ترجمے میں اس کے شاگردوں کے تحت جعفر بن محمد کا ذکر تو ہے لیکن سعید بن سالم کے ترجمے میں جعفر بن محمد کا کوئی ذکر نہیں ہے.

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس قداح سے وہ ہی قداح مراد ہو سکتا ہے جس کا شاگرد جعفر بن محمد ہو لیکن شیعہ کی کتب رجال سے جعفر بن محمد سعید بن سالم کا شاگرد ثابت نہیں ہو سکتا لیکن جعفر بن محمد کا عبداللہ بن میمون کا شاگرد ہونا ثابت ہوا ہے لہٰذا ماننا پڑیگا کہ یہاں قداح سے مراد عبداللہ بن میمون ہے. نیز سعید بن سالم کا پوری تہذیب الاحکام میں کہیں ذکر تک نہیں بلکہ کتب اربعہ میں سے کسی کتاب میں بھی اس راوی کا کہیں ذکر نہیں ملتا تو اس نکاح اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت میں زور سے گھسیڑنا انصاف کو پاش پاش کرنے کے مترادف ہے. نیز میں نے اس عنوان پر لکھنے سے پہلے شیعوں کے ساڑے پانچ سو ۵۵۰ سے زائد کتب معتبرہ کو کھنگالا مجھے اس راوی سعید بن سالم سے جعفر صادق کی کوئی روایت نہیں ملی تو یہ روایت اس کی جعفر صادق سے کیسے ممکن ہو سکتی ہے. نیز شیعہ محدثین بھی اس روایت میں قداح سے مراد عبداللہ بن میمون بتاتے ہیں. چنانچہ شیعوں کا بہت بڑا محدث السید مصطفیٰ بن الحسین الحسینی من اعلام القرن الحادی عشر اپنی کتاب نقد الرجال میں لکھتا ہے: اس قداح سے مراد عبداللہ بن میمون القداح ہے ۔چنانچہ ابو القاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج: ۲۳، ص: ۱۳۱-۱۳۲-ناشر دار الزہراء بیروت لبنان میں لکھتا ہے:

القداح ....روىٰ عنه جعفر بن محمد القمى التهذيب الجزء ۹ ،باب ميراث الغرقى والمهدوم عليهم الحديث

۱۲۹۵.......اقول ان القداح اسمه ميمون........ولكن السيد التفريشي اشتبه عليه الامر فذكر ان القداح اسمه عبد الله بن ميمون مع ان عبد الله لم يرو عن ابي جعفر عليه السلام.

ترجمہ: قداح جس سے تہذیب الاحکام، ج:۹، باب میراث الغرقی والھدم علیہم میں روایت نمبر ۱۲۹۵ (یعنی یہی مذکورہ بالا روایت) جعفر بن محمد القمی نقل کرتا ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس کا نام میمون ہے لیکن سید تفریشی پر معاملہ مشتبہ ہوا ہے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ اس کا نام عبداللہ بن میمون ہے باوجود اس کے کہ عبداللہ بن میمون محمد باقر سے روایت نہیں کرتا.

ابو القاسم خوئی کی اس تحریر سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اس روایت میں علامہ تفریشی کے نزدیک قداح سے مراد عبداللہ بن میمون ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ثابت ہوا کہ خوئی کو اس کلام میں یہ اشکال ہوا ہے کہ قداح تو بسا اوقات محمد باقر سے بھی روایت کرتا ہے اور عبداللہ بن میمون تو محمد باقر سے روایت نہیں کرتا تو اس قداح سے مراد عبداللہ بن میمون کیسے ہوسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح عبداللہ بن میمون جعفر صادق سے روایت کرتا ہے اسی طرح محمد باقر سے بھی کرتا ہے دیکھیے:

۱- تهذيب الاحكام لمحمد بن الطوسی (المتوفى ۴۶۰) ج:۴، ص: ۳۰۰، باب وجوه الصيام و شرح جميعها علىٰ البيان طبع دار الكتب الاسلاميه طهران -بازار سلطانی

۲- وسائل الشيعة للشيخ محمد بن الحسن الحر العاملی (المتوفى ۱۱۰۴) ج:۴، ص: ۳۱۳، طبع منشورات ذوی القربیٰ قم خیابان

۳- المحاسن لاحمد بن محمد بن خالد البرقی (المتوفی ۲۷۴) باب تنظیف البیوت والافنیة حدیث نمبر: ۷۸، ج: ۲، ص: ۶۲۴، دار الکتب الاسلامیة

لہٰذا اس اشکال کا کوئی وزن ہی نہیں.

نیز شیعہ رجال کے امام عمرو بن محمد بن عمر بن عبدالعزیز بن الکشی معاصر لابی القاسم جعفر بن محمد قولویہ المتوفی ۳۶۹ نے اپنی کتاب رجال کشی، ص: ۲۷۹، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت-لبنان میں ایک روایت نقل کی ہے جو تفریشی کی تائید کرتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن میمون محمد باقر سے روایت بھی نقل کرتا ہے اور اس کے ساتھیوں میں بھی شامل ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

عن عبد الله بن میمون عن ابی جعفر قال: یا ابن میمون کم انتم بمکة؟قلت نحن اربعة قال اما انکم نور فی ظلمات الارض.

ترجمہ: عبداللہ بن میمون سے منقول ہے کہ مجھ سے محمد باقر نے پوچھا کہ تم لوگ مکہ میں کتنے تھے؟ میں نے کہا ہم چار تھے تو محمد باقر نے فرمایا تم لوگ زمین کی تاریکیوں میں روشنی اور نور ہو.

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن میمون محمد باقر کے شاگرد ہیں لہٰذا خوئی کا یہ کہنا کہ عبداللہ بن میمون محمد باقر سے روایت نہیں کرتا خطا اور وہم ہے.

اسی طرح شیعوں کے معتبر محقق ابن شہر آشوب (المتوفی ۵۸۸) نے بھی عبداللہ بن میمون کو محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے-چنانچہ یہ اپنی کتاب مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۲۷۴ طبع مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت-لبنان

میں لکھتا ہے:

و من اصحابه (ای محمد باقر) حمران بن اعین الشیبانی و اخوته بکر و عبد الملک و عبد الرحمٰن و محمد بن اسماعیل بزیع و عبد الله بن میمون القداح .

ترجمہ: محمد باقر کے ساتھیوں میں سے حمران بن اعین الشیبانی اور اس کے بھائی بکر اور عبدالملک اور عبدالرحمٰن اور محمد بن اسماعیل بزیع اور عبداللہ بن میمون تھے.

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ عبداللہ بن میمون محمد باقر کا ساتھی تھا لہٰذا خوئی کی تحقیق غلط ہے.

اور اسی طرح تفریشی کی تائید تلمیذ ملا باقر مجلسی شیعوں کے المولیٰ العلامۃ الکامل والفاضل الصالح الفالح محمد بن علی الاردبیلی نے بھی کی ہے چنانچہ یہ اپنی کتاب جامع الرواۃ، ج:۲، ص:۴۴۹، مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی قم - ایران پر لکھتا ہے:

القداح اسمه عبد الله بن میمون .

ترجمہ: قداح کا نام عبداللہ بن میمون ہے.

اس سے معلوم ہوا کہ تحقیق کے میدان میں علامہ تفریشی کی بات درست ہے اس کو وہم نہیں ہوا ہے بلکہ خوئی کو خود وہم ہوا ہے.

جب ثابت ہو گیا کہ اس سند میں قداح سے مراد عبداللہ بن میمون ہے تو یہ روایت بھی صحیح ثابت ہو گئی کیوں کہ عبداللہ بن میمون بالاتفاق ثقہ راوی ہے چنانچہ اس کے متعلق:

۱-عمرو بن محمد بن عمر بن عبد العزیز بن الکشی معاصر لابی القاسم جعفر بن محمد قولویہ (التوفی ۳٦۹) اپنی کتاب رجال کشی ص۲۷۹ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت-لبنان پر لکھتا ہے:

عن عبد الله بن ميمون عن ابی جعفر قال: يا ابن ميمون كم انتم بمكة؟قلت نحن اربعة قال اما انكم نور فی ظلمات الارض.

ترجمہ: عبداللہ بن میمون سے منقول ہے کہ مجھ سے محمد باقر نے پوچھا کہ تم لوگ مکہ میں کتنے تھے؟ میں نے کہا ہم چار تھے تو محمد باقر نے فرمایا تم لوگ زمین کی تاریکیوں میں روشنی اور نور ہو.

اس عبارت سے معلوم ہوا یہ راوی امام کے قول کے مطابق نور اور روشنی اور ہدایت ہے.

۲-شیعہ رجال کا امام احمد بن علی النجاشی (التوفی ۴۵۰) اپنی کتاب رجال النجاشی ص۲۱۳ موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین قم المشرفۃ پر لکھتا ہے:

كان ثقة: یہ ثقہ تھا.

۳-اور ان کے متعلق استاذِ ملا باقر مجلسی شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی (التوفی ۱۱۰۴) اپنی کتاب خاتمۃ وسائل الشیعۃ ج۱۰ ص۱٦۵ منشورات ذوی القربیٰ قم خیابان میں لکھتا ہے:

كان ثقة: یہ ثقہ تھا

۴-اس کے متعلق ابو القاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث، ج:۱۰، ص:۳۵۴، دار الزهراء بیروت-لبنان پر لکھتا ہے:

کان ثقة : یہ ثقہ تھا.

۵-اس کے متعلق شیعوں کے رجال کا امام تقی الدین الحسن بن علی بن داؤد الحلی (المتوفی ۷۰۷) اپنی کتاب رجال ابن داؤد ص:۲۴۰ ناشر المطبعة الحیدریة النجف میں لکھتا ہے: ممدوح ثقة: تعریف کیا ہوا اور ثقہ ہے.

۶-اس کے متعلق مصطفیٰ حسن تفریشی من اعلام القرن الاحدی عشر اپنی کتاب نقد الرجال ج ۳ ص:۱۴۷ ناشر مؤسسة آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث قم میں لکھتا ہے: کان ثقة : یہ ثقہ تھا.

غلام حسین نجفی کی ہٹ دھرمی اور اس کا تعاقب

غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص ۳۳۹ پر اس روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے: اُم کلثوم جو زید کی ماں اور زوجہ عمر ہے اور دونوں نے بیک وقت وفات پائی ہے ان کی وفات پچاس ہجری سے پہلے ہوئی ہے ....اُم کلثوم بنت علی وفاطمہ گیارہ سال بعد ۶۱ ھجری واقعہ کربلا کے بعد موجود تھیں اور تہذیب الاحکام کی روایت میں راوی کو ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ ہوا ہے اور آگے اُم کلثوم بنت علی و فاطمہ کے سن ۶۱ ھجری میں حیات ثابت کرنے کے لیے ص ۳۴۰ پر الاخبار الطوال کو اہل سنت کی معتبر کتاب شمار کرتے ہوئے اس کے حوالے سے لکھتا ہے:

اہل سنت کی معتبر کتاب الاخبار الطوال ص ۲۲۸ ذکر خروج الحسین من المدینة: فلما امسو واظلم الیل مضی الحسین ایضاً مکة ومعه اختاه ام کلثوم و زینب.

ترجمہ: جب شام کا وقت ہوا اور رات تاریک ہوگئی تو امام حسین نے مدینے سے سفر کیا اور آنجناب کے ساتھ حضور کی بہنیں زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی تھیں.

اور ص ۳۴۱ پر ثبوت دیتے ہوئے لکھتا ہے:

اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۳۵۴ باب ۶۱:

واما ام کلثوم فحین توجهت الیٰ المدینة جعلت تبکی وتقول شعراً: مدینة جدنا لاتقبلینا -فبالحسرات و الاحزان جئنا

ترجمہ: اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا جب مدینہ آئیں تو رونے لگی اور مرثیہ پڑھا- اے ہمارا نانا رسول کے شہر تو ہمیں قبول نہ کر ہم اپنے دلوں میں حسرتیں اور غم لیکر آئے ہیں. الخ.

جواب: اولاً: الاخبار الطّوال اہل سنت کی کتاب نہیں بلکہ شیعہ کی کتاب ہے چنانچہ اس کتاب کے مصنف احمد بن داؤد ابوحنیفہ دینوری (التوفی ۲۹۰) کے متعلق شیعوں کا آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ ج ۱ ص ۳۳۸ طبع مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران قم میں لکھتا ہے:

ثقة فیما یرویه معروف بالصدق ....اکثر اخذه من یعقوب بن اسحاق السکیت النحوی الشهید لتشیعه و هو من ابناء الفارس یستظهر امامیته و اما معاصره ابو قتیبه الدینوری عبد الله بن مسلم (المتوفی ۲۸۲) او (سنة ۲۷۰) کما فی ابن ندیم فهو . کوفی عامی جزما.

عبارت کا مفہوم: یہ مصنف ثقہ ہے اور سچے ہونے کے ساتھ مشہور ہے

........اس نے اکثر روایات یعقوب بن اسحق السکیت النحوی سے لی ہیں جس کو شیعت کی وجہ سے شہید کیا گیا وہ اہل فارس میں سے تھا اور اپنا امامی ہونا ظاہر کرتا تھا بہر حال اس کا ہمعصر ابو قتیبہ دینوری عبداللہ بن مسلم (المتوفی ۲۷۰-۲۷۲) بالیقین سنی تھا.

اسی طرح دوسری کتاب ینابیع المودۃ بھی اہل سنت کی کتاب نہیں بلکہ شیعہ کی کتاب ہے چنانچہ اس کے متعلق شیعوں کا آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۲۵ ص ۲۹۰ موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران قم میں لکھتا ہے:

والکتاب یعد من کتب الشیعة.

یہ کتاب یعنی ینابیع المودۃ کتب شیعہ میں شمار کی جاتی ہے.

لہذا نجفی کا ان کتب کو اہل سنت کی طرف منسوب کرنا جھوٹ کی جڑ ہے.

ثانیاً: ہم نے ام کلثوم بنت علی وزوجہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات ان کے پانچویں امام محمد باقر سے ثابت کی ہے اور نجفی نے اپنے امام کے قول کے مقابلے میں ایک تاریخی حوالہ بیان کیا ہے اب نجفی کی ذریت سے سوال ہے کہ کیا شیعہ کے عقیدے کے مطابق امام معصوم کے مقابلے میں غیر معصوم کا قول پیش کرنا اسلام ہے یا کفر؟ پھر حدیث میں بغیر فنی خرابی کے یوں کہنا کہ اس روایت میں راوی سے ولدیت کے بیان میں وہم ہوا ہے یہ صراحتہ انکار حدیث ہے یا نہیں؟ کیونکہ پھر تو کہا جا سکتا ہے کہ شیعوں کی تمام روایات میں وہم ہے یوں نجفی کے قول کے مطابق شیعہ کا پورا دین غیر معتبر بن جاتا ہے.

ثالثاً: ان روایات میں جن سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حیات کربلاء میں ثابت کی

جارہی ہے کہاں لکھا ہوا ہے کہ اس اُم کلثوم سے مراد اُم کلثوم بنت فاطمہ ہے؟ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا کہنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حقیقی نانا ہوں عرف میں اپنے باپ شریک بھائیوں کے رشتہ داروں کو اپنے طرف منسوب کرنا رائج ہے مثلاً باپ شریک بھائی کی نانی کو احتراماً نانی کہا جاتا ہے اسی طرح ان کے نانے کو نانا کہا جاتا ہے اس لیے میں کہتا ہوں اس اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے مراد بنت علی واُم سعید بنت مسعود ثقفی ہے تو یہ اُم کلثوم حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہم کی باپ شریک بہن ہوئی اس لیے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا کہا ہے۔ لہٰذا امام محمد باقر کے قول اور اس تاریخی حوالے میں کوئی تضاد نہیں ہے ثبوت حاضر ہے:

۱-شیعہ مؤرخ عباسقلی خان سپہر اپنی کتاب طرز المذہب طبع انتشارات اساطیر-طہران ص۵۱-۵۲ میں لکھتا ہے:

به روایات پاره ای از نقله اخبار ومحدثین حضرت ام کلثوم که زید بن عمر ورقیه را از عمربزاددر زمان سعادت توامان حضرت امام حسن مجتبیٰ صلوات الله علیه در مدینه طیبه از دار فانی به جاودانی خرامید ووفات او وپسرش در یك روز اتفاق افتاد ....وازیں اخبار معلوم می شود که ام کلثوم بنت علی علیه السلام که در یوم الطف وسفر شام با اهل بیت خیر الانام همراه بود از بطن صدیقه طاهره – علیهاالسلام نیست بلکه همان ام کلثوم صغری است مادرش ام سعید بنت عروه ثقفی است.

عبارت کا مفہوم: کئی ساری روایات اور محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام کلثوم جس نے زید بن عمر اور اور رقیہ کو حضرت عمر سے جنا اس نے حضرت امام حسن کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں اس فانی دنیا سے ہمیشہ والی زندگی کی طرف رحلت فرمائی اور اسکی اور اس کے بیٹے کی وفات اتفاقاً ایک ہی دن میں ہوئی -ان روایات سے معلوم ہوتا ہے وہ ام کلثوم بنت علی جو واقعہ کربلا اور سفر شام میں اہل بیت کے ساتھ موجود تھیں وہ اُم کلثوم حضرت فاطمہ صدیقہ طاہرہ کے بطن مبارک سے نہیں تھی بلکہ وہ ام کلثوم صغریٰ ہے اس کی والدہ ام سعید بنت عروہ ثقفی ہے.

۲-شیعوں کا العالم والثقۃ الجلیل الکامل رکن الاسلام والمسلمین حاج محمد ہاشم خراسانی اپنی کتاب منتخب التواریخ تہران بازار بین الحرمین ص۱۱۳ میں لکھتا ہے:

وایں مخدرہ در وقعہ طف حاضر نبود چنانچہ در همیں کتاب حجۃ السعادۃ میفرماید نقله حدیث از طرق معتبره نقل نموده اند که جناب ام کلثوم دختر امیر المؤمنین (ع) وفاطمة زهراء والده زید بن عمر ورقیه بنت عمر در حیات حضرت مجتبیٰ (ع) در مدینه طیبه از دنیا رحلت فرمود ورحلت او وفرزندش زید در یك روز اتفاق افتاد وتقدم وتأخر موت احدهما معلوم نشد الیٰ ان قال وام کلثوم بنت علی که نام شریفش در وقه طف در همه جا مذکور می شود وخطب واشعاراو منسوب می گردد ام کلثوم دیگر است از سایر زوجات امیر المؤمنین چوں علیٰ القول الصحیح امیر المؤمنین را از بنات دو زینب بود ودو

ام کلثوم زینب کبریٰ زوجه عبد الله بن جعفر بود وام کلثوم الکبریٰ زوجه عمر بن خطاب بود وهر دو ازصدیقه طاهره بودند وزینب الصغریٰ ام کلثوم الصغریٰ از سایر امهات بوجود آمدند وشیخ حر در وسائل الشیعه از عمار روایت کرده اخرجت جنازة ام کلثوم بنت علی وابنها زید بن عمر وفی الجنازة الحسن والحسین و عبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وابو هریره فوضعو جنازة الغلام مما یلی الامام والمرأة ورائه و قالو هذا هو السنة پس معلوم شد که جناب کلثوم بنت فاطمه در وقعه طف اصلاً در دنیا نبوده .

عبارت کا مفہوم: یہ پردہ نشیں (زوجہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) واقعہ کربلا میں موجود نہیں تھی اور اسی کتاب حجۃ السعادۃ میں (مرحوم اعتماد السلطنۃ) فرماتے ہیں ناقلین نے معتبر سندوں سے نقل کیا ہے کہ جناب اُم کلثوم بنت علی وفاطمۃ الزہراء علیہم السلام زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر کی والدہ نے حضرت حسن کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی اور اس کی اور اس کے بیٹے زید کی وفات اتفاقاً ایک ہی دن میں ہوئی وران دونوں میں سے کسی کے موت کا پہلے ہونا معلوم نہ ہوسکا الخ اور ام کلثوم بنت علی جس کا نام واقعہ کربلا میں ہر جگہ آتا ہے اور خطبے اور اشعار اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ اُم کلثوم حضرت علی امیر المؤمنین کی دوسری بیویوں میں سے ہے اور شیخ حر نے وسائل شیعہ میں حضرت عمار بن یاسر سے نقل کیا ہے کہ ام کلثوم بنت علی اور اس کے بیٹے زید بن عمر کا جنازہ نکالا گیا اور اس جنازہ میں حسن وحسین عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن

عباس اور ابوھریرہ بھی موجود تھے پس انہوں نے لڑکے کو امام کے قریب رکھا اور عورت کو اس کے پیچھے رکھا اور کہا کہ یہی سنت ہے پس اُم کلثوم بنت فاطمہ واقعہ کربلا میں اصلاً موجود نہیں تھی.

قارئین کرام! شیعہ مؤرخین کی ان عبارات پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ جس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو چکی تھیں اور جو اُم کلثوم رضی اللہ عنہا واقعہ کربلا میں موجود تھی وہ بنت فاطمہ نہیں تھی لہٰذا محمد باقر کا یہ فرمان برحق اور وہم سے پاک صاف ہے اور نجفی کا بیان ہٹ دھرمی پر مشتمل ہے.

از کتب اہل سنت

دلیل: ۷-ثعلبۃ بن ابی مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی:

دلیل: ۱-قال ثعلبة بن ابی مالک ان عمر بن الخطاب قسم مروطاً بین نساء اهل المدینة فبقی منها مرط جید فقال له بعض من عنده یا امیر المؤمنین اعط هٰذا بنت رسول الله ﷺ التی عندک یریدون ام کلثوم بنت علی فقال عمر ام سلیط احق به وام سلیط من نساء الانصار ممن بایع رسول الله ﷺ قال عمر فانها کانت تزفر لنا القرب یوم احد.

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے عورتوں میں چادریں تقسیم کیں ان میں سے ایک اچھی چادر بچ گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگ موجود تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ چادر آپ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیٹی کو دیں جو آپ کے پاس ہے (راوی ثعلبہ بن ابی مالک کہتا ہے) اس بنت رسول سے لوگوں کی مراد اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما ہے (بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے کہلائی کیوں کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی تھیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس چادر کی اُم سلیم زیادہ مستحق ہے کیوں کہ یہ وہ عورت ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور یہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیزے بھر رہی تھی.

۱- صحیح البخاری لمحمد بن اسمعیل البخاری (المتوفی ۲۵۶) ج ۲، ص: ۵۸۲، قدیمی کتب خانہ

۲- الاموال لابی احمد حمید بن مخلدالمعروف بابن زنجویہ (المتوفی ۲۵۱) ج: ۲، ص: ۵۳۸، طبع مرکز الملک فیصل للبحوث و الدراسات الاسلامیۃالسعودیۃ

۳- حلیۃ الاولیاء لابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفھانی (المتوفی ۴۳۰) ج: ۲، ص: ۶۳، طبع دارالکتاب العربی -بیروت

تنبیہ: یہی روایت بعینہ شیعوں کی کتاب شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۱۲ص: ۲۲۸ طبع الامیرہ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت-لبنان کے حوالے سے عنقریب آ رہی ہے.

فائدہ: بخاری شریف کی مذکورہ بالا روایت میں ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو بنت رسول کہا گیا ہے کیوں کہ نواسی بمنزلہ بیٹی کے ہوتی ہے. جیسے کہ شیعوں کا شیخ محمد حسین نجفی اپنی کتاب تجلیات صداقت ص: ۲۱۳ میں لکھتا ہے: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں ہونے کی وجہ سے بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلا سکتی ہیں.

عبدالکریم مشتاق کا دھوکا اور اس کا رد

عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۵۴ پر اس روایت کے بارے میں لکھتا ہے: سمجھ میں نہیں آتا کہ روایت کی کونسی عبارت ہے جو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زوجہ عمر رضی اللہ عنہ ظاہر کرتی ہے مولوی صاحب نے ترجمہ نقل کرتے ہوئے یہ خیانت کردی ہے کہ ام کلثوم کے بعد بنت علی رضی اللہ عنہ کا اضافہ کردیا تھے جبکہ اصل روایت میں صرف اُم کلثوم رضی اللہ عنہا ہے ولدیت بیان نہیں ہوئی ہے یہ مولوی صاحب کی ظنی عبارت ہے جو مذموم ہے زیادہ سے زیادہ اس نکاح کے باراتی لفظ عندک سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ اس سے مراد زوجیت ہوگی لیکن اگر ہم عندک کو لغت کے معنیٰ سے دیکھیں تو صرف نزدیک پاس قریب ہونگے قرآن مجید میں بھی یہ لفظ ان ہی معنوں میں مستعمل ہوا ہے پس اگر اس روایت کو صحیح سمجھ لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ مطلب ہوگا کہ وہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں ان کے لیے چادر کی سفارش کی گئی اب لفظ پاس یا نزدیک سے زوجیت مراد لینا کہاں تک درست ہے یہ صاحبان علم خود فیصلہ فرما سکتے ہیں اگر عند کے معنیٰ زوجیت کے ہوتے ہیں تو پھر اسی روایت میں اس جملے کا ترجمہ کیا ہوگا فقال بعض من عندہ یعنی وہ لوگ جو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان میں سے کسی نے کہا تو اگر عند کے معنیٰ زوجیت کے ہیں تو سب حاضرین اس لحاظ سے عمر کی زوجیت میں داخل ہو گئے روایت میں موجود ہے کہ مدینے کی عورتوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چادریں تقسیم کیں تو عورتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تو کیا محض پاس ہونے کے باعث وہ سب ازواج قرار پائینگی ہرگز نہیں تو پھر ام کلثوم میں کیا

خصوصیت ملی جو زوجہ سمجھ لی گئی اگر کہنے والا مقصد زوجیت کا اظہار ہی کرنا چاہتا تھا تو آخر وہ عرب ہی ہوگا اس نے عام ومروج الفاظ چھوڑ کر اس بے محل لفظ کا استعمال کیوں کیا وہ تحتک زوجک امرأتک وغیرہ وغیرہ کچھ بھی کہہ سکتا تھا عند کا لفظ قرآن مجید میں بہت استعمال ہوا ہے مگر کسی بھی جگہ اس کے معنی زوجیت یا بیوی نہیں اور نہ کسی تفسیر میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے- قابل غور امر یہ ہے کہ اگر ام کلثوم زوجہ عمر رضی اللہ عنہ تھیں تو ایک شوہر کو خود اپنی بیوی کی ضروریات کا خیال ہوتا ہے مجمع عام میں ایک نامحرم کو خلیفہ صاحب کی زوجہ کی ضرورت کا احساس کیوں ہوگیا- روایت کو رد کرنے کے لیے یہ غور ہی کافی ہے کہ اس سفارشی کا نام آج تک ظاہر نہ ہوسکا، لہٰذا اس کی ثقاہت ہی نامعلوم ٹھری، اس روایت کا راوی ثعلبہ بن مالک ہے واقعہ بھری مجلس کا ہے لیکن اور کوئی شخص اس روایت کو بیان نہیں کرتا ہے راوی ثعلبہ جو یہ کہتا ہے کہ مجمع میں موجود کسی نے سفارش کی پھر خود ہی کہتا ہے کہ یعنی ان لوگوں کی مراد اس سے اُم کلثوم رضی اللہ عنہا تھی یعنی یریدون ام کلثوم رضی اللہ عنہا- اب غور کریں کہنے والا اکیلا تھا اب لوگ کہاں سے سفارشی بن گئے . بخاری نے اس روایت کو نقل تو کرلیا جس کے اصل راوی کا پتہ معلوم نہیں اور انہوں نے ثعلبہ ہی کے اعتماد پر اس کو درج کرلیا لیکن جب علم رجال میں اس روایت کی پڑتال ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کا کوئی آدمی ہی نہیں تھا چنانچہ علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال میں ہر طرح کے راویوں کے حالات لکھے ہیں مگر ثعلبہ کا کوئی نام پتہ نہیں ملتا ہے- پس یہ ایسی روایت ہے جس کے راوی کا نام ونشان بھی معلوم نہ ہوسکا اگر اس روایت کو صحیح بھی سمجھ لیا جائے تو بھی اس سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بیوی عمر ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا ہے پس ماننا پڑتا ہے یہ داستان سرتاپا دروغ گوئی پر

مبنی ہے اور جھوٹے لوگ ہی اس جھوٹ کا پروپیگنڈہ کر کے اسلام اور اس کے بزرگوں کی تذلیل وانتہا کرتے ہیں جبکہ حق بین نگاہیں یہ واقعہ سن کر جھک جاتی ہیں.

جواب: سب سے پہلے عبدالکریم کا یہ کہنا کہ مولوی صاحب نے ترجمہ نقل کرتے ہوئے یہ خیانت کردی ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بعد بنت علی کا اضافہ کردیا ہے جبکہ اصل روایت میں صرف ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہے ولدیت بیان نہیں ہوئی ہے واضح جھوٹ ہے چنانچہ میں نے بخاری شریف کی اصل عبارت قارئین کے لیے نقل کردی ہے آپ خود اس روایت کو دوبارہ غور سے پڑھ کر دیکھیں اس میں **یریدون ام کلثوم بنت علی** کے الفاظ واضح لکھے ہوئے ہیں عبدالکریم کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص جس طرح دل کا اندھا تھا اسی طرح آنکھوں کا بھی اندھا تھا یا جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا. اور عبدالکریم کا یہ کہنا کہ (زیادہ سے زیادہ اس نکاح کے باراتی لفظ عندک سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ اس سے مراد زوجیت ہوگی لیکن اگر ہم عندک کو لغت کے معنیٰ سے دیکھیں تو صرف نزدیک پاس قریب ہونگے قرآن مجید میں بھی یہ لفظ ان ہی معنوں میں مستعمل ہوا ہے پس اگر اس روایت کو صحیح سمجھ لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ مطلب ہوگا کہ وہ ام کلثوم جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں ان کے لیے چادر کی سفارش کی گئی اب لفظ پاس یا نزدیک سے زوجیت مراد لینا کہاں تک درست ہے) شیطانی وسوسہ ہے جہاں تک تعلق ہے عند کے لفظ کے متعلق عبدالکریم کا زور لگانا کہ عند کی لغوی معنیٰ زوجیت نہیں ہے بلکہ عند کی لغوی معنیٰ پاس ہے تو ہم نے کب کہا کہ عند کی لغوی معنیٰ زوجیت ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ عند کی لغوی معنیٰ پاس ہے لیکن یہاں اس روایت میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے سے مراد

زوجہ ہونا ہے جیسے کہ نسائی شریف ج:۱،ص:۹۶،حدیث نمبر:۱۵۴،مکتبہ المطبوعات الاسلامیۃ-حلب پر لکھا ہے:

ان علیا قال کنت رجلاً مذاء فامرت عمار بن یاسر یسئل رسول الله ﷺ من اجل ابنته عندی فقال یکفی من ذالک الوضوء .

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے مذی آتی تھی تو میں نے عمار بن یاسر سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھیں کیوں کہ میرے پاس آپ (ﷺ) کی بیٹی ہے (اس لیے میں خود نہیں پوچھ سکتا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں وضوء کافی ہے.

تو جس طرح اس روایت میں بنت رسول کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے سے مراد بیوی ہونا ہے اس طرح بخاری شریف کی اس روایت میں بھی بنت رسول و بنت علی کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہونے سے مراد بیوی ہونا ہے.

اسی طرح شیعوں کی معتبر ترین کتاب مستدرک الوسائل لحسین بن محمد تقی نوری طبری (المتوفی ۱۳۲۰)ج:۱۵،ص:۱۵۹، باب ان الحرة احق بحضانة ولدها من الاب المملوك ،ناشر مؤسسة آل البيت لاحياء التراث - بیروت میں لکھا ہے:

و فی الحدیث ان النبی ﷺ حکم فی بنت حمزة لخالتها دون امیر المؤمنین وجعفر و قد طلباها لانها ابنة عمهما جمیعا و قال امیر المؤمنین علیه السلام عندی بنت رسول الله ﷺ و هی احق بها فقال

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادفعوھا الیٰ خالتھا فان الخالۃ ام .

ترجمہ: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزۃ کی بیٹی کی پرورش کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں کیا حضرت علی اور جعفر کے حق میں نہیں کیا حالانکہ ان حضرات نے مطالبہ بھی کیا تھا کیونکہ یہ ان حضرات کے چچا کی بیٹی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین نے کہا تھا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے اور یہ اس کی زیادہ مستحق ہے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اس کی خالہ کے حوالے کرو کیونکہ خالہ ماں ہوتی ہے.

شیعہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی پاس کی معنیٰ بیوی ہوتی ہے اس لیے تو اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنے ساتھ زوجیت پاس کے لفظ کے ساتھ تعبیر فرمائی. نیز شیعوں کی معتبر ترین کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ لائمۃ لعلی بن عیسیٰ الاربلی (التوفی ٦٩٢) ج:٢،ص:٣٥٧، ناشر المجمع العالمی لاھل البیت- بیروت میں لکھا ہے:

کانت عائشۃ الخثعمیۃ عند الحسن بن علی علیہ السلام فلما اصیب علی و بویع الحسن علیہ السلام بالخلافۃ قالت : لتھنک الخلافۃ یا امیر المؤمنین قال یقتل علی علیہ السلام فتظھرین الشماتۃ ؟اذھبی فانت طالق ثلاثاً.

ترجمہ: عائشہ خثعمیہ حسن بن علی علیہ السلام کے پاس تھی جب حضرت علی شہید ہوگئے اور حضرت حسن علیہ السلام کی خلافت کے لیے بیعت کی گئی تو اس نے کہا اے

امیر المؤمنین آپ کو خلافت مبارک ہو حضرت حسن علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی کے قتل پر خوشی کا اظہار کرتی ہو جا تمہیں تین طلاقیں ہیں.

اس روایت میں عائشہ خثعمیہ کو حضرت حسن علیہ السلام کے پاس بتایا گیا ہے اور حضرت حسن علیہ السلام کا اس کو طلاق دینا بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عائشہ خثعمیہ کا حضرت حسن کے پاس ہونے سے مراد اس کا بیوی ہونا ہے اسی طرح ام کلثوم کا حضرت عمر کے پاس ہونے سے مراد بھی اس کا بیوی ہونا ہے.

نیز شیعوں کی معتبر تفسیر عیاشی لمحمد بن مسعود بن عیاش من اعلام القرن الثالث ج ا ص:۱۱۸ المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ تہران-سوق شیرازی-فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی (المتوفی ۳۲۹) ج ۶ ص:۷۵ دار الکتب الاسلامیۃ تہران-بازار سلطانی تہذیب الاحکام لمحمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) ج:۸، ص:۳۱، دار الکتب الاسلامیۃ تہران-بازار سلطانی میں لکھا ہے:

عن ابی بصیر قال سئلت ابا جعفر عن الطلاق التی لا تحل له حتیٰ تنکح زوجاً غیره قال لی اخبرک بماصنعت انا بامرأة كانت عندی فاردت ان اطلقهافتر كتها حتیٰ اذا طمثت ثم طهرت طلقتها من غير جماع بشاهدين .الخ

عبارت کا مفہوم: ابو بصیر کہتا ہے: میں نے محمد باقر سے اس طلاق کے متعلق پوچھا جس طلاق کے بعد بغیر دوسرے شوہر کے ساتھ شادی کیے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح درست نہیں؟ تو محمد باقر نے فرمایا میں آپ کو اپنے متعلق اس عورت کی خبر دے رہا ہوں جو میرے پاس تھی کہ میں اس کے ساتھ کیا کیا؟ فرماتے ہیں جب میں نے

اس کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کے ساتھ جماع کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ جب اس کو حیض آیا پھر اس سے پاک ہوئی تو میں نے اس کو بغیر جماع کیے ہوئے دو گواہوں کے سامنے طلاق دی۔ الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیعوں کے پانچویں امام محمد باقر نے بھی اپنی بیوی کے ساتھ اپنی زوجیت بیان کرنے کے لیے پاس کا لفظ استعمال کیا اس سے واضح ہو گیا کہ بخاری شریف کی روایت میں بھی عند (پاس) کے لفظ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کے ساتھ زوجیت کا ہی بیان ہوا ہے .اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے اس قول کا کہ (یہ صاحبان علم خود فیصلہ فرما سکتے ہیں اگر عند کے معنی زوجیت کے ہوتے ہیں تو پھر اسی روایت میں اس جملے کا ترجمہ کیا ہوگا فقال بعض من عندہ یعنی وہ لوگ جو عمر کے پاس تھے ان میں سے کسی نے کہا تو اگر عند کے معنی زوجیت کے ہیں تو سب حاضرین اس لحاظ سے عمر کی زوجیت میں داخل ہو گئے روایت میں موجود ہے کہ مدینے کی عورتوں میں حضرت عمر نے چادریں تقسیم کیں تو عورتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تو کیا محض پاس ہونے کے باعث وہ سب ازواج قرار پائینگی ہرگز نہیں تو پھر ام کلثوم میں کیا خصوصیت ملی جو زوجہ سمجھ لی گئی) خالص مغالطہ ہے۔

عبدالکریم اس تحریر میں اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے کو بعض من عندہ یعنی مجلس میں موجود ہونے والوں پر قیاس کر رہا ہے اور یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان لوگوں کے پاس ہونے میں فرق ہے اس لیے کہ یہ لوگ مجلس میں موجود تھے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا مجلس میں موجود نہیں تھی اس کی

دلیل یہ ہے کہ اگر ام کلثوم رضی اللہ عنہا اس مجلس میں موجود ہوتی تو کہنے والے کہتے یہ چادر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دیجیے جو ہم میں موجود ہے یعنی عندنا کہتے عندک نہ کہتے تو جب یہ لوگ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا مجلس میں موجود ہونے میں مشترک نہیں تھے تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان لوگوں کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے سے ایک معنیٰ مراد نہیں ہوسکتی بلکہ علیحدہ علیحدہ معنیٰ کرنا ضروری ہوگا لہٰذا ام کلثوم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے سے مراد بیوی ہونا ہوگا جیسے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی کے پاس ہونے سے مراد بیوی ہونا ہے کما مر۔ اور ان لوگوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے سے مراد مجلس میں موجود ہونا ہے. کیوں کہ مردوں کا مرد کے نکاح میں ہونا ناممکن ہے اسی طرح عورتوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہونے سے مراد بھی مجلس میں موجود ہونا ہے کیونکہ تمام عورتوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہونا ناممکن ہے.

باقی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ اس روایت میں ام کلثوم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرف نسبت خصوصی طور پر ہورہی ہے جبکہ روایت میں دیگر عورتوں کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کا کوئی ذکر نہیں اس لیے دیگر عورتوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیویاں ہونا سمجھ میں نہیں آرہا لیکن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خصوصی طور پر نسبت کی وجہ سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہونا سمجھ میں آرہا ہے. اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے اس کہنے کا کہ (اگر کہنے والا مقصد زوجیت کا اظہار ہی کرنا چاہتا تھا تو آخر وہ عرب ہی ہوگا اس نے عام ومروج الفاظ چھوڑ کر اس بے محل لفظ کا استعمال کیوں کیا وہ تحتک زوجک امراتک وغیرہ وغیرہ کچھ بھی کہہ سکتا تھا) محض دل بہلانے والی بات ہے.

معلوم نہیں کہ عبدالکریم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ عرب کے محاورے میں صرف زوجیت کا بیان تحتک زوجک اور امرأتک وغیرہ کے ساتھ ہوتا ہے عند کے ساتھ نہیں ہوتا ہے اس پر عبدالکریم اگر عرب کا کوئی حوالہ پیش کرتا تو یہ بات کچھ قابل غور ہوتی ویسے دعویٰ منوانے کے لیے صرف ہوائی فائرنگ کرنا اہل علم کے میدان میں کافی نہیں ہے البتہ میں کہتا ہوں کہ جس طرح زوجک تحتک امرأتک کے الفاظ کے ساتھ زوجیت بیان ہوتی ہے اسی طرح لفظ عند کے ساتھ بھی زوجیت بیان ہوتی ہے جیسے کہ میں ماقبل میں کتب شیعہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد باقر کی روایات نقل کرچکا ہوں ان حضرات نے اپنی بیویوں کی زوجیت عندی کے ساتھ بیان فرمائی ہے میں اہل انصاف سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت علی اور محمد باقر عرب تھے یا نہیں یہ حضرات عرب کا محاورہ زیادہ جانتے تھے یا عبدالکریم ؟ معلوم ہوا کہ عبدالکریم کے اس قسم کے وسوسے لایعنی ہیں. اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے اس قول کا کہ (عند کا لفظ قرآن مجید میں بہت استعمال ہوا ہے مگر کسی بھی جگہ اس کے معنی زوجیت یا بیوی نہیں مل پائی اور نہ کسی تفسیر میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے) محض فریب دہی ہے. اب عبدالکریم سے سوال ہے کہ آپ نے بھی لکھ دیا کہ زوجیت لفظ تحتک وغیرہ سے بیان ہوتی تو کیا قرآن کریم میں بھی کہیں تحتک کا لفظ زوجیت کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے؟ حالانکہ تحت کا لفظ قرآن کریم میں ۵۴ مقامات پر استعمال ہوا ہے لیکن کسی بھی مقام پر یہ لفظ زوجیت کی معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ صرف اور صرف (نیچے) کی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے تو باوجود اس کے جب بقول آپ کے تحتک کے لفظ کے ساتھ زوجیت بیان ہوسکتی ہے تو عندک کے لفظ کے ساتھ زوجیت بیان کیوں نہیں

ہوسکتی مزید آپ کی اس تقریر سے کہ زوجیت تحتک کے لفظ کے ساتھ بیان ہوتی ہے یہ اس بات پر دلیل ہے کہ کسی بھی لفظ کے ساتھ زوجیت کا بیان اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ وہ لفظ قرآن میں بھی زوجیت کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہو-باقی رہی بات تفسیر کی تو میں ماقبل میں تفسیر عیاشی کا حوالہ نقل کر چکا ہوں کہ محمد باقر نے اپنی زوجیت عندی کے لفظ کے ساتھ بیان فرمائی مزید تسلی کے لیے تفسیر المیزان لمحمد بن حسین الطباطبائی (کان حیا فی ۱۹۴۶ع) ج۴ص:۲۶۰ ناشر جماعة المدرسین فی الحوزة العلمیة فی قم المقدسة سے بھی ایک مثال پیش کرتا ہوں:

عن عكرمة في قوله ولا تنكحو ما نكح آبائكم من النساء –قال نزلت في ابي قيس بن الاسلت خلف علىٰ ام عبيد بن ضمرة كانت تحت الاسلت ابيه وفي الاسود بن خلف علىٰ بنت ابي طلحة بن عبد العزىٰ بن عثمان بن عبد الدار و كانت عند ابيه خلف .

عبارت کا مفہوم: عکرمہ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ مت نکاح کروان عورتوں کے ساتھ جن کے ساتھ آپ کے آباء نے نکاح کیا یہ آیت ابوقیس بن الاسلت کے حق میں نازل ہوئی جس نے ام عبید بنت ضمرة کے ساتھ شادی کی تھی جو پہلے اس کے باپ اسلت کے نیچے تھی اور اسود بن خلف کے حق میں نازل ہوئی جس نے بنت ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار کے ساتھ شادی کی تھی اور وہ عورت اس کے باپ خلف کے پاس تھی.

اس عبارت میں لفظ تحت اور لفظ عند دونوں زوجیت کی معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں لہٰذا عبدالکریم کا یہ کہنا کہ اس کی مثال کسی تفسیر میں نہیں ملتی یہ بے علمی پر مبنی ہے اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے اس قول کا کہ (قابل غور امر یہ ہے کہ اگر اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

زوجہ عمر رضی اللہ عنہ تھیں تو ایک شوہر کو خود اپنی بیوی کی ضروریات کا خیال ہوتا ہے مجمع عام میں ایک نامحرم کو خلیفہ صاحب کی زوجہ کی ضرورت کا احساس کیوں ہو گیا) یہ حسد اور جلن پر مبنی ہے ۔اجنبیوں نے کب کہا کہ آپ کی زوجہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اس چادر کی زیادہ ضرورت ہے بات ضرورت کی تو ہے نہیں یہاں سفارشیوں کا غرض صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانا ہے اس لیے تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دیجیے جو آپ کے پاس ہے لہٰذا نامحرموں کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی فکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت کی وجہ سے نہیں ہوئی ورنہ تو یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کسی دوسری زوجہ کے متعلق سفارش کرتے ان لوگوں کو صرف اور صرف پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی فکر ہوئی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ برا محسوس نہیں ہوا اور نہ تو عبدالکریم کی ذریت سے سوال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقوق کی فکر تمہیں کیوں ہے کہ تم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان تراشیاں کرتے رہتے ہو اس کے فکر کے لیے تو اس کے شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی تھے ۔جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے اس قول کا کہ (روایت کو رد کرنے کے لیے یہ غور ہی کافی ہے کہ اس سفارشی کا نام آج تک ظاہر نہ ہو سکا لھذا اس کی ثقاہت ہی نا معلوم ٹھری ۔) یہ پرلے درجے کی جہالت ہے روایت کے قبولیت کے لیے ناقل کا معلوم الحال ہونا کافی ہوتا ہے اُس روایت میں جس کی حکایت نقل کی جاتی ہے اس کا معلوم الحال ہونا ضروری نہیں ورنہ یہ اصول خود عبدالکریم کو مہنگا پڑیگا مثلاً: اصول کافی لمحمد بن یعقوب کلینی (المتوفی ۳۲۹) ج ۲ ص: ۱۵۸ پر لکھا ہے:

سئل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق الوالد علیٰ ولدہ قال لا یسمیہ

باسمه ولا يمشي بين يديه ولا يجلس قبله ولا يستسب له .

ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ باپ کا بیٹے پر کیا حق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو نام سے نہ بلائے اور اس کے آگے نہ چلے اور اس سے پہلے نہ بیٹھے اور اس کو گالی نہ دلوائے.

عبدالکریم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس روایت میں سوال کرنے والے کا نام معلوم نہیں ہوسکا تو یہ ایسی بات ہوگی کہ عبدالکریم اور اس کی جماعت خود بھی اس جیسے ملعون اصول کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہونگے. اگر عبدالکریم کے اس بتائے ہوئے اصول کے مطابق روایات کو رد کیا جائے تو صرف اصول کافی میں اس قسم کی (۳۱) روایات موجود ہیں مثلاً: سئل رجل امير المؤمنين - سئل رجل ابا جعفر - سئل رجل ابا عبد الله - سئل رجل ابا الحسن - سئل رجل الرضا

تو چونکہ اس اصول پر عمل کرنے کی وجہ سے اتنی ساری خرافات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا ایسے اُصول کو ہمارا دور سے سلام. اسی طرح عیون اخبار رضا للشیخ صدوق (التوفی ۳۸۱) ج ۲ ص: ۱۳ مؤسسۃ الاعلی للمطبوعات بیروت-لبنان میں لکھا ہے:

قال ابو الحسن عليه السلام حدثني ابی عن جدی عن آبائه عن الحسين بن علی عليهم السلام: قال : اجتمع المهاجرون و الانصار الیٰ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقالو:....اعط ما شئت و امسک ما شئت من غير حرج.

ترجمہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین وانصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا دیجیے جو آپ چاہیں اور رد کیے جو آپ چاہیں بغیر تنگی کے۔الخ اب اگر کوئی عبدالکریم جیسا عالم دین کہے کہ یہ روایت مجہول ہے کیوں کہ اعط ماشئت کے کہنے والے مہاجرین وانصار کا نام معلوم نہیں ہوسکا تو یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہوگی؟ البتہ جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کی اس بات کا کہ اس روایت کا راوی ثعلبہ بن مالک ہے واقعہ بھری مجلس کا ہے لیکن اور کوئی شخص اس روایت کو بیان نہیں کرتا ہے محض ہٹ دھرمی ہے کیوں کی شیعہ اور سنیوں کا مجمع علیہ اصول ہے کہ خبر واحد قابل حجت ہے لہٰذا واقعہ ہٰذا کے ثبوت کے لیے اس کو متعدد افراد کا نقل کرنا ضروری نہیں ہے .چنانچہ شیعوں کا شیخ ابو القاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج:۱، ص:۲۰، ناشر دارالزہراء بیروت-لبنان پر لکھتا ہے:

ان استنباط حکم الشرعی فی الغالب لایکون الا من الروایات المأثورة عن اهل بیت العصمة صلوات الله علیهم و الاستدلال بها علیٰ ثبوت حکم شرعی یتوقف علیٰ اثبات امرین :الاول اثبات حجیة خبر الواحدفانا اذا لم نقل بحجیته انتهیٰ الامر الیٰ الالتزام بانسداد باب العلم و العلمی.

عبارت کا مفہوم: حکم شرعی کا استنباط غالباً ان روایات سے ہوتا ہے جو اہل بیت معصومین سے منقول ہو لیکن ان روایات سے حکم شرعی کے ثبوت پر استدلال دو چیزوں پر موقوف ہے۔

(۱) خبر واحد کی حجیت ثابت کی جائے اس لیے کی اگر ہم خبر واحد کے حجیت کا قول

نہیں کرینگے تو معاملہ یہاں تک پہنچے گا کہ علم اور (عمل) کا دروازہ بند ہو جائیگا.

(راقم کہتا ہے) لہٰذا اس خبر واحد کو رد کرنا علمی میدان سے نکل کر جہالت کی وادیوں میں پہنچنے کے مترادف ہے. باقی عبدالکریم کا یہ کہنا کہ (راوی ثعلبہ جو یہ کہتا ہے کہ مجمع میں موجود کسی نے سفارش کی پھر خود ہی کہتا ہے کہ یعنی ان لوگوں کی مراد اس سے اُم کلثوم رضی اللہ عنہا تھی یعنی یریدون ام کلثوم اب غور کریں کہنے والا اکیلا تھا اب لوگ کہاں سے سفارشی بن گئے) تجاہل عارفانہ ہے.

میں عبدالکریم کے حوارییں سے پوچھتا ہوں کہ کہاں لکھا ہے کہ کہنے والا ایک تھا بخاری شریف کے الفاظ تو یہ تھے فقال بعض من عندہ کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان میں سے بعض نے کہا یہاں پر بعض کا معنیٰ اکیلا نہیں ہے بلکہ کبھی اس سے مراد ایک فرد ہوتا ہے لیکن زیادہ تر یہ لفظ قرآن کریم میں جمع کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ (سورہ انفال:۷۵)

ترجمہ: بعض رشتہ دار بعضوں کے زیادہ قریب ہیں اللہ کی کتاب میں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے.

تو یہاں پر بعض بمعنیٰ جمع کے ہے ورنہ عبدالکریم کے قول کے مطابق ترجمہ یوں کرنا پڑیگا کہ اکیلا رشتہ دار اکیلے رشتہ دار کو زیادہ قریب ہے باقی دیگر رشتہ دار دیگر رشتہ داروں کے زیادہ قریب نہیں ہیں تو یہ ترجمہ شیعوں کے ترجمے کے بھی خلاف ہو جائیگا.

قرآن کریم میں اس جیسی بہت مثالیں موجود ہیں لیکن ہم اختصار کے خاطر اسی پر اکتفا

کرتے ہیں .نیز ہمارے عرف میں بھی متعدد لوگوں کے قول کے نقل کرتے وقت کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں اور اس سے مراد ایک نہیں بلکہ متعدد افراد مراد ہوتے ہیں لہٰذا بخاری شریف کی اس عبارت میں بھی بعض سے مراد متعدد افراد ہیں اس لیے راوی کا یہ کہنا کہ اس سے ان لوگوں کی مراد ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تھی یہ بالکل صحیح اور قرآن کریم میں مستعمل معنیٰ کے موافق ہے .لہٰذا عبدالکریم کا یہ اعتراض بے جا ہے .اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کی اس بات کا کہ (بخاری نے اس روایت کو نقل تو کرلیا جس کے اصل راوی کا پتہ معلوم نہیں اور انہوں نے ثعلبہ ہی کے اعتماد پر اس کو درج کرلیا لیکن جب علم رجال میں اس روایت کی پڑتال ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کا کوئی آدمی ہی نہیں تھا چنانچہ علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال میں ہر طرح کے راویوں کے حالات لکھے ہیں مگر ثعلبہ کا کوئی نام پتہ نہیں ملتا ہے-پس یہ ایسی روایت ہے جس کے راوی کا نام ونشان بھی معلوم نہ ہوسکا) یہ بے علمی اور جہالت پر مبنی ہے .کیوں کہ علم رجال میں اس راوی کی حالات بقدر ضرورت موجود ہیں لیکن عبدالکریم کی کم علمی نے اس معروف الحال راوی کو بھی مجہول الحال بنادیا چنانچہ تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ج:۲،ص:۲۵، ناشر دائرۃ المعارف النظامیۃ-الھند میں لکھا ہے:

ثعلبة بن ابی مالک القرظی له رؤية..........قال العجلی ثقة و ذکره ابن حبان فی الثقات۔

عبارت کا مفہوم: ثعلبہ بن ابی مالک کو نبی اکرم ﷺ کی رؤیہ یعنی زیارت کا شرف حاصل ہے اور عجلی نے اس کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات

میں ذکر کیا ہے۔

نیز اس کی رؤیۃ کا ذکر مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے:

۱۔ معرفۃ الصحابۃ لابن مندۃ (المتوفی ۳۹۵) ج:۱، ص:۳۶۷، ناشر مطبوعات جامعۃ الامارات العربیۃ المتحدۃ

۲۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر (المتوفی ۶۳۰) ج:۱، ص:۴۷۴، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۔ تھذیب الکمال لجمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن المزی المتوفی ۷۴۲، ج:۴، ص:۳۹۷، مؤسسۃ الرسالۃ۔بیروت

۴۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ج:۱، ص:۵۲۲، ناشر دار الکتب العلمیۃ۔

جہاں تک تعلق ہے علامہ ذھبی کا اس کی حالات کو میزان میں ذکر نہ کرنے کا تو علامہ ذھبی نے احوال رجال میں صرف یہ ایک کتاب میزان الاعتدال نہیں لکھی ہے کہ اس میں سب کچھ ذکر کر دیں بلکہ علامہ ذھبی نے علم رجال میں اور بھی کتابیں لکھی ہیں مثلاً الکاشف۔ سیر اعلام النبلاء تو علامہ ذھبی نے ثعلبہ بن ابی مالک کی حالات ان کتابوں میں ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ الکاشف ج:۱، ص:۲۸۴، ناشر دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ۔مؤسسۃ علوم القرآن پر اس کے متعلق فرماتے ہیں:

لہ رؤیۃ۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور یہی عبارت سیر اعلام النبلاء ج:۶، ص:۱۸۸، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ میں موجود ہے۔ البتہ ثعلبۃ بن ابی مالک کا مطلقاً ذکر تو میزان الاعتدال ج:۳، ص:۶۴۹۔ج:۲، ص:۸۷، ناشر دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت، لبنان

میں بھی موجود ہے لہٰذا عبدالکریم کا یہ کہنا کہ میزان میں اس کا کوئی نام پتہ نہیں ملتا سراسر جہالت ہے .اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کی اس عبارت کا کہ (اگر اس روایت کو صحیح بھی سمجھ لیا جائے تو بھی اس سے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا بیوی عمر رضی اللہ عنہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا ہے پس ماننا پڑتا ہے، یہ داستان سرتاپا دروغ گوئی پر مبنی ہے اور جھوٹے لوگ ہی اس جھوٹ کا پروپیگنڈہ کر کے اسلام اور اور اس کے بزرگوں کی تذلیل و انتہاک کرتے ہیں جبکہ حق بین نگاہیں یہ واقعہ سن کر جھک جاتی ہیں--) یہ حماقت ہے.: ہم نے عبدالکریم کے اشکال کے ہر ہر شق کا جواب دیا ہے ان جوابات کے پڑھنے کے بعد کوئی بھی ذی عقل انسان عبدالکریم کی اس لایعنی تحریر سے مطمئن نہیں ہوسکتا باقی عبد الکریم کا یہ کہنا کہ یہ واقعہ سن کر حق بین نگاہیں جھک جاتی ہیں- یہ جان چھڑانے والی بات ہے حق یہ ہے کہ اس واقعے کے سننے سے صرف شیعت کی نگاہیں یقیناً جھک جاتی ہیں کیوں کہ یہ لوگ ایک طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان دشمنی کی دعویٰ کرتے دوسرے طرف سے ان کے ائمہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا داماد بتاتے ہیں جو محبت اور پیار کی دلیل ہے لیکن اہلسنّت والجماعت ایسا واقعہ سن کر ہشاش بشاش ہوجاتے ہیں۔کیوں کہ رحماء بینهم کا یہی تقاضہ ہے کہ اصحاب واہل بیت آپس میں رشتہ داریاں قائم رکھیں۔باقی رہی بات جھوٹ پھیلانے کی تو اگر یہ واقعہ بیان کرنا جھوٹ ہے تو ہم سے پہلے یہ جھوٹ آپ کے ائمہ نے بولا ہے۔

(بس تیرے گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے)

از کتب اہل تشیع

دلیل:۸-شیعوں کے معتبر شارح نہج البلاغۃ عبدالحمید بن ابی الحدید (المتوفی ٦۵۵) کی گواہی:

قسم عمر مروطاً بین نساء المدینة فبقی مرط جید له فقال بعض من عنده اعط هذا یا امیر المؤمنین ابنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی عندک یعنون اُم کلثوم ابنة علی علیه السلام فقال عمر ام سلیط احق به فانها ممن بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانت تزفر لنا القرب یوم احد.

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے عورتوں میں چادریں تقسیم کیں ان میں سے ایک اچھی چادر بچ گئی تو حضرت عمر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ چادر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دیں جو آپ کے پاس ہے اس بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کی مراد ام کلثوم بنت علی ہے (بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے کہلائی کیوں کہ یہ حضرت علی کو حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی تھیں) تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اس چادر کی ام سلیم زیادہ مستحق ہے کیوں کہ یہ وہ عورت ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور یہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیزے بھر رہی تھی.

شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ١٢ ص:٢٣٨ ناشر الامیرہ للطباعة والنشر والتوزیع بیروت -لبنان

تنبیہ:۔ بعض اہل تشیع عبدالحمید بن ابی الحدید کے متعلق مشہور کرتے ہیں کہ وہ سنی تھا حالانکہ شیعوں کا آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب الذریعۃ الیٰ تصانیف الشیعۃ ج:۹،ص:۱۷،مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران قم پر لکھتا ہے:

ترجمه السيد ضياء الدين يوسف فی نسمة السحر فيمن تشيع و شعر فعده من شعراء الشيعة و وصفه بقوله البغدادى المعتزلى المتشيع.

ترجمہ: ابن ابی الحدید کو سید ضیاء الدین یوسف نے نسمۃ السحر میں شیعہ شعراء میں شمار کیا ہے اور اس کی یوں وصف بیان کی ہے: البغدادی المعتزلی المتشیع: یہ معتزلی شیعہ ہے۔

از کتب اہل سنت

دلیل:۹-ایوب السختیانی (المتوفی ۱۳۱) کی گواہی:

عبد الرزاق عن معمر عن ايوب او غيره ان علياً انتقل ابنته ام كلثوم فی عدتها و قتل عنها عمر.

ترجمہ: معمر ایوب یا دیگر حضرات سے روایت کرتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بچی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو عدت کے دوران لیکر آئے۔

مصنف لعبد الرزاق بن همام الصنعانی (المتوفی ۲۱۱) ج:۷، ص:۳۰، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراتشی

دلیل:۱۰-عامر بن شراحیل الشعبی (المتوفی ۱۰۹) کی گواہی:

عن الشعبی نقل علی رضی الله عنه ام کلثوم بعد قتل عمر رضی الله تعالیٰ عنه بسبع لیا ل.

ترجمہ: امام شعبی سے منقول ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا گیا تو سات راتوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام کلثوم کو لیکر آئے۔

۱- السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج: ۷، ص: ۴۳۶، اداره تالیفات اشرفیه معرفة

۲- السنن والآثار لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج:۵، ص:۴۸۸، حدیث نمبر :۵۶۲۷، دار الوعی حلب -دمشق

۳- اخبار القضاة لابی بکر محمد بن خلف (ج:۳، ص:۲۷، المکتبة التجاریة الکبریٰ بشارع محمد علی بمصر المتوفی ۳۲۰)

دلیل:۱۱-حکم بن عتیبہ (المتوفی ۱۱۳) کی گواہی:

عن الحکم قال : نقل علی ام کلثوم حیث قتل عمر.

ترجمہ: حکم کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو منتقل کیا۔

مصنف لعبد الله بن ابن ابی شیبة(المتوفیٰ ۲۳۵) ج۴ص ۱۳۳ مکتبه امدادیه ملتان

دلیل:۱۲-ابراھیم النخعی (المتوفی ۹۶) کی گواہی:

عن ابراهیم انه قال انما نقل علی رضی الله تعالیٰ عنه ام کلثوم حین قتل عمر رضی الله تعالیٰ عنه لانها کانت مع عمر فی دار العمارة.

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو لے کر آئے کیونکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دار الخلافۃ میں تھی۔

الآثار لابی یوسف یعقوب بن ابراھیم (المتوفیٰ ۱۸۲) ص: ۸۴، حدیث نمبر: ۴۱۹، دار الکتب العلمیہ –البیروت

قارئین کرام! ان چار حضرات یعنی ایوب، امام شعبی، ابراہیم نخعی اور امام حکم کے گواہی سے ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثوم بنت علی تا شہادت، فاروق اعظم کے نکاح میں تھی۔

از کتب اہل تشیع

دلیل: ۱۳–امام زین العابدین (المتوفی ۹۵) کی گواہی:

جعفر بن محمد عن ابیه عن جده ان علیاً نقل ابنته ام کلثوم فی عدتها حیث مات زوجها عمر بن الخطاب لانها کانت فی دار العمارة.

ترجمہ: جعفر صادق اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادے علی بن حسین (یعنی امام سجاد) سے نقل کرتے ہیں کہ جب عمر بن خطاب فوت ہوگئے تو حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو لیکر آئے کیونکہ وہ دار العمارۃ میں تھی.

۱–الجعفریات لابی علی محمد بن محمد الاشعث الکوفی من اعلام القرن الرابع مع قرب الاسناد مکتبه نینوی الحدیثی طهران

۲-کتاب النوادر للسید الامام ضیاء الدین ابی الرضافضل الله بن علی الحسنی الراوندی (المتوفی ۵۷۱)ص:۱۸۶ ناشر دار الحدیث قم

۳-مستدرک الوسائل لحسین نوری طبرسی (المتوفی ۱۳۲۰) ج:۱۵، ص:۳۶۵، ناشر مؤسسة آل البیت لاحیاء التراث بیروت

دلیل:۱۴-جعفر صادق (المتوفی ۱۲۸) کی گواہی:

حمید بن زیاد عن ابن سماعة عن محمد بن زیاد عن عبد الله بن سنان ومعاویة بن عمار عن ابی عبد الله علیه السلام قال سألته عن المرأة المتوفی عنها زوجها اتعتد فی بیتها او حیث شائت؟قال بل حیث شائت ان علیاً لما توفی عمر اتیٰ ام کلثوم فانطلق بها الیٰ بیته.

ترجمہ: عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے جعفر صادق سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس کا شوہر مرگیا ہو اور وہ مدخول بہا ہو وہ اپنے گھر میں عدت کریگی یا یا جہاں چاہے؟ تو جعفر صادق نے فرمایا جہاں چاہے کرسکتی ہے کیونکہ جب حضرت عمر فوت ہوگئے تھے تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے اور اس کو گھر لیکر آئے.

۱- فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی المتوفی (۳۲۹) ج:۶، ص:۱۱۵، باب المتوفی عنها زوجها المدخول بها این تعتد وما یجب علیها دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

۲- تهذیب الاحکام ر لمحمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) ج:۸، ص: ۱۶۱، دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

۳- الاستبصار لمحمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) ج:۳، ص:۳۵۲، دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

دلیل:۱۵-جعفر صادق (المتوفی ۱۲۸) کی گواہی:

محمد بن یحییٰ وغیرہ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسین بن سعد عن النضر بن سوید عن هشام بن سالم عن سلیمان بن خالد قال : سالت ابا عبد الله علیه السلام عن امرأة توفی زوجها این تعتد فی بیت زوجها تعتد او حیث شائت ؟ قال : بلی حیث شائت ثم قال :ان علیاً لما مات عمر اتیٰ اُم کلثوم فاخذبیده فانطلق بها الیٰ بیته.

ترجمہ: سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے جعفر صادق سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس کا شوہر مر گیا ہو وہ کہاں عدت کریگی ؟ وہ اپنے شوہر کے گھر میں عدت کریگی یا یا جہاں چاہے؟ تو جعفر صادق نے فرمایا جہاں چاہے کر سکتی ہے کیونکہ جب حضرت عمر فوت ہو گئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُم کلثوم کے پاس آئے اور اس کو گھر لیکر آئے۔

١- فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی المتوفی (٣٢٩)ج:٢، ص:١١٥، باب المتوفی عنها زوجها المدخول بها این تعتد وما یجب علیها دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

٢- الاستبصار لمحمد بن حسن طوسی (المتوفی ٤٦٠) ج:٣، ص:٣٥٢، دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

٣- تهذیب الاحکام لمحمد بن حسن طوسی (المتوفی ٤٦٠) ج:٨، ص:١٦١، دار الکتب الاسلامیه طهران -بازار سلطانی

شیعہ کے اصول اربعہ کے کتابوں سے بھی ثابت ہوا کہ اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تاشہادت، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

کلمة الحق

''عبدالکریم مشتاق کی دروغ گوئی اور اس کی خبر گیری''

عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری ص ۴۰۳ پر فروع کافی کی اس عدت والی روایت کے متعلق لکھتا ہے: ملاحظہ کیجیے مرأۃ العقول کہ یہ روایت ضعیف ہے. حالانکہ مرأۃ العقول ج ۲۱ میرے سامنے ہے یہاں پر یہ روایت چونکہ اصول کافی کے باب المتوفی عنہا زوجہا المدخول بہا این تعتد وما یجب علیہا کی روایت نمبر دو ہے اس لیے مرأۃ العقول کا مصنف ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی اس کتاب کے ج ۲۱ ص ۱۹۹ پر لکھتا ہے:

الحدیث الثانی : صحیح

حدیث نمبر ۲: صحیح ہے.

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عبدالکریم نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی وجہ سے اور اپنے جھوٹے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کے لیے کتنا بڑا جھوٹ لکھ دیا غالباً یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید مرأۃ العقول کسی کو میسر نہیں ہو سکی گی لہٰذا اس کا یہ جھوٹ چھپ جائیگا حالانکہ:

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

عبدالکریم مشتاق کی غلط بیانی اور اس کی حقیقت

عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص ۵۸ پر لکھتا ہے:

فروع کافی، استبصار، تہذیب الاحکام کی جو روایت عدت گذارنے کے مسئلے

میں مولوی عبدالرحمن (فرضی نام لیا ہے) نے نشان کروائی ہے اس کے راوی مجروح و مقدوح اور فاسد العقیدہ ہیں فروع کافی کے راوی حمید بن زیاد اور ابن سماعہ ہیں ان دونوں کا تعلق مذہب واقفی سے ہے جن کو کفر وزندقہ تک مماثلۃ ہے جیسا کہ رجال مامقانی جلد اول ص ۳۷۸ پر امام رضا علیہ السلام کی احادیث سے ثابت ہے۔

اسی روایت کا ایک راوی حسن بن محمد بن سماعۃ ہے جو علماء رجال کے نزدیک بالاتفاق واقفی المذہب تھا۔(رجال کشی ۲۹۳) اسی طرح دوسری روایت کا راوی ہشام بن سالم ہے جو فاسد العقیدہ تھا اور اللہ کی صورت مانتا تھا (رجال کشی ص ۱۸۴) یہ روایت سلیمان بن خالد سے بھی مروی ہے جو زیدیہ فرقہ سے تھا تنقیح المقال ص:۵۷ پر ہے نجاشی اور شیخ طوسی نے اسے ثقہ تسلیم نہیں کیا۔ابن داؤد نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔اور مقیاس الدرایہ پر ہے کہ زیدی واقفی ناصبی ایک ہی منزلت پر ہیں۔

جواب: عبدالکریم کا یہ کہنا کہ حمید بن زیاد اور ابن سماعہ مجروح اور مقدوح ہیں سراسر خیانت ہے اس لیے کہ کسی بھی راوی کا واقفی ہونا اس کی روایت کے ضعف کو مستلزم نہیں ہاں شیعہ اصول کے مطابق واقفی راوی کی صرف وہ روایت مردود ہوتی ہے جو اس کے مذہب کی تائید کرتی ہو واقفی راوی کی وہ روایات جو ان کے مذہب کی تائید نہ کرتی ہوں جیسے کہ نکاح اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایات تو ایسی روایات شیعہ اُصول کے مطابق صحیح ہوتی ہیں چنانچہ شیعوں کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی کتاب بحارالانوار ج۵۱ ص:۴۱ میں لکھتا ہے:

ان بعض رواۃ تلک الاخبار من الواقفیۃ ولا تقبل روایاتھم فیما یوافق مذھبھم

عبارت کا مفہوم: ان روایات کے بعض راوی واقفی ہیں اور واقفی راویوں کی روایت جب ان کے اپنے مذہب کے موافق ہوگی تو ان کی وہ روایات قبول نہیں کی جائینگی۔ نیز شیعہ کے ائمہ رجال ان راویوں کو باوجود واقفی ہونے کے ثقہ لکھتے ہیں چنانچہ شیعہ کے رجال کا امام ابوالعباس احمد بن علی (المتوفی ۴۵۰) اپنی کتاب رجال النجاشی ص:۱۳۲ پر اسی حمید بن زیاد کے متعلق لکھتا ہے: کان ثقة واقفاً. : یہ ثقہ واقفی تھا اور اس کے متعلق شیخ محمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) اپنی کتاب الفہرست میں لکھتا ہے:

حمید بن زیاد من اهل نینوی -قریة الیٰ جانب الحائر علیٰ ساکنه السلام -ثقة کثیر التصانیف.

عبارت کا مفہوم: حمید بن زیاد ثقہ ہے اور بہت تصنیفات والا ہے۔

معجم رجال الحدیث ج: ٦، ص:٢٨٨، ناشر دار الزهراء بیروت-لبنان

اور اس کے متعلق ابوغالب زراری کہتا ہے:

سمعت من حمید بن زیاد وابی عبد الله بن ثابت واحمد بن رماح وهؤلاء من رجال الواقفة الا انهم کانو فقهاء ثقات فی حدیثهم.

عبارت کا مفہوم: میں نے حمید بن زیاد اور ابوعبداللہ بن ثابت اور احمد بن رماح سے (حدیث) سنی یہ لوگ اگرچہ واقفی تھے لیکن حدیث میں ثقہ قابل اعتماد تھے۔

معجم رجال الحدیث ج: ٦،ص:٢٨٨، ناشر دار الزهراء بیروت -لبنان

اور شیخ ابوالعباس احمد بن علی النجاشی (المتوفی ۴۵۰) اپنی اسی کتاب رجال النجاشی

ص۴۰ ناشر مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ میں ابن سماعۃ کے متعلق لکھتا ہے:

الحسن بن محمد بن سماعة ابو محمد الكندی الصيرفی من شيوخ الواقفة كثير الحديث فقيه ثقة.

ابن سماعۃ واقفیوں کا شیخ تھا زیادہ احادیث والا تھا فقیہ تھا ثقہ تھا.

یہی توجہ ہے کہ ملا باقر مجلسی نے بھی اس روایت کو مرآۃ العقول میں صحیح لکھا. البتہ جہاں تک تعلق ہے امام علی رضا سے واقفیہ کے مذمت کا منقول ہونا تو وہ ہر قسم کے واقفی کے متعلق نہیں بلکہ خاص قسم کے واقفیہ کے متعلق منقول ہے اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ شیعہ رجال کے امام عبداللہ مامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) (نے اپنی کتاب مقباس الہدایۃ فی علم الدرایۃ مع تنقیح المقال ج:۳، ص:۸۳ پر لکھا ہے.

وعلىٰ كل حال فمجرد الرمی بالوقف لعله لا يترتب عليه الاثر الا بعد الفحص والبحث عن ان الوقف هل كان فی حياة الكاظم عليه السلام او قبل زمانه او بعد موته وهل هو عند التحمل او الاداء كما لا يخلو وجهه.

ترجمہ: بہر حال محض واقفیت کی جرح سے کوئی (ضعف) کا حکم مرتب نہیں ہوگا ،الا یہ کہ وقف کی جانچ پڑتال ہو جائے کہ یہ راوی موسیٰ کاظم کی زندگی میں واقفی ہوا تھا یا اس سے پہلے یا اس کے وفات کے بعد اور یہ معلومات ہو جائے کہ روایت کے اٹھا نے کے وقت واقفی تھا یا روایت کے ادائیگی کے وقت واقفی تھا.

اب شیعہ ائمہ رجال نے جب ان رواۃ کو ثقہ لکھا ہے تو اس سے معلوم ہو رہا ہے

کہ یہ وہ واقفی نہیں تھے جن کی روایت مردود ہوتی ہے یہاں تک کے باقر مجلسی نے بھی ان رواۃ کی اس روایت کو صحیح لکھ دیا کما مر پس معلوم ہوا کہ مطلقاً واقفی ہونا شیعہ مذہب کے مطابق جرح نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے ہشام بن سالم کا تو اس کو عبدالکریم کا فاسد المذہب کہنا کذب وافتراء ہے اور حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے جو ناممکن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ راوی شیعہ اصول کے مطابق ثقہ اور صحیح العقیدہ ہے چنانچہ اس راوی کے متعلق شیعہ کے رجال کا امام عبداللہ مامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) پنی کتاب تنقیح المقال ج ۳ ص ۳۰۱ طبع نجف اشرف میں لکھتا ہے:

قال النجاشی هشام بن سالم ....ثقة ....وقال ابن داؤدفی الباب الاول هشام بن سالم الجواليقى مولى بشر بن مروان ابو الحكم ق م حج ثقة ثقة ووثقه فى الوجيزة والبلغة وفى التحرير الطاؤسى انه صحيح العقيدة.

ترجمہ: نجاشی نے ہشام بن سالم کو ثقہ کہا ہے اور ابن داؤد نے بھی اس کے متعلق کہا ہے ثقہ ثقہ (یعنی دو دفعہ ثقہ کہا ہے) اور (ملا باقر مجلسی نے) وجیز میں اور بلغہ میں اس کو ثقہ کہا ہے اور التحریر الطاؤسی میں لکھا ہے کہ یہ ہشام بن سالم صحیح العقیدہ ہے۔

البتہ جہاں تک تعلق ہے رجال کشی سے اس کے فاسد العقیدہ ہونے کا نقل کرنا تو وہ ایک روایت پر مبنی ہے جس کی سند اس طرح ہے:

محمد بن مسعود قال حدثنی علی بن محمد القمی قال حدثنی احمد بن محمد بن خالد البرقی عن ابی عبد الله محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ من اهل همدان الخ دیکھیے:

رجال کشی ص:٢٠٢ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان

اس روایت کے متعلق ابوالحسن احمد بن محمد بن الحسین بن عبداللہ کہتا ہے:

محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ السمان الهمدانی ضعیف یروی عن الضعفاء.

عبارت کا مفہوم: یہ ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ ہے جو کہ خود بھی ضعیف ہے اور اس کے اساتذہ بھی ضعیف ہیں. دیکھیے:

التحریر الطاؤسی للشیخ حسن بن زین الدین الشهید الثانی (المتوفی ١٠١١) ص ٣٠٢ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت–لبنان

اوراس روایت کے متعلق ابوالقاسم الخوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج:١٩، ص:١٠١، طبع دارالزہراء بیروت لبنان پر لکھتا ہے:

اقول هٰذه الروایة تدل علیٰ ذم هشام بن سالم ،لکنها لضعفها غیر قابلة للاعتماد علیها.

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ہشام بن سالم کے مذمت پر دلالت کرتی ہے لیکن ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ روایت قابل اعتماد نہیں ہے.

اور جہاں تک تعلق ہے سلیمان بن خالد کا تو اس کو زیدی سمجھنا عبدالکریم کی غلط

نہی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ابو القاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج:۸، ص:۲۵۰ میں لکھتا ہے:

انه لاینبغی الاشکال فی وثاقة سلیمان بن خالدوذالک لما عرفت من شهادةایوب بن نوح وجعفر بن محمد بن قولویه --حیث التزم بان لایروی فی کتابه روایة عن غیر الثقات وشهادة الشیخ المفید بوثاقته.

عبارت کا مفہوم: جب سلیمان بن خالد کے ثقہ ہونے کی گواہی شیخ مفید ،ایوب بن نوح ،اور جعفر بن محمد بن قولویہ نے دی ہے تو اس کے بعد سلیمان کے ثقہ ہونے میں اشکال نہیں ہونا چاہیے۔اور ایوب بن نوح اور جعفر بن محمد نے تو باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ یہ ثقہ کے علاوہ سے روایات نہیں لینگے پھر بھی انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایات لی ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سلیمان ان کے ہاں ثقہ تھا۔

اور آگے ص:۲۵۱ پر لکھتا ہے:

ان سلیمان بن خالد وان کان قد خرج مع زید الا انه لایثبت کونه زیدیاً ولا دلیل علیه بل روایة الکشی الاخیرة دالة علیٰ کونه امامیاً یفضل الامام الصادق علیه السلام علیٰ زید غایة التفضیل.

عبارت کا مفہوم: سلیمان بن خالد نے اگرچہ (حضرت) زید کے ساتھ خروج کیا تھا لیکن اس کا یہ خروج اس کے زیدی ہونے کو مستلزم نہیں ہے اور اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ کشی کی آخری روایت تو اس کے امامی ہونے پر دلالت کرتی

ہے کیونکہ یہ حضرت جعفر صادق کو حضرت زید پر انتہا درجے کی فضیلت دے رہا ہے.

اور عبدالکریم کا یہ کہنا کہ نجاشی نے اس کو ثقہ تسلیم نہیں کیا ہے اس پر میں عبدالکریم کی ذریت سے پوچھتا ہوں کہ نجاشی نے اس کو ضعیف کہاں لکھا ہے؟

حالانکہ ابوالقاسم خوئی شیعہ اسی کتاب معجم رجال الحدیث میں ج:۸، ص:۲۵۰ میں لکھتا ہے:

ویؤید ذالک بما ذکره النجاشی من انه کان فقیهاً وجهاً فانه ان لم یدل علیٰ التوثیق فلا محالة یدل علیٰ حسنه.

عبارت کا مفہوم: سلیمان بن خالد کے ثقہ ہونے کی تائید نجاشی کے اس کلام سے بھی ہوتی ہے کہ نجاشی اس کے متعلق فرماتے ہیں فقیہ تھا معزز تھا پس نجاشی کا یہ کلام اگرچہ اس کے ثقہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا کم از کم اس کے حسن درجہ کے راوی ہونے پر دلالت کرتا ہے (اور حسن درجے کے راوی کی روایت صحیح کہلاتی ہے)

اور عبدالکریم کا یہ کہنا کہ شیخ طوسی نے بھی اس کو ثقہ تسلیم نہیں کیا ہے یہ حماقت ہے یہاں پر بھی میرا وہی سوال ہے کہ شیخ طوسی نے اس کو ضعیف کہاں لکھا ہے؟ جبکہ شیخ طوسی نے اس کی اپنی کتاب رجال طوسی ص ۲۰۷ طبع نجف اشرف میں مدح کی ہے کہ یہ صاحب قرآن — یہ قرآن والا ہے (قطع نظر اس کے کہ غار والے قرآن والا ہے) اگر یہ زیدی تھا تو فاسد المذہب کی آپ کے شیخ طوسی نے مدح کیوں کی اور اگر بالفرض اس کا زیدی ہونا تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اس سے رجوع ثابت ہے چنانچہ اس کے متعلق شیخ ابوالقاسم خوئی معجم رجال الحدیث ج ۸ ص:۲۴۶ میں لکھتا ہے:

وفی کتاب سعد انه خرج مع زید فافلت فمن الله علیه وتاب ورجع بعده.

ترجمہ: سعد کے کتاب میں ہے کہ اس نے زید کے ساتھ خروج کیا تھا لیکن ضائع ہو گیا (یعنی اس کی انگلی کٹ گئی تھی) پھر اللہ نے اس پر احسان کیا اس نے اس کے بعد توبہ کی اور رجوع کیا۔

از کتب اہل سنت

دلیل: ۱۶- اسلم العدوی مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۸۰) کی گواہی

اخبرنا ابو سعد المالینی انبأبو احمد بن عدی الحافظ حدثنا محمد بن داؤد بن دینار حدثنا قتیبة بن سعید ثنا عبد الله بن زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب عن ابیه زید بن اسلم عن ابیه ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه اصدق ام کلثوم بنت علی رضی الله عنه اربعین الف درهم.

ترجمہ: عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادے سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو چالیس ہزار درہم مہر دیا۔

۱- السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ۴۵۸) ج:۷، ص:۲۳۳، اداره تالیفات اشرفیه والفظ له

٢- شرح مشکل الآثار للامام ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامة(المتوفی ٣٢١) ج:١٣، ص: ٥٨، حدیث نمبر: ٥٠٥٩طبع مؤسسة الرسالة –بیروت

٣- (الذریة الطاھرہ لابی بشر محمد بن احمد الدلابی المتوفی ٣١٠) ج: ١، ص :١١٦، حدیث : ٢٢٠، الدار السلفیه –کویت

٤- الکامل فی ضعفاء الرجال لابی احمد بن عدی الجوزجانی (المتوفی ٣٦٥) ج:٥، ص:٣٠٧، دار الکتب العلمیه –بیروت –لبنان

دلیل:١٧-عطاء بن ابی مسلم الخراسانی (المتوفی ١٣٥) کی گواہی:

حدثنا وکیع عن هشام بن سعد عن عطاء الخراساني ان عمر تزوج اُم کلثوم علیٰ اربعین الف درهم.

ترجمہ:عطاء خراسانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیشک حضرت عمر نے اُم کلثوم کے ساتھ چالیس ہزار درہم پر شادی کی.

١- مصنف لابی عبد اللہ بن ابی شیبة (المتوفی ٢٣٥) ج:٣، ص:٣١٩، مکتبہ امدادیہ – ملتان والفظ له

٢- الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد البغدادی (المتوفی ٢٣٠) ج:٨، ص :٣٣٩، دار الکتب العلمیه –بیروت وفیه زیادة بنت علی

٣- تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر (المتوفی ٥٧١) ج:١٦، ص:٤٨٦، حدیث نمبر: ٤٥٥٦، طبع دارالفکر– بیروت

دلیل:١٨-جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) (المتوفی ٧٣) کی گواہی:

حدثنی جعفر بن محمد بن کزال ثنا اسحاق بن المنذر ثنا محمد بن عبد الملک الانصاری ثنا محمد بن المنکدر عن جابر بن

عبد الله الانصاری (رضی اللّٰہ تعالی عنه) قال تزوج عمر بن الخطاب (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه) ام کلثوم بنت فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی اربعین الف درهم.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ام کلثوم بنت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ چالیس ہزار درہم پر شادی کی.

۱۔ کتاب الفوائد الشهیر بالغیلانیات لابی بکر محمد بن عبد الله البغدادی الشافعی البزار (المتوفی ۳۵۴) ج: ۱، ص: ۱۶۶، طبع دار ابن الجوزی السعودیه – الریاض والفظ له

۲۔ تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر (المتوفی ۵۷۱) ج: ۸، ص ۱۱۶، حدیث نمبر: ۶۱۶، طبع دار الفکر – بیروت

از کتب اہل تشیع

دلیل ۱۹۔ شیخ محمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) کی گواہی:

وروی ان عمر تزوج ام کلثوم بنت علی علیه السلام فاصدقها اربعین الف درهم.

ترجمہ: مروی ہے کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جب ام کلثوم بنت علی سے شادی کی تو اس کو چالیس ہزار درھم مہر دیا.

۱۔ المبسوط لمحمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) ج: ۴، ص: ۲۷۲، المطبعة الحیدریة – طهران

۲- وسائل الشیعه لمحمد بن حسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴)
ج:۷، ص: ٦۳۳، طبع منشورات ذوی القربیٰ- قم خیابان

۳- مسالک الافهام الیٰ آیات الاحکام للعلامة الفهامة الفاضل الجواد الکاظمی المتوفی فی اواسط القرن الحادی عشر ص ۲۴۴ المکتبة المرتضویة تهران -سوق بین الحرمین

دلیل ۲۰- جعفر صادق کے ساتھی عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی کی گواہی:

عن عیسیٰ بن عبد الله الهاشمي قال: خطب عمر بن الخطاب وذالک قبل ان یتزوج ام کلثوم بیومین ....ثم نزل عن المنبر فما اقام الا یومین او ثلاثة حتی ارسل فی صداق بنت علی باربعین الفاً.

ترجمہ: عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے اُم کلثوم کی شادی سے دو یا تین دن پہلے خطبہ دیا.........پھر منبر سے اترے پس دو یا تین دن کے بعد بنت علی کو چالیس ہزار درہم بھیجے.

۱- مستطرفات السرائر لابن ادریس الحلی بحواله وسائل الشیعه لمحمد بن حسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴) ج:۷، ص: ٦۳۳، طبع منشورات ذوی القربیٰ- قم خیابان

۲- شرح نهج البلاغة لابن عبد الحمید بن ابی الحدید (المتوفی ٦۵۵) ج: ۱۵، ص: ۹۲، ناشر الامیره للطباعة و النشر و التوزیع بیروت-لبنان

تنبیہ: ہم نے اس روایت کا کچھ حصہ نقل نہیں کیا ہے کیونکہ وہ بات ہمارے موضوع کے متعلق نہیں ہے اور شیعہ کی روایت ہم پر حجت نہیں ہے.

از کتب اہل سنت

دلیل ۲۱: جنادۃ بن ابی امیۃ (المتوفی ۷۵ھ) کی گواہی:

ترک ملک الروم الغزو و کاتب عمر و قاربه و بعثت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب زوج عمر بن الخطاب الیٰ امرأة ملک الروم بطیب و شیئ یصلح للنساء مع البرید فابلغه الیها فاهدت امرأة الملک الیها هدیة منها عقد فاخر فلما رجع البرید اخذ عمر ما معه ونادیٰ الصلوٰة جامعةفاجتمعو و اعلمهم الخبر فقال القائلون هو لها بالذی کان لها و لیست امرأة الملک بذمة فتصانعک و قال آخرون قد کنا نهدی لنستثیب فقال عمر لکن الرسول رسول المسلمین والبرید بریدهم والمسلمون عظموها فی صدرها فامر بردها الیٰ بیت المال واعطاها بقدر نفقتها.

عبارت کا مفہوم: جب روم کے بادشاہ نے جنگ کرنا چھوڑ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خط لکھا اور اس کو قریب کرنے کی کوشش کی اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کچھ خوشبو اور کچھ ایسی چیزیں جو عورتوں کے لیے ہوتی ہیں ان کو اس ایلچی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کی بیوی کے لیے ھدیہ بھجیں۔ پس جب ایلچی نے اس کو وہ چیزیں پہنچائیں تو بادشاہ کی بیوی نے اپنی طرف سے اس کے طرف قیمتی ہار بھیجا پس جب ایلچی واپس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے تمام چیزیں لے لیں جو اس کے ساتھ تھیں اور پھر نماز با جماعت کا اعلان کیا

جب لوگ جمع ہوئے تو ان کو خبر دی تو ان لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ یہ اس (یعنی ام کلثوم) کا ہے ان چیزوں کے بدلے میں جو اس کی تھیں (یعنی جو چیزیں ام کلثوم نے بھیجیں تھی) اور بادشاہ کی بیوی کوئی آپ کے ذمے میں نہیں ہے کہ آپ کو کچھ کر سکے دوسروں نے کہا کہ ہم اس لیے بھی ھدیہ دیتے تھے تا کہ بدلہ مل جائے۔ (لہٰذا ام کلثوم کا یہ ہار عوضا لینا درست ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لیکن معاملہ یہ ہے کہ یہاں قاصد مسلمانوں کا قاصد ہے اور ایلچی مسلمانوں کا ایلچی ہے اور مسلمانوں نے اس (یعنی ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کی ابتداء عظمت بجالائی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ہار کو بیت المال کے مال میں واپس کرنے کا حکم دیا اور اس (اُم کلثوم رضی اللہ عنہا) کو اس کے خرچے کے بقدر دیا۔

۱۔ الکامل فی التاریخ لابی الحسن علی بن ابی المکرم عز الدین ابن الاثیر (المتوفی ۶۳۰) ج:۲، ص:۴۶۹، ناشر دار الکتاب العربی بیروت -لبنان واللفظ له

۲۔ تاریخ الرسل و الملوک لمحمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰) دارالتراث -بیروت

تنبیہ: اس کلام کی نسبت جنادہ بن ابی امیہ کے طرف تاریخ طبری کے الفاظ ہیں۔

از کتب اہل تشیع

دلیل:۲۲-شیعوں کے معتبر شارح نہج البلاغۃ عبدالحمید بن ابی الحدید (المتوفی ۶۵۵) کی گواہی:

چنانچہ یہ اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید، ج:۱۹، ص:۱۹۳،
ناشر: الامیرہ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت-لبنان پر لکھتا ہے:

وجہ عمر الیٰ ملک الروم بریداًفاشترت ام کلثوم امرأۃ عمر طیباً بدنانیر و جعلته فی قارورتین و اھدتھما الیٰ امرأۃ ملک الروم فرجع البرید الیھا و معه ملء القارورتین جواھر فدخل علیھا عمر و قد صبت الجواھر فی حجرھا فقال من این لک ھٰذا فاخبرته فقبض علیه و قال ھٰذا للمسلمین قالت کیف و ھو عوض ھدیتی قال بینی وبینک ابوک فقال علی علیه السلام لک منه بقیمة دینارک والباقی للمسلمین جملة لان برید المسلمین حمله.

ترجمہ: جب حضرت عمر نے روم کے بادشاہ کے طرف ایلچی بھیجا تو حضرت عمر کی بیوی اُم کلثوم نے چند دراہم کی خوشبو خرید کر اس کو دوشیشیوں میں ڈالا اور روم کے بادشاہ کی بیوی کے طرف بھیجیں. جب ایلچی اس کے پاس واپس آیا تو اس (بادشاہ کی بیوی) نے اس کے ساتھ دوشیشیاں جواھر کے ساتھ بھر کر بھیجیں جب حضرت عمر اس کے پاس آئے تو جواھر کو اس کے گود میں دیکھا اور پوچھا کہ یہ آپ کے پاس کہاں سے آئے تو اس نے حضرت عمر کو خبر دی تو حضرت عمر نے ان جواھر کو اپنے قبضے میں لے لیا اور کہا کہ یہ مسلمانوں کے ہیں حضرت ام کلثو منے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو میرے ھدیے کا عوض ہے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ کے اور میرے درمیان آپ کے ابو فیصلہ فرمائینگے تو حضرت علی نے یوں فیصلہ فرمایا کہ آپ کے لیے آپ کے دیناروں کی قیمت کے برابر ہوں گے اور بقیہ مسلمانوں کے

ہونگے اس لیے کہ مسلمانوں کے ایلچی نے اس کو اٹھایا ہے۔

ان شیعہ سنی روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے ہوا اور ان حضرات کے نکاح میں مہر چالیس ہزار مقرر ہوا اس سے بڑھ کر اس نکاح کا کس طرح ثبوت پیش کیا جائے یہاں حال یہ ہے کہ اس نکاح کے مہر کی مقدار بھی معلوم ہوگئی۔ فللّٰہ الحمد

باب ثانی

اس باب میں ہم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے باہمی نکاح کے ثبوت کے لیے وہ روایات ذکر کرینگے جو روایات صرف اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہیں.

دلیل :۱-محمد باقر (المتوفی ۱۱۴) کی گواہی:

عبد الرحمن بن عبدویه الیشکری قال سمعت ابا حنیفة یقول قدمت المدینة فاتیت ابا جعفر محمد بن علی فقال یا اخا اهل العراق الا تجلس الینا فجلست فقلت اصلحک الله ما تقول فی ابی بکر وعمر فقال رحم الله ابابکر وعمر قلت انهم یقولون عندنا بالعراق انک تتبرء منهما فقال معاذ الله کذبو ورب الکعبة اولست تعلم ان علیا زوج ابنته ام کلثوم ابنة فاطمة من عمر بن الخطاب.

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبدویہ الیشکری کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں جب مدینہ منورہ میں آیا تو ابوجعفر محمد بن علی کے پاس آیا تو محمد باقر نے فرمایا ای عراق والوں کے بھائی ہمارے پاس کیوں نہیں بیٹھتے ہو میں نے کہا اللہ آپ کو خوش رکھے آپ ابوبکر اور عمر کے بارے میں کیا کہتے ہو تو اس نے کہا اللہ ابوبکر اور عمر پر رحم فرمائے تو میں نے کہا عراق میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ ابوبکر اور عمر سے برائت کرتے ہو تو اس نے فرمایا اللہ کی پناہ رب کعبہ کی قسم وہ لوگ مجھ پر جھوٹ

بولتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے ہو بیشک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی اور فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے کرائی.

۱- اخبار ابی حنیفة واصحابه لحسین بن علی الحنفی (المتوفی ۴۳٦ھ) ج: ۱، ص: ۸۸، طبع عالم الکتاب -بیروت

۲- سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی لعبد الملک بن حسین المکی المتوفی (۱۱۱۱) ج: ۲، ص: ۳۹۰، دار الکتب العلمیة - بیروت

۳- المنتظم فی تاریخ الامم والملوک لجمال الدین ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷) طبع دار الکتب العلمیة بیروت

دلیل ۲:- محمد بن مسلم بن شہاب زہری المتوفی (۱۲۳) کی گواہی:

عن الزهری قال ام کلثوم بنت علی من فاطمة تزوجها عمر بن الخطاب فولدت له زید بن عمر بن خطاب.

ترجمہ: حضرت امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ام کلثوم بنت علی جو کہ حضرت فاطمہ سے تھی اس کے ساتھ حضرت عمر نے شادی کی پس اس سے زید بن عمر پیدا ہوا.

الذریة الطاهرہ لابی بشر محمد بن احمد الدولابی (المتوفی ۳۱۰) ج ۸، ص: ۲۳۹، دار الکتب العلمیة -بیروت

دلیل ۳:- محمد بن حنفیہ (المتوفی ۷۳) کی گواہی:

الربیع بن المنذر المؤدب حدثنا ابی قال سمعت ابن

الحنفیۃ یقول دخل عمر بن الخطاب وانا عند اختی ام کلثوم بنت علی فضمنی وقال بالحلواء.

ترجمہ: ربیع بن منذر اپنے والد کے واسطے سے محمد بن حنفیہ (بن علی) سے نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی بہن ام کلثوم بنت علی کے پاس تھا جب حضرت عمر آئے تو مجھے گلے لگایا اور میرے لیے حضرت عمر نے حلوہ کھلانے کا حکم دیا۔

تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن العساکر (المتوفی ۵۷۱) ج۵۴، ص: ۳۳۱، حدیث نمبر ۱۱۵۲۲، طبع دارالفکر-بیروت

دلیل:۴-امام زین العابدین (المتوفی ۹۴) کی گواہی:

عن علی بن الحسین ان عمر بن الخطاب خطب الیٰ علی رضی اللہ عنہ ام کلثوم فقال انکحنیھا فقال علی انی ارصدھا لابن اخی عبد اللہ بن جعفر فقال عمر انکحنیھا فواللہ ما من الناس احد یرصد من امرھا ما ارصدہ فانکحہ علی فاتی عمر المھاجرین فقال الا تھنئونی ؟ فقال بام کلثوم بنت علی وابنۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیٰمۃ الا ما کان من سببی ونسبی فاحببت ان یکون بینی وبین رسول اللہ ﷺ نسب وسبب.

ترجمہ: علی بن حسین یعنی امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ام کلثوم کے نکاح کا پیغام بھیجا پس کہا کہ ام کلثوم کا نکاح میرے ساتھ کریں تو حضرت علینے فرمایا: میں نے اس کو اپنے بھائی جعفر کے بیٹے عبداللہ کے لیے رکھا ہے۔پس حضرت عمر نے فرمایا: آپ اس کا میرے ساتھ نکاح کردیں اس کا جتنا میں خیال رکھوں گا اتنا کوئی بھی نہیں رکھے گا پس حضرت علی نے اس کا نکاح حضرت عمر سے کردیا پس حضرت عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے مبارک کیوں نہیں دیتے ہو؟ (تو انہوں نے کہا کس چیز کی اے امیر المومنین؟) تو حضرت نے فرمایا ام کلثوم بنت علی و فاطمہ کے شادی کی کیوں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن تمام نسب اور رشتہ داریاں ختم ہوجائینگے سوائے میری رشتہ داری کے پس میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میرا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسب اور رشتہ داری ہوجائے (اس لیے میں نے ام کلثوم سے شادی کی)

مستدرک حاکم للامام الحافظ ابی عبد اللّٰہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری(المتوفی ۴۰۴) ج:۳، ص:۳۵۲، طبع قدیمی کتب خانہ کراتشی باکستان

باب ثالث

اس باب میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہما کے باہمی نکاح کے ثبوت کے لیے کچھ اہل سنت کے مؤرخین کے اقوال پیش کیے جائینگے۔

۱-محمد بن حبیب امیہ ابوجعفر البغدادی (المتوفی ۲۴۵ھ) اپنی کتاب المحبر، ج:۱، ص:۵٦، طبع دار الآفاق الجدیدہ، بیروت پر لکھتا ہے:

عمر بن خطاب رحمه الله، كانت عنده ام كلثوم بنت علی ثم خلف عليها عون ثم محمد ثم عبد الله بنو جعفر بن ابی طالب.

ترجمہ: عمر بن خطاب کے نکاح میں ام کلثوم بنت علی تھی اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھ عون بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کی وفات کے بعد ان کے ساتھ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی۔

۲-محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰) اپنی کتاب تاریخ الامم والملوک ج۴ ص ٦۹ طبع ناشر دار التراث-بیروت پر واقدی مؤرخ سے نقل کرتا ہے:

قال (الواقدی) وفيها (ای سنة سبع عشرة) تزوج عمر بن الخطاب ام كلثوم بنت علی وهی ابنة فاطمة بنت رسول الله ودخل بها فی ذی القعدة.

ترجمہ: واقدی کہتا ہے کہ اس سن ۱۷ ہجری میں حضرت عمر فاروق نے ام کلثوم بنت علی وفاطمہ سے شادی کی اور اس کے ساتھ دخول ذوالقعدہ میں کیا۔

۳-محمد بن حبان التمیمی (المتوفی ۳۵۴) اپنی کتاب الثقات ج۲ ص۲۱٦ طبع وزارة المعارف الحکومۃ العالیۃ الہندیۃ پر لکھتا ہے:

ثم تزوج عمر ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب وھی من فاطمة ودخل بھا فی شھر ذی القعدة.

ترجمہ: پھر حضرت عمر نے ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب و بنت فاطمۃ سے شادی کی اور ذوالقعدۃ کے مہینے میں اس کے ساتھ دخول فرمایا.

۴۔شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان المعروف بذھبی رحمہ اللہ (التوفی ۷۴۸) اپنی کتاب تاریخ الاسلام ج ۳ ص ۱۶۶ طبع دار الکتاب العربی - بیروت اور اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۳۴۲ طبع دارالحدیث-القاہرہ پر لکھتے ہیں:

وفیھا (ای سنة سبع عشرة) تزوج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بام کلثوم بنت فاطمة الزھراء واصدقھا اربعین الف درھم.

ترجمہ: اسی سال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام کلثوم بنت علی سے شادی کی اور اس کو چالیس ہزار درھم مہر دیا.

۵- ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن علی (التوفی ۷۳۲) اپنی کتاب المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۱۶۲ المطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ پر فرماتے ہیں:

ثم دخلت (سنة سبع عشرة) وفی ھٰذہ السنة اعتمر عمر ....وتزوج ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب و امھا فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنھا.

ترجمہ: سن سترہ ۱۷ ھجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ فرمایا ....اور ام کلثوم بنت علی و فاطمۃ سے شادی کی.

۶-ابومحمد عفیف الدین عبداللہ بن اسعد الیافعی (التوفی ۷۶۸) اپنی کتاب مرآۃ

الجنان وعبرۃ الیقظان ج ا ص ۶۳ طبع دار الکتب العلمیۃ - بیروت پر فرماتے ہیں:

وفیہا (ای سنۃ سبع عشرۃ) تزوج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بام کلثوم بنت فاطمۃ الزہراء.

ترجمہ: اسی سال عمر نے ام کلثوم بنت علی سے شادی کی۔

۷- عمر بن مظفر الوردی الکندی (المتوفی ۷۴۹) اپنی کتاب تاریخ ابن الوردی ج:ا، ص:۱۴۰، طبع دار الکتب العلمیۃ - بیروت - لبنان پر فرماتے ہیں:

ثم دخلت (سنۃ سبع عشرۃ) وفیہا اعتمر عمر رضی اللہ عنہ ....وتزوج ام کلثوم بنت علی امہا فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا.

ترجمہ: سن سترہ ۱۷ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ فرمایا.........اور ام کلثوم بنت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہم سے شادی کی.

۸- ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (المتوفی ۷۷۴) اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ ج:۷، ص:۹۳، طبع دار احیاء التراث العربی پر فرماتے ہیں:

قال (الواقدی) وفیہا (ای سنۃ سبع عشرۃ) تزوج عمر بام کلثوم بنت علی بن ابی طالب من فاطمۃ بنت رسول اللہ ﷺ ودخل بہا فی ذی القعدۃ.

ترجمہ: واقدی کہتا ہے کہ اس سن ۱۷ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُم کلثوم بنت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہم سے شادی کی اور اس کے ساتھ دخول ذوالقعدہ میں کیا۔

۹-صلاح الدین خلیل بن ایبک (المتوفی ۷۶۴) اپنی کتاب الوافی بالوفیات ج۱ص۷۹ طبع داراحیاء التراث-بیروت پر فرماتے ہیں:

وفاطمة تزوجها علی بن ابی طالب رضی الله عنه فولدت له الحسن والحسین ومحسنا مات صغیرا وام کلثوم تزوجها عمر بن الخطاب رضی الله عنه.

ترجمہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حسن حسین اور محسن پیدا ہوئے اور محسن بچپن میں فوت ہو گئے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شادی کی.

۱۰-امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اپنی کتاب فتح الباری ج۶ص۱۷۱ طبع دارالمعرفۃ-بیروت میں لکھتے ہیں:

کان عمر قد تزوج ام کلثوم بنت علی وامها فاطمة.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام کلثوم بنت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہم سے شادی کی تھی۔

باب رابع

اس باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے درمیان باہمی نکاح کے ثبوت کے لیے صرف وہ روایات ذکر کرینگے جو روایات صرف کتب شیعہ میں موجود ہیں.

روایت:۱-علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم و حماد عن زرارة عن ابی عبد الله فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذالک فرج غصبناه.

فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی رازی (المتوفی ۳۲۹)ج:۵، ص:۳۴۶، طبع دار الکتب الاسلامیة تهران-بازار سلطانی

ترجمہ: زرارہ کہتے ہیں کہ جب جعفر صادق سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی کے بارے میں پوچھا گیا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) فرج ہم سے چھینی گئی ہے۔

علی اکبر الغفاری کا تبصرہ: اس روایت کے تحت محشی الجامع الکافی علی اکبر الغفاری لکھتا ہے:

ام کلثوم هی بنت امیر المؤمنین علیه السلام قد خطبها الیه عمر فی زمن خلافته فرده اولاً فقال عمر ما قال کما یاتی تفصیله فی الخبر الآتی فجعل امره الیٰ العباس فزوجها ایاه ظاهراً و عند الناس والیه اشیر بقوله (غصبناه)

حاشیه فروع کافی ج:۵، ص:۳۴۶، حاشیه نمبر۳

ترجمہ: یہ ام کلثوم امیر المؤمنین کی بیٹی ہے جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورہ خلافت میں رشتہ مانگا تھا پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رد فرمایا پھر عمر نے وہ ہی کہا جس کی تفصیل اگلی حدیث میں آ رہی ہے- پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرادی ظاہراً اور لوگوں کے سامنے- اور اس روایت میں اسی واقعے کے طرف غصبناہ (ہم سے چھین لی گئی) کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے.

عبدالکریم مشتاق کا جھوٹ اور اس کا تعاقب

عبدالکریم اپنی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری کے صفحہ نمبر ۴۰۰ پر اس روایت کے متعلق لکھتا ہے: یہ کلام ہرگز امام معصوم کا نہیں ہوسکتا ہے اور یہ راوی زبیر بن بکار کی یاوہ گوئی ہے۔

جواب: ہم نے فروع کافی سے یہ روایت سند کے ساتھ نقل کردی ہے اس سند کو بار بار دیکھ کر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں کیوں کہ اس روایت کی سند میں زبیر بن بکار کا کوئی نام ونشان نہیں ہے تو یہ زبیر بن بکار کی یاوہ گوئی نہیں بلکہ کلینی کی یاوہ گوئی ہے.

غلام حسین نجفی کا مکر اور اس کی گرفت

مکر نمبر ۱- غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص: ۲۰۴ پر لکھتا ہے ذالک اسم اشارہ ہے شرح جامی ذکر اسمائے اشارات ملاحظہ فرمائیں: ذا للقریب و ذالک

للبعید و ذاک للمتوسط جب کسی دور شئی کی طرف اشارہ کرنا ہوتو اس کے لیے لفظ ذالک ہے پس معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں لفظ ذالک سے جس ام کلثوم کی طرف اشارہ ہے وہ خاندان رسالت سے بہت دور تھی اولاد رسول سے اس کو قریبی رشتہ نہیں تھا ورنہ اس کے لیے لفظ ذالک استعمال نہ ہوتا اور خاندان نبوت سے جس کا قریبی رشتہ نہیں تھا وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہے۔

جواب :اس روایت میں ذالک کا لفظ اس لیے استعمال نہیں ہوا ہے کہ یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھی بلکہ اس کے لیے ذالک کا لفظ اس لیے استعمال ہوا ہے کہ یہ جعفر صادق کے اس مجلس میں موجود نہیں تھی کیوں کہ یہ جعفر صادق کے وجود سے پہلے فوت ہو چکی تھی تو ظاہر ہے کہ جب یہ جعفر صادق کی مجلس میں موجود نہیں تھی تو اس کو قریب کے صیغے ہٰذا کے ساتھ کیسے تعبیر کیا جاسکتا تھا کیوں کہ ہٰذا کا لفظ محسوس مبصر کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا مجلس میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے محسوس مبصر نہیں تھی اس لیے ذالک کا لفظ استعمال کیا نہ اس وجہ سے کہ خاندان رسول سے دور تھی کیوں کہ اس کے خاندان رسول سے ہونے کی وضاحت خود اسی روایت میں موجود ہے وہ اس طرح کہ اگر یہ خاندان رسول سے نہ ہوتی تو سائل کو اس کے نکاح کے متعلق امام صاحب سے پوچھنے کی ضرورت کیوں پڑتی جب کہ امام صاحب کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں بلکہ امام صاحب تو کہتا میرا اس کے ساتھ کیا؟ جا ان کے خاندان والوں سے پوچھو۔ پھر مزید امام کا یہ کہنا کہ یہ ہم سے چھین لی گئی اگر اس کا خاندان رسول سے کوئی تعلق نہیں تو ان سے چھین لینے کا کیا مطلب ہوگا؟

مکر نمبر۲–غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۲۵۱ میں اس روایت سے جان چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے: مذکورہ روایت کا ایک راوی ھشام بن سالم ہے جن کے بارے میں کتب رجال مثلاً رجال کشی و مامقانی میں ایسا مواد ملتا ہے جس سے اس راوی کے ضعیف ہونے کا استشمام ہوتا ہے اور نیز اس روایت کا دوسرا راوی حماد ہے اور اس نام کے راوی ثقہ بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں پس حماد ولدیت مذکور نہ ہونے کے باعث ثقہ اور ضعیف میں مشترک ہے اور اس وجہ سے بھی روایت میں ایک ضعف ہے۔

جواب: جہاں تک تعلق ہے پہلے راوی ھشام بن سالم کا تو اس کی مدلل توثیق ہم عدت والی روایت کے تحت کر چکے ہیں البتہ جہاں تک تعلق ہے حماد کا تو بالفرض و المحال اگر حماد کی توثیق ثابت نہ بھی ہو تو بھی اس روایت کے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیوں کہ اس روایت کو زرارہ سے صرف حماد نقل نہیں کرتا بلکہ ہشام بن سالم بھی نقل کرتا ہے جس کی توثیق گذر چکی اور روایت کے صحت کے لیے ہر ایک طبقے میں صرف ایک راوی کا ثقہ ہونا کافی ہے لہٰذا اس روایت سے نجفی اور اس کے حواریین کی جان نہیں چھوٹ سکی۔

روایت:۲–محمد بن ابی عمیر عن هشام بن سالم عن ابی عبدالله علیه السلام قال لما خوطب الیه قال له امیر المؤمنین انها صبیة قال فلقی العباس فقال له ما لی ابی بأس ؟ قال وما ذاک ؟ قال خطبت الیٰ ابن اخیک فردنی اما والله لاعورن زمزم ولا ادع لکم

مکرمة الا هدمتها فلاقيمن عليه شاهدين بانه سرق و لاقطعن يمينه فاتاه العباس فاخبره وسأله ان يجعل الامر اليه فجعله اليه.

ترجمہ: ہشام بن سالم جعفر صادق سے نقل کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت علی سے ام کلثوم کا رشتہ مانگا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی بچی ہے جعفر صادق کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عباس سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھ میں کیا خرابی ہے؟ حضرت عباس نے فرمایا کیا ہوا کہا کہ میں نے آپ کے بھتیجے کے پاس رشتے کا پیغام بھیجا اور اس نے انکار کیا ہے خبردار واللہ میں تم سے زمزم واپس لے لوں گا اور تمہاری تمام عزتوں کو پامال کردوں گا اور میں علی پر چوری کے ثبوت کے لیے گواہ قائم کروں گا اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹوں گا۔ پھر عباس علی کے پاس آئے اور اس کو خبر دی اور اس سے کہا کہ یہ معاملہ میرے حوالے کردو پھر حضرت علی نے معاملہ حضرت عباس کے حوالے کردیا۔

روایت:۳۰:- عن عيسىٰ بن عبد الله الهاشمي قال: خطب عمر بن الخطاب وذالک قبل ان يتزوج ام كلثوم بيومين فقال ايها الناس لا تغالوا بصدقات النساء فانه لو كان الفضل فيها لكان رسول الله ﷺ يفعله كان نبيكم يصدق المرأةمن نسائه المخشوة وفراش الليف والخاتم والقدح الكثيف وما اشبهه ثم نزل عن المنبر فما اقام الا يومين او ثلاثة حتى ارسل في صداق بنت علي باربعين الفاً.

ترجمہ: عیسیٰ بن عبداللہ الھاشمی کہتا ہے: کہ عمر بن خطاب نے اُم کلثوم کی شادی

سے دو یا تین دن پہلے خطبہ دیا اور خطبے میں کہا ای لوگو عورتوں کو مہر حد سے زیادہ نہیں دو کیونکہ اگر اس میں فضیلت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے آپ کے نبی اپنی بیویوں کو مہر میں گدی (جسم کے ساتھ باندھنے کی چیز) اور کھجور کی چھال کا بستر اور انگوٹھی اور موٹا پیالہ اور اس جیسی اور چیزیں دیتے تھے۔ پھر منبر سے اترے پس دو یا تین دن کے بعد بنت علی کو چالیس ہزار درہم بھیجے.

۱ - مستطرفات السرائر لمحمد ابن ادریس الحلی (المتوفی ۵۹۸)
ص:۶۳۷

۲ - وسائل الشیعہ لمحمد بن حسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴)
ج:۷، ص: ۶۳۳، طبع منشورات ذوی القربیٰ - قم خیابان

باب خامس

اس باب میں ہم ان شاء اللہ العزیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے درمیان باہمی نکاح کے ثبوت کے لیے شیعہ علماء و مؤرخین کے اقوال نقل کرینگے.

۱-شیعوں کے ائمہ کا نسل ابوالقاسم الکوفی علی بن احمد بن موسیٰ بن امام الجواد محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر (المتوفی ۳۵۲) اپنی کتاب الاستغاثہ ص:۷۷ میں لکھتا ہے

اما تزويج عمر من ام كلثوم بنت امير المؤمنين عليه السلام فانه حدثنا جماعة من مشايخنا الثقاة منهم جعفر بن محمد بن مالك الكوفى عن احمد بن الفضل عن محمد بن ابى عمير عن عبد الله بن سنان قال سئلت جعفر بن محمد الصادق عليه السلام عن تزويج عمر من ام كلثوم فقال عليه السلام ذالك فرج غصبنا عليه ....و ذالك فى الخبر ان عمر بعث العباس بن عبدالمطلب الىٰ امير المؤمنين عليه السلام يسئله ان يزوجه ام كلثوم فامتنع امير المؤمنين عليه السلام فلما رجع العباس الىٰ عمر يخبر امتناعه قال يا عباس ايأنف من تزويجى و الله لئن لم يزوجنى لاقتلنه فرجع العباس الىٰ على عليه السلام فاعلمه بذالك ....فقال العباس لئن لم تفعله فانا افعل و اقسمت عليك ان لا تخالف قولى و فعلى فمضى العباس الىٰ عمر فاعلمه ان يفعل ما يريد من ذالك فجمع عمر الناس فقال ان هذا العباس عم على بن ابى طالب و قد جعل اليه

امر ابنته ام کلثوم وقد امره ان یزوجنی منها فزوجه العباس بعد مدة یسیرة فحملوها الیه.

عبارت کا مفہوم: جہاں تک تعلق ہے حضرت عمر کے ام کلثوم بنت علی کے ساتھ شادی کرنے کا تو ہمارے مشائخ کی ایک ثقہ جماعت نے...... عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے جعفر صادق سے ام کلثوم بنت علی کی حضرت عمر کے ساتھ شادی کرنے کے متعلق پوچھا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ (العیاذ باللہ) فرج ہم سے چھین لی گئی ہے اور وہ روایت میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت عمر نے عباس بن عبدالمطلب کو حضرت علی کے پاس بھیجا تا کہ وہ حضرت علی سے اُم کلثوم بنت علی کی میرے ساتھ شادی کرنے کے متعلق پوچھے تو حضرت علی نے انکار کیا جب عباس عمر کے پاس حضرت علی کے انکار کی خبر دینے کے لیے آئے تو حضرت عمر نے کہا کیا وہ میری شادی کروانے سے عار سمجھتا ہے اللہ کی قسم اگر وہ میری اس کے ساتھ شادی نہیں کروائیگا تو میں اس کو قتل کروں گا پھر حضرت عباس حضرت علی کے پاس آئے اور اس کو حضرت عمر کی ان باتوں کی اطلاع دی تو حضرت علی نے پھر بھی انکار کیا....... بالآخر حضرت عباس نے کہا اگر آپ یہ نکاح نہیں کرواتے ہو تو میں یہ نکاح خود کرواؤں گا اور میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے قول اور فعل کی مخالفت نہیں کرنا پھر عباس عمر کے پاس آئے اور اس کو اطلاع دی کہ وہ اس کے مطالبے کو پورا کریگا پھر عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ یہ عباس، علی بن ابی طالب کے چچا ہیں اس کو علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا معاملہ حوالے کیا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ اس کی شادی میرے ساتھ کروا دے پھر عباس نے کچھ دنوں کے بعد اس کی شادی حضرت عمر سے کروائی اور اس کے حوالے کیا

تنبیہ: یہی روایت شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار للقاضی ابی حنیفۃ النعمان بن محمد التمیمی المغربی (المتوفی ۳۶۳) ج۱ص:۵۰۷ ناشر مؤسسۃ نشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ میں بھی موجود ہے۔

اور یہی روایت مجالس المؤمنین لقاضی نور اللہ شوستری (المتوفی:۱۰۱۹) ج:۱، ص:۱۸۲، ناشر کتابفروشی اسلامیہ تہران خیابان میں بھی موجود ہے۔

۲:-شیعوں کا شیخ شریف مرتضی علی بن الحسین الموسوی (المتوفی ۴۳۶) اپنی کتاب الشافی فی الامامۃ ج۳ ص:۲۷۲ طبع مؤسسۃ الصادق للطباعۃ والنشر ایران طہران میں لکھتا ہے:

فاما تزويجه بنته فلم يكن ذالک عن اختيار والخلاف فيه مشهور فان الرواية وردت بان عمر خطبها الىٰ امير المؤمنين عليه السلام فدافعه وماطله فاستدعىٰ عمر العباس فقال مالى ابى بأس؟ فقال ما حملک علىٰ هذا الكلام؟ فقال خطبت الىٰ ابن اخيک فمنعني لعداوته لي والله لاعورن زمزم ولاهدمن السقاية ولا تركت لكم بني هاشم ماثرة الا هدمتها ولاقيمن عليه شهوداً بالسرقة ولاقطعنه فمضى العباس الىٰ امير المؤمنين عليه السلام فخبره بما سمع من الرجل فقال قد اقسمت الا ازوجها اياه فقال رد امرها الى ففعل فزوجه العباس اياها و يبين ان الامر جرى علىٰ اكراه ما روى عن ابى عبد الله جعفر بن محمد عليهما السلام من قوله ذالک فرج غصبنا عليه.

عبارت کا مفہوم: بہر حال حضرت علی کا حضرت عمر کو اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کروانا یہ کوئی اختیار کے ساتھ نہیں تھا اور اس میں اختلاف مشہور ہے اس لیے کہ روایت میں آتا ہے کہ جب عمر نے حضرت علی کو رشتہ بھیجا تو حضرت علی نے اس کو دفع کیا اور اس سے ٹال مٹول کی تو حضرت عمر نے حضرت عباس کو بلایا اور کہا کہ مجھ میں کیا کمی ہے کیا مجھ میں کوئی خرابی ہے؟ تو حضرت عباس نے پوچھا کہ ایسی باتیں کیوں کرتے ہو تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے آپ کے بھتیجے کے پاس رشتہ بھیجا اور اس نے میرے ساتھ دشمنی کی وجہ سے رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور اللہ کی قسم میں تم لوگوں سے زمزم واپس لے لوں گا اور تمہاری یعنی بنو ہاشم کی تمام عزتیں پامال کر دوں گا اور علی پر چوری کے گواہ کھڑے کروں گا اور اس کا ہاتھ کاٹوں گا تو حضرت عباس امیر المؤمنین کے پاس آئے اور ان باتوں کی خبر دی جو اس سے سنیں تھیں تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے تو قسم کھائی ہے کہ میں اس کو ان کے ساتھ شادی نہیں کرواؤں گا تو حضرت عباس نے فرمایا کہ اس کا معاملہ میرے حوالے کر دو تو حضرت علی نے اس کا معاملہ اس کے حوالے کیا پھر عباس نے اس کو اس کے ساتھ شادی کروا دی اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ رشتہ اکراہ کے طور پر ہوا ہے (حضرت علی نے خوشی سے یہ رشتہ نہیں دیا ہے) جیسے کہ امام جعفر صادق کا قول ہے کہ یہ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) فرج ہم سے غصب کی گئی ہے۔

اور یہی شیخ مرتضی اپنی کتاب رسائل شریف مرتضی ج ۳ ص: ۱۴۹ ناشر مؤسسۃ النور للمطبوعات بیروت-لبنان میں لکھتا ہے:

والذی یجب ان یعتمد فی نکاح ام کلثوم ان ھذا النکاح لم یکن

عن اختيار ولا ايثار ولكن بعد مراجعة و مدافعة كادت تفضي الىٰ المخارجة والمجاهرة.

عبارت کا مفہوم: نکاح اُم کلثوم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ یہ نکاح اختیاری طور پر اور ترجیحی بنیادوں پر نہیں ہوا ہے بلکہ یہ نکاح مراجعت اور ٹال مٹول کے بعد ہوا ہے جو قریب تھا کہ یہ ٹال مٹول علی الاعلان خروج کے طرف پہنچاتی۔

۳:۔علی بن محمد العلوی (کان حیاً بعد ۴۴۳) اپنی کتاب المجدی فی انساب الطالبیین ناشر مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی العامہ ص: ۱۷ پر لکھتا ہے:

خرجت ام كلثوم بنت علي من فاطمة واسمها رقية عليهم السلام الىٰ عمر بن الخطاب فاولدها زيداً ومات هو وامه في يوم واحد.

عبارت کا مفہوم: اُم کلثوم بنت علی جو فاطمہ سے پیدا ہوئی تھیں اس کی عمر بن خطاب سے شادی ہوئی اور اس سے زید نامی بچہ بھی پیدا ہوا اور وہ اور اس کی والدہ ایک ہی دن میں فوت ہوئے۔

۴۔شیعوں کا شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی (المتوفی ۴۶۰) اپنی کتاب تلخیص الشافی ص ۱۶۰ دار الکتب الاسلامیہ قم پر لکھتا ہے:

فاما انكاحه بنته عمر لم يكن الا بعد توعد وتهدد و مراجعة ومنازعة وكلام طويل معروف اشفق معه من شروق الحال و ظهور ما لا يزال يخفيه و ان العباس رحمه الله لما رأى الامر يفضي الىٰ الوحشة ووقوع الفرقة ساله عليه السلام رد امرها اليه ففعل فزوجها

منه وما یجری هٰذا المجری معلوم انه علیٰ غیر اختیار.

عبارت کا مفہوم: بہر حال حضرت علی نے حضرت عمر کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح دھمکیوں اور بار بار آنے اور جھگڑنے کے بعد کیا ہے اس (بحث) میں کلام لمبی ہے جس کی وجہ سے یہ خدشہ ہوا کہ کہیں حالت کھل نہ جائے اور وہ چیز ظاہر نہ ہو جائے جو کہ ہمیشہ چھپائی گئی ہے اور حضرت عباس نے جب دیکھا کہ یہ معاملہ وحشت اور جدائی تک پہنچا یگا تو حضرت علی سے اس کے معاملے کا اپنے طرف حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو حضرت علی نے اس کا معاملہ اس کے حوالے کیا اور عباس نے اس کی اس کے ساتھ شادی کروادی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ نکاح اختیار سے نہیں ہوا تھا (بلکہ حضرت علی نے یہ نکاح مجبوراً کروایا۔)

۵۔ شیعوں کا امین الاسلام فضل بن حسن طبرسی من اعلام القرن الرابع اپنی کتاب اعلام الوریٰ باعلام الهدیٰ ص: ۲۱۰-۲۱۱، ناشر موسسۃ الاعلمی للمطبوعات- بیروت لبنان پر لکھتا ہے:

الباب الخامس فی ذکر اولاد امیر المؤمنین و عددهم واسمائهم وهم سبعة و عشرون ولداً وانثیٰ: الحسن والحسین وزینب الکبریٰ وزینب الصغریٰ المکناة بام کلثوم امهم فاطمة البتول سیدة نساء العالمین بنت سید المرسلین صلوٰت الله علیهم .... امازینب الکبریٰ بنت فاطمة بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فتزوجها عبد الله بن جعفر بن ابی طالب ولد له منها علی وجعفر وعون الاکبر وام کلثوم اولاد عبد الله بن جعفر وقد روت

زینب عن امها فاطمة علیها السلام اخباراً —واما ام کلثوم فهی التی تزوجها عمر بن الخطاب وقال اصحابنا :انه علیه السلام انما زوجها منه بعد مدافعة کثیرة وامتناع شدید واعتلال علیه بشئ حتی الجاته الضرورةالیٰ ان رد امرها الیٰ العباس بن عبد المطلب فزوجها ایاه.

عبارت کا مفہوم :یہ پانچواں باب امیرالمؤمنین کے اولاد کے عدد اور ناموں کے ذکر میں ہے وہ سب مذکر اور مؤنث ۲۷ ستائیس تھے -حسن حسین زینب کبریٰ زینب صغریٰ جس کا کنیہ ام کلثوم تھا ان کی والدہ فاطمہ بتول جہان کے عورتوں کی سردار رسول اللہ ﷺ کی بچی ہے -بہر حال زینب کبریٰ بنت فاطمہ کی شادی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی جس سے اس کو علی اور جعفر اور عون اکبر اور اُم کلثوم پیدا ہوئے اور زینب اپنی والدہ سے روایات بھی نقل کرتی ہے.

جہاں تک تعلق ہے ام کلثوم کا تو یہ وہ ہی ام کلثوم ہے جس کے ساتھ عمر بن خطاب نے شادی کی تھی ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ بیشک علی نے اس کی شادی عمر کے ساتھ بہت سخت منع اور ٹالنے اور وجوہات بیان کرنے کے بعد کی یہاں تک کہ ضرورت نے اس کو مجبور کیا اور اس کا معاملہ عباس بن عبدالمطلب کے حوالے کیا پھر اس نے اس کی شادی عمر سے کر دی.

۶ -شیعوں کا رشیدالدین محمد بن علی بن شہر آشوب (المتوفی ۵۸۸) اپنی کتاب مناقب آل ابی طالب ج ۳ ص: ۲۸۰ ناشر موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت پر لکھتا ہے:

قال الشیخ المفید فی الارشاد :اولاده خمسة و عشرون وربما

یزیدون علیٰ ذالک الیٰ خمسة و ثلاثین ذکرہ النسابة العمری فی الشافی وصاحب الانوار: البنون خمسة عشر والبنات ثمانیة عشر فولد من فاطمة علیها السلام: الحسن والحسین والمحسن سقط وزینب الکبریٰ وام کلثوم الکبریٰ تزوجها عمر.

عبارت کا مفہوم: شیخ مفید نے الارشاد میں لکھا ہے: حضرت علی کی اولاد ۲۵ پچیس افراد تھی بسا اوقات مؤرخین اس میں اضافہ کر کے تعداد پینتیس تک کر دیتے ہیں۔نسب بیان کرنے والے عمری نے شافی میں اسی کو بیان کیا ہے۔اور صاحب انوار نے ۱۵ پندرہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ذکر کی ہیں پس فاطمہ سے حسن حسین اور محسن پیدا ہوئے جو گر گیا۔اور زینب کبریٰ اور ام کلثوم کبریٰ اس کے ساتھ عمر نے شادی کی۔

۷۔شیعوں کا شیخ العلامۃ النسابۃ ابو الحسن علی بن ابی القاسم بن زید البیھقی الشھیر بابن الفندق البیھقی (المتوفی ۵۶۵) اپنی کتاب لباب الانساب والالقاب والا عقاب ج:۱،ص:۳۴۷ پر لکھتا ہے:

تفاصیل اولادہ من ازواجه –من سیدة نساء العالمین فاطمة الزهراء الحسن بن علی والحسین بن علی والمحسن بن علی علیهم السلام هلک صغیراً–ام کلثوم کانت فی حبالة عمر بن الخطاب زینب الکبریٰ فی حبالة عبد الله بن جعفر.

ترجمہ: حضرت علی کی ازواج سے اس کی اولاد کی تفصیل: فاطمۃ زھراء جہانوں کی سردار سے حسن بن علی حسین بن علی اور محسن علیہم السلام پیدا ہوئے اور محسن بچپن میں فوت ہو گئے اور ام کلثوم حضرت عمر کے نکاح میں تھی اور زینب کبریٰ عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں تھی۔

۸:۔شیعوں کا فقیہ العصر ابوالحسن عبداللہ بن مفتاح (المتوفی ۸۷۷) اپنی کتاب المنتزع المختار من الغیث المدرار، ج:۲، ص:۳۰۴ پر لکھتا ہے:

وکذالک زوج علی علیہ السلام ابنتہ التی من فاطمة علیھا السلام من عمر بن الخطاب ....و اتت بولد اسمه زید و توفیت ھی و ابنھا زید فی یوم واحد.

عبارت کا مفہوم: اسی طرح حضرت علی نے اپنی وہ بیٹی جو فاطمہ سے تھی اس کی شادی حضرت عمر سے کروائی اور اس کو زید نامی بیٹا پیدا ہوا اور یہ اُم کلثوم اور اس کا بیٹا ایک ہی دن میں فوت ہوئے۔

۹۔شیعوں کا علامہ میرزا محمد بن معتمد خان البدخشی (المتوفی ۱۱۲۶) کتاب نزل الابرار فی مناقب اہل بیت الاطہار ص ۳۹۴ پر لکھتا ہے:

اما اولادھا فانھا ولدت ثلاثة بنین الحسن والحسین ومحسن اما الحسن والحسین فسیجیئ ذکرھما اما محسن فمات رضیعاً وابنتان زینب وام کلثوم وقال لیث بن سعد وثالثة تسمیٰ رقیة وماتت صغیرة فاما زینب فتزوجھا ابوھا من ابن اخیه عبد الله بن جعفر بن ابی طالب وولدت له وماتت عنده واما ام کلثوم زوجھا ابوھا من عمر بن الخطاب رضی الله عنه ثم لما مات عمر تزوجھا عون بن جعفر بن ابی طالب وبعد فوته تزوجھا اخوه محمد بن جعفر فلما توفی محمد تزوجھا عبد الله بن جعفر وماتت عنده فی الوقت الذی مات فیه انھا زید بن عمر بن خطاب وصلی علیھما عبد الله بن عمر.

ترجمہ: حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے تین بیٹے حسن حسین اور محسن

پیدا ہوئے بہرحال حسن حسین کا ذکر عنقریب آئیگا بہرحال محسن دودھ پینے کے زمانے میں فوت ہوگئے اور دو بیٹیاں زینب اور اُم کلثوم اور لیث بن سعد کہتے ہیں تیسری بیٹی رقیہ بھی پیدا ہوئی تھی اور بچپن میں فوت ہوگئی۔ بہرحال زینب کی اپنے والد نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ شادی کرائی اور اس کو اولاد بھی پیدا ہوئی اور اسی کے پاس فوت ہوگئی۔ بہرحال اُم کلثوم کی شادی اس کے والد نے عمر بن خطاب سے کروائی پھر جب عمر فوت ہوگئے تو اس کے ساتھ عون بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھ اس کے بھائی محمد بن جعفر نے شادی کی پھر جب محمد فوت ہوگئے تو اس کے ساتھ عبداللہ بن جعفر نے شادی کی اور یہ اس کے پاس اس وقت فوت ہوئیں جب اس کا بیٹا زید بن عمر بھی اسی دن میں فوت ہوا اور اس پر عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑھی۔

۱۰۔ شیعوں کا العالم العامل والثقۃ الجلیل الکامل رکن الاسلام والمسلمین محمد ھاشم بن محمد علی خراسانی (المتوفی ۱۳۵۲ھ) اپنی کتاب منتخب التواریخ ص ۱۱۳ ناشر کتابفروشی محمد حسن علمی تہران۔ بازار بین الحرمین پر لکھتا ہے:

ودر کامل بهائی است که مخدره ام کلثوم خواهر حضرت سید الشهداء علیه السلام وفات نموده در دمشق واما جناب ام کلثوم بنت فاطمة (ع) این مخدره اسم شریفش رقیة الکبریٰ بود چنانچه در عمدة الطالب است او نیز خیلی جلالت قدر داشت وزوجه عمر بن خطاب بود.

عبارت کا مفہوم: کامل بہائی میں ہے کہ پردہ نشین اُم کلثوم سید الشہداء

حضرت امام حسین کی بہن کی وفات دمشق میں ہوئی بہر حال وہ اُم کلثوم جو حضرت فاطمہ کی بیٹی ہے اس پردہ نشیں کا نام رقیہ کبریٰ تھا جیسے کہ عمدۃ الطالب میں ہے وہ بڑی عزت اور مقام والی تھی اور عمر بن خطاب کی بیوی تھی۔

۱۱۔شیعوں کا ثقۃ المحدثین ناصر الملۃ والدین شیخ عباس قمی (المتوفی ۱۳۵۹) اپنی کتاب منتہی الآمال، ص: ۲۵۷، ناشر انتشارات علویون۔قم پر لکھتا ہے:

فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المؤمنین علیه السلام: حضرت امیر المؤمنین علیه السلام را ذکور واناث بقول شیخ مفید بیست وهفت تن فرزند بود چهار نفر از ایشان امام حسن وامام حسین وزینب کبری ملقب بعقیله وزینب صغری است که مکناة بام کلثوم و مادر ایشان حضرت فاطمه زهراء سیدة النساء علیهم السلام است وشرح حال امام حسن وحسین علیهما السلام بیاید وزینب در حباله نکاح عبد الله بن جعفر پسر عم خویش بود واز او فرزندان آورد که از جمله محمد وعون بودند که در کربلا شهید گشتند ....واما ام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است —وبعد از او ضجیع عون بن جعفر واز پس او زوجه محمد بن جعفر گشت -

عبارت کا مفہوم: چھٹی فصل حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی اولاد کے بیان میں ہے: حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام عنہ کی اولاد بیٹے اور بیٹیاں بقول شیخ مفید ۲۷ ستائیس تھے ان میں سے چار افراد امام حسن امام حسین اور زینب کبریٰ جس کا

لقب عقیلہ ہے اور زینب صغریٰ جس کا کنیہ ام کلثوم ہے ان حضرات کی والدہ حضرت فاطمہ زہراء سیدۃ النساء علیہم السلام ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی حالات عنقریب بیان ہونگی اور زینب عبداللہ بن جعفر اپنے چچازاد بھائی کے نکاح میں تھیں اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے ان میں سے ایک محمد دوسرا عون تھا جو کربلا میں شہید ہوئے بہرحال کتابوں میں ام کلثوم کے نکاح کی بات حضرت عمر علیہ السلام کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔

۱۲-شیعہ کی معتبر کتاب عمدۃ الطالب کا محشی محمد حسن الطالقانی اپنے اس حاشیہ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۶۳ حاشیہ نمبر ۲ ناشر المطبعۃ الحیدریۃ فی النجف پر لکھتا ہے:

وقد عدد بنات الامام (ع) ابو الحسن العمری فی (المجدی) کما یلی ۱ – ام کلثوم من فاطمۃ (ع) و اسمھا رقیۃ خرجت الیٰ عمر بن الخطاب فاولدھا زیداً۔

ترجمہ: ابوالحسن عمری نے مجدی میں حضرت علی کی بیٹیاں گنوائی ہیں۔

(۱)-اُم کلثوم بنت فاطمہ جس کا نام رقیہ تھا اس کی شادی عمر بن خطاب سے ہوئی اور اس سے ایک بیٹا زید پیدا ہوا۔

۱۳-شیعوں کا بہت بڑا مورخ لسان الملک محمد تقی سپہر (المتوفی ۱۲۹۷) اپنی کتاب ناسخ التواریخ ج ۷ ص ۴۴۴-۴۴۵ کتابخانہ ملی جمہوری اسلامی ایران-پر لکھتا ہے:

ذکر شمایل عمر بن الخطاب وعدد زنان وفرزندان او............ هشتم :ام کلثوم دختر علی بن ابی طالب علیه السلام بود.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آٹھویں بیوی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب تھی۔

اور آگے ص:۴۴۶ پر لکھتا ہے :ششم زید الاکبر ومادر او ام کلثوم بود —

ترجمہ: اور حضرت عمر کا چھٹا بیٹا زید اکبر تھا اس کی والدہ ام کلثوم تھی۔

اور آگے اسی صفحے پر لکھتا ہے:سیم :رقیه واو رانیز از ام کلثوم داشت۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تیسری بیٹی رقیہ تھی وہ بھی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی تھی

اور ص:۲۹۹ پر لکھتا ہے:

همانا مردم شیعی در این قصه سخن فراوان کرده اند و گویند :این که رسول خدای عثمان بن عفان را به مصاهرت خویش اختیار می فرمودن به ظاهر شریعت متابعت داشت ونفاق و شقاق از وی پدیدار نبود امروز که عمر بن الخطاب بی فرمانی خدای ورسول نموده و غصب خلافت کرده واز دین بیرون شده مصاهرت او در شریعت روا نبود ازین روی علی علیه السلام امضا نمی فرمود و عمر به تمام غلظت و شدت تهدید و تهویل قتل می فرستاد عباس چون نگریست که در این امر فتنه ای بزرگ حدیث شود این خبرها به علی آورد وبه الحاح از حضرتش انجاح مسئول عمر بگرفت.

بعضی از مردم شیعی گویند که :ام کلثوم به سرای عمر نرفت بلکه یک تن جنیه به صورت ام کلثوم بر آمد وبا عمر هم بستر گشت لکن مردم شیعی را واجب نیفتاده که حمل چندین مصاعب کنند چه در نزد ایشان خطبه کردن ام کلثوم بیرون شریعت از غصب خلافت که فتنه آن تا قیامت باقی است به زیادت نیست از

حضرت صادق علیه السلام حدیث کرده اند که فرمود :اول فرج غصبت منا ام کلثوم پس لازم نیست جنیه بصورت ام کلثوم در آید.

عبارت کا مفہوم: اب شیعہ لوگوں نے اس واقعے میں بہت گفتگو کی ہے: وہ یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان کی دامادی اس کے شریعت کی بظاہر متابعت کی وجہ سے اختیار کی اور اس کی منافقت اور مخالفت ظاہر نہیں ہوئی تھی آج جبکہ عمر بن خطاب کی اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت ظاہر ہوئی اور خلافت کو غصب کر کے دین سے باہر ہو گیا تو شریعت میں اس کی دامادی جائز نہیں تھی اس لیے تو حضرت علی نے اس نکاح کو جاری نہیں کیا (یعنی ابتداء انکار کیا) اور عمر نے ہر قسم کی سختیاں دکھائیں اور دھمکیاں بھیجیں جب عباس نے دیکھا کہ اس معاملے میں فتنہ برانگیختہ ہوگا تو یہ خبر حضرت علی کو پہنچائی اور حضرت سے اصرار کر کے عمر کے مطالبے کی کامیابی پائی.

بعض شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ ام کلثوم عمر کے گھر نہیں پہنچی البتہ ایک جنیہ ام کلثوم کی صورت میں آئی اور عمر کے ساتھ ہمبستر ہوئی لیکن شیعہ لوگوں پر یہ واجب نہیں ہے کہ ایسی مشکلات اپنے اوپر سوار کریں کیوں کہ شیعوں کے نزدیک ام کلثوم کے ساتھ شادی کرنا یہ شرعیت کی مخالفت خلافت کے غصب کرنے سے زیادہ نہیں ہے جو کہ قیامت تک فتنہ بنی ہوئی ہے (تو جب عمر خلافت غصب کرسکتا ہے تو ام کلثوم کو غصب کرنا کوئی بعید نہیں ہے) اور اسی بات کے طرف خود امام جعفر صادق نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ یہ فرج (العیاذ باللہ) ہم سے غصب کی گئی ہے (لہٰذا شیعہ کو یہ جواب دینا چاہیے کہ حضرت عمر نے حضرت علی سے ام کلثوم زور سے چھین لیا لہٰذا انکار کے لیے دیگر بہانے بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے)

۱۴-شیعوں کا شہید علامہ سید نور اللہ شوستری (المتوفی ۱۰۱۹) اپنی کتاب مجالس المؤمنین ج ا ص ۲۰۴ کتابفروشی اسلامیہ طہران پر لکھتا ہے:

ھر آزاریکہ آنحضرت از قوم دید به او نیز هماں رسید .... اگر نبی دختر به عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد.

ترجمہ: جو ایذاء نبی اکرم ﷺ کو اپنی قوم کی طرف سے پہنچا وہ ہی ایذاء حضرت علی کو پہنچا.............. یہاں تک کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی عثمان کو دی تو ولی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عمر رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجی.

اور ص: ۱۹۵ پر لکھتا ہے:

محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاهرت حضرت امیر المؤمنین مشرف گشته ام کلثوم را که بعدم کفاء ت از روی اکراه در حباله عمر بود تزویج نمود.

عبارت کا مفہوم: حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بعد محمد بن جعفر کو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اُم کلثوم (رضی اللہ عنہا) جو کہ باوجود عدم کفائت کے مجبوراً عمر (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں تھی اس کے ساتھ اس نے شادی کی.

اور ص ۴۵۱، پر لکھتا ہے:

شخصی از ابو الحسن مذکور پرسید ......چرا آنحضرت دخترخود را بعمر بن خطاب داد گفت بواسطه آنکه اظهار شهادتین می نمود بزبان واقرار بفضل حضرت امیر میکرد.

ترجمہ: کسی شخص نے ابوالحسن مذکور سے سوال کیا کہ حضرت علی نے اپنی بیٹی

حضرت عمر کو کیوں دی؟ تو ابوالحسن نے جواب دیا اس لیے کہ وہ بظاہر زبان سے کلمہ شہادتین پڑھتا تھا اور حضرت علی کی فضیلت کا اقرار بھی کرتا تھا.

۱۵-شیعوں کا مجتھد العصر ملا باقر مجلسی المتوفی (۱۱۱۰ھ) جس کے متعلق اس کے شاگرد المولی الاردبیلی اپنی کتاب ''جامع الرواۃ'' کے جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر: ۷۸ میں لکھتا ہے:

استاذنا وشیخنا شیخ الاسلام والمسلمین خاتم المجتھدین الامام العلامة المحقق المدقق جلیل القدر عظیم الشان رفیع المنزلة وحید عصره فرید دهره ثقة ثبت عین کثیر العلم جید التصانیف.

(بحوالہ مدخل بحار الانوار، ص: ۳۷)

جامع الرواۃ کے عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اُستاذ وشیخ، شیخ الاسلام والمسلمین تھے خاتم المجتہدین تھے امام تھے علامہ محقق مدقق بڑی عزّت والا بڑے شان والا بڑے مرتبے والا اپنے زمانے کا یکتا موتی تھا، بڑے علم والا معتمد عمدہ تصانیف والا تھا، اور اس کے متعلق محمد بن حسن الحر العاملی ''امل الامل'' کے صفحہ نمبر ۶۰ پر لکھتا ہے:

عالم فاضل ماهر محقق مدقق علامة فهامة فقیه متکلم محدث ثقة ثقة جامع للمحاسن والفضائل جلیل القدر عظیم الشان اطال الله بقائه له مؤلفات کثیرة مفیدة. (بحواله مدخل بحار الانوار، ص: ۳۷-۳۸)

ترجمہ: عالم، فاضل ماہر محقق باریک بین بڑے علم والا بڑا سمجھدار فقیہ متکلم محدث قابل اعتماد ہے تمام خوبیوں اور فضیلتوں کو جمع کرنے والا ہے بڑی عزت بڑے شان والا ہے اور اس کی بہت ساری فائدہ مند تالیفات ہیں.

اوراس کے متعلق علامہ الطباطبائی بحرالعلوم الفیض القدسی صفحہ نمبر ۵ پر لکھتا ہے:

خاتم المحدثين الجلة.

(بحواله مدخل بحارالانوار، ص: ۳۸)

اوراس کے متعلق شیعوں کا امام خمینی اپنی کتاب "کشفِ اسرار" کے صفحہ نمبر ۱۲۱ پر لکھتا ہے:

کتابهای فارسی را که مرحوم مجلسی برای مردم پارسی زبان نوشته بخوانید تاخود را مبتلا بیک همچو رسوائی بیخردانه نکنید.

ترجمہ: وہ کتابیں جو مرحوم مجلسی نے فارسی لوگوں کے لئے فارسی زبان میں لکھی ہیں پڑھو تاکہ اپنے آپ کو بے عقل لوگوں کی رسوائی میں مبتلا نہ کرو.

یہ ملاباقر مجلسی اپنی کتاب بحارالانوار ج ۴۲ ص ۹۱ ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت۔لبنان پر لکھتا ہے:

قال الشيخ المفيد في الارشاد :اولاده خمسة و عشرون وربما يزيدون علىٰ ذالک الىٰ خمسة و ثلاثين ذكره النسابة العمري في الشافي وصاحب الانوار :البنون خمسة عشر والبنات ثمانية عشر فولد من فاطمة عليها السلام :الحسن والحسين والمحسن سقط وزينب الكبرىٰ وام كلثوم الكبرىٰ تزوجها عمر.

عبارت کا مفہوم: شیخ مفید نے الارشاد میں کہا ہے: حضرت علی کی اولاد ۲۵ پچیس افراد تھی بسا اوقات مؤرخین تعداد بڑھا کر پینتیس تک پہنچا دیتے ہیں نسب بیان کرنے والے عمری نے شافی میں اسی کو بیان کیا ہے اور صاحب انوار نے ۱۵ پندرہ

بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ذکر کی ہیں پس فاطمہ سے حسن حسین اور محسن پیدا ہوئے جو کہ بچپن میں فوت ہو گیا اور زینب کبریٰ اور ام کلثوم کبریٰ اس کے ساتھ عمر (رضی اللہ عنہ) نے شادی کی.

اور ص:٩٣ پر لکھتا ہے..... امازینب الکبریٰ بنت فاطمة بنت رسول الله ﷺ فتزوجها عبد الله بن جعفر بن ابی طالب ولد له منها علی وجعفر و عون الاکبر وام کلثوم اولاد عبد الله بن جعفر وقد روت زینب عن امها فاطمة علیها السلام اخباراً —واما ام کلثوم فهی التی تزوجها عمر بن الخطاب وقال اصحابنا :انه علیه السلام انما زوجها منه بعد مدافعة کثیرة وامتناع شدید واعتلال علیه بشیء حتی الجاته الضرورة الیٰ ان رد امرها الی العباس بن عبد المطلب فزوجها ایاه.

ترجمہ: بہر حال زینب کبریٰ بنت فاطمہ کی شادی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی جس سے اس کو علی اور جعفر اور عون اکبر اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور زینب اپنی والدہ سے روایات بھی نقل کرتی ہے.

اور جہاں تک تعلق ہے ام کلثوم کا تو یہ وہ ہی ام کلثوم ہے جس کے ساتھ عمر بن خطاب نے شادی کی تھی ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ بیشک علی نے اس کی شادی عمر کے ساتھ بہت سخت منع اور ٹالنے اور وجوہات بیان کرنے کے بعد کی یہاں تک کہ ضرورت نے اس کو مجبور کیا اور اس کا معاملہ عباس بن عبدالمطلب کے حوالے کیا پھر اس نے اس کی شادی عمر سے کر دی.

اور بحار الانوار، ج:٤٢، ص:١٠٩ اور مرأة العقول ج:٢٠، ص:٤٥ پر لکھتا ہے:

اقول بعد انکار عمر النص الجلی و ظهور نصبه و عداوته لاهل البیت علیهم السلام یشکل القول بجواز مناکحته من غیر ضرورة ولا تقیة

الا ان یقال بجواز مناکحة کل مرتد عن الاسلام ولم یقل به احد من اصحابنا و لعل الفاضلین انما ذکرا ذالک استظهاراً علیٰ الخصم و کذا انکار المفید رحمه الله اصل الواقعة انما هو لبیا ن انه لم یثبت ذالک من طرقهم والا فبعد ورود ما مر من الاخبار انکار ذالک عجیب وقد رویٰ الکلینی عن حمید بن زیاد عن ابن سماعة عن محمد بن زیاد عن عبد الله بن سنان ومعاویة بن عمار عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان علیاً لما توفی عمر اتیٰ ام کلثوم فانطلق بها الیٰ بیته—و روی نحو ذالک عن محمد بن یحیٰ وغیره عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن هشام بن سالم عن سلیمان بن خالد عن ابی عبد الله علیه السلام والاصل فی الجواب هو ان ذالک وقع علیٰ سبیل التقیة والاضطرار۔

عبارت کا مفہوم: میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر کے نص جلی کے انکار اور اہل بیت کے ساتھ دشمنی اور عداوت کے بعد یوں کہنا مشکل ہے کہ کہا جائے کہ یہ نکاح حضرت علی نے (اپنے اختیار کے ساتھ) بغیر ضرورت اور تقیے کے کیا ہے الا یہ کہ یہ کہا جائے کہ ہر مرتد سے نکاح جائز ہے (تو پھر یوں کہنا ممکن ہوگا کہ یہ نکاح حضرت علی نے اپنی رضا اور خوشی سے کیا ہے) لیکن مرتد کے ساتھ نکاح کا کوئی بھی قائل نہیں ہے شاید ان دونوں فضلاء شیخ مرتضی اور شیخ مفید نے جو یہ کہا کہ یہ نکاح حضرت عمر کے ظاہری اسلام کے بنیاد پر ہوا ہے یہ خصم پر چڑھائی کے لیے ہے اور اسی طرح شیخ مفید رحمہ اللہ کا اصل واقعے سے انکار کرنا صرف یہ بتانے کے لیے ہے کہ یہ نکاح اہل سنت کی روایات سے ثابت نہیں ہے ورنہ تو ہماری روایات جو اس نکاح کے متعلق آئی ہیں

ان روایات کے باوجود اس نکاح کا انکار کرنا عجیب بات ہے۔اور بیشک کلینی نے دو سندوں کے ساتھ جعفر صادق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر کا انتقال ہوا تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے اور اس کو اپنے گھر لیکر آئے۔ بہر حال اس نکاح سے اصل جواب یہ ہے کہ یہ نکاح بطور تقیہ اور مجبوری کی وجہ سے واقع ہوا ہے اور یہ بات کوئی بعید نہیں ہے۔

۱۲۔شیعوں کے العالم العامل والکامل الباذل صدر الحکماء ورئیس العلماء السید نعمة اللہ الجزائری المتوفی (۱۱۱۲ھ) من تلامذة المجلسی والسید ہاشم بحرانی والفیض الکاشانی اس کے متعلق شیخ عباس قمی 'الکنی والالقاب'' کے جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۲۹۸ پر لکھتا ہے:

السید الجلیل والمحدث النبیل واحد عصرہ فی العربیة والادب والفقه والحدیث والتفسیر کان عالما فاضلا محققا مدققا جلیل القدر صاحب التصانیف الکثیرة الشائعة.

(بحوالہ تمہید الانوار النعمانیہ، ج: ۱، ص: ۱۲)

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بڑا محدث اور علوم عربی، ادب، فقہ، حدیث، تفسیر میں اپنے زمانے کا یکتا تھا اور اس کی بہت ساری تصانیف ہیں۔

یہ اپنی کتاب الانوار النعمانیہ ج ۲ ص ۳۴۳ پر لکھتا ہے:

و اما اولادہ فھم سبعة و عشرون ولداً ذکرا وانثیٰ الحسن والحسین و زینب الکبریٰ و زینب الصغریٰ المکناة بام کلثوم امھم فاطمة البتول.

اور آگے ص: ۳۴۴ پر لکھتا ہے:

اما زینب الکبریٰ بنت فاطمة البتول فتزوجھا عبد اللہ بن جعفر

بن ابی طالب و ولد له منها علی وجعفر و عون الاکبر وام کلثوم اولاد عبد الله بن جعفر - واما ام کلثوم التی تزوجها عمر فقد مر تحقیق معنیٰ ذالک التزویج۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد مذکر اور مؤنث ۲۷ ستائیس افراد ہیں حسن حسین زینب کبریٰ اور زینب صغریٰ جس کا کنیہ ام کلثوم تھا اور ان سب کی والدہ فاطمہ بتول ہے۔ بہر حال زینب کبریٰ بنت فاطمہ کے ساتھ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس سے علی، جعفر، اور عون اکبر اور ام کلثوم اولاد عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے اور بہر حال وہ ام کلثوم جس کے ساتھ عمر نے شادی کی اس نکاح کے معنیٰ کی تحقیق گذر چکی۔

اور وہ تحقیق ص ۸۸ میں لکھتا ہے:

عن الصادق علیه السلام لما سئل عن هٰذه المناكحة فقال انه اول فرج غصبناه و تفصیل هٰذا ان الخلافة قد كانت اعز علیٰ امیر المؤمنین علیه السلام من الاولاد والبنات والازواج والاموال وذالک بان بهاانتظام الدین واتمام السنة ورفع الجور واحیاء الحق و موت الباطل و جمیع فوائد الدنیا والآخرة فاذا لم یقدر علیٰ الدفع عن مثل هٰذا الامر الجلیل ......فقبل عذره علیه السلام فی مثل هٰذه الامر الجزئی وذالک انه قد رویٰ الكلینی رحمه الله عن ابی عمیر عن هشام بن سالم عن ابی عبدالله علیه السلام قال لما خطب الیه قال له امیر المؤمنین انها صبیة قال فلقی العباس فقال له ما لی ابی بأس ؟ قال وما ذاک ؟ قال خطبت الیٰ ابن اخیک فردنی اما والله لاعورن زمزم ولا ادع لكم مكرمة الا هدمتهافلاقیمن علیه شاهدین

بانه سرق ولاقطعن يمينه فاتاه العباس فاخبره وساله ان يجعل الامر اليه فجعل اليه.

ترجمہ: جعفر صادق سے جب اس نکاح کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے فرمایا (العیاذ باللہ) یہ فرج ہم سے غصب کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ بیشک خلافت حضرت علی کے نزدیک اپنی اولاد اور بیٹیوں اور بیویوں اور مال سے زیادہ اہم تھی وہ اس لیے کہ دین کا انتظام سنت کا اہتمام اور ظلم کو دفع کرنا اور حق کو زندہ کرنا اور باطل کو مٹانا اور دنیا اور آخرت کے تمام فوائد اسی خلافت سے متعلق ہیں تو جب خلافت جیسے امر جلیل پر حضرت علی نے قدرت نہیں رکھی .... تو اس کو اس اس جزوی معاملے (نکاح ام کلثوم) میں معذور سمجھا جائیگا اور وہ عذر کلینی نے ابی عمیر عن ھشام بن سالم عن جعفر صادق سے نقل کیا ہے: کہ جب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام کلثوم کا رشتہ مانگا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی بچی ہے جعفر صادق کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عباس سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھ میں کیا خرابی ہے؟ حضرت عباس نے فرمایا کیا ہوا کہا کہ میں نے آپ کے بھتیجے کے پاس رشتے کا پیغام بھیجا اور اس نے انکار کیا ہے خبردار واللہ میں آپ لوگوں سے زمزم واپس لے لوں گا اور تمہاری تمام عزتوں کو پائمال کردوں گا اور میں علی پر چوری کے ثبوت کے لیے گواہ قائم کروں گا اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹوں گا۔ پھر عباس علی کے پاس آئے اور اس کو خبر دی اور اس سے کہا کہ یہ معاملہ میرے حوالے کردو پھر حضرت علی نے یہ معاملہ اس کے حوالے کردیا۔

۱۷۔ شیعوں کا فقیہ الامۃ الشہید السعید زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹۶۶) اپنی کتاب مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام ج ۱ ص ۳۹۸ طبع دار الھدیٰ

للطباعۃ والنشر قم میں شیعہ کے مشہور محقق علامہ حلی (المتوفی ۶۷۶) کی کتاب شرائع الاسلام کی عبارت:

ویجوز نکاح الحرۃ العبد والعربیۃ العجمی والهاشمیۃ غیر الهاشمی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وزوج النبی ابنته عثمان و زوج ابنته زینب بابی العاص بن ربیع و لیسا من بنی هاشم و کذالک زوج علی ابنته ام کلثوم من عمر.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمان سے کی اور اپنی دوسری بیٹی زینب کی شادی ابوالعاص سے کی حالانکہ یہ دونوں بنو ھاشم میں سے نہیں تھے اور اسی طرح حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے کی (اس سے معلوم ہوا کہ ھاشمی عورت کا نکاح غیر ھاشمی سے درست ہے)۔

۱۸:۔ شیعوں کا الامام السید محسن الامین (المتوفی ۱۳۷۱) ج ۳ ص: ۴۸۴ ناشر دار التعارف للمطبوعات بیروت میں لکھتا ہے:

وام کلثوم الکبریٰ الآتیۃ زوجۃ عمر بن الخطاب التی تزوجها بعده عون بن جعفر ثم اخوه محمد ثم اخوهما عبد الله بن جعفر کما ستعرف.

اور آگے ص ۴۸۵ پر لکھتا ہے:

ام کلثوم الکبریٰ بنت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب زوجۃ عمر بن الخطاب توفیت بالمدینۃ فی سلطنۃ معاویۃ وامارۃ سعید بن العاص علیٰ المدینۃ وذالک قبل سنۃ ۵۴.

ترجمہ: ام کلثوم الکبریٰ جس کا ذکر آگے آئیگا یہ عمر بن خطاب کی بیوی ہے جس

کے ساتھ حضرت عمر کے بعد عون بن جعفر نے شادی کی تھی پھر اس کے بعد اس کے بھائی محمد نے اور اس کے بعد ان دونوں کے بھائی عبداللہ بن جعفر نے شادی کی۔ اور آگے لکھتا ہے: ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب عمر بن خطاب کی بیوی مدینہ میں امیر معاویہ کے بادشاہی میں فوت ہوئی اور اس وقت مدینہ کا امیر سعید بن عاص تھا اور یہ واقعہ سن ۵۴ ہجری سے پہلے کا ہے.

۱۹:۔شیعوں کا المحقق الادیب الشیخ جعفر ربعی المعروف بالنقدی (المتوفی ۱۳۷۰) اپنی کتاب زینب الکبریٰ ص ۳۲ ناشر موسسۃ الامام الحسین علیہ السلام۔ النجم المشرفۃ پر لکھتا ہے:

وھی اول بنت ولدت لفاطمۃ صلوات اللہ علیھا فی اشھر الاقوال وھو القول الذی نعتمد علیہ و نختارہ –و قیل اول بنات فاطمۃ اسمھا رقیۃ و کنیتھا ام کلثوم و ھی التی تزوجھا عمر بن الخطاب واولدھا زیداو ماتت فی حیاۃ اخیھا الحسن بن علی علیھما السلام.

ترجمہ: حضرت فاطمہ کی پہلی بیٹی یہی زینب ہے اور یہی قول تمام اقوال میں مشہور ہے اور اسی پر ہم بھی اعتماد کرتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حضرت فاطمہ کی اول بیٹی وہ ہے جس کا نام رقیہ ہے اور اس کا کنیہ ام کلثوم ہے اور یہ وہی ہے جس کے ساتھ حضرت عمر نے شادی کی اور اس سے زید نامی بیٹا پیدا ہوا اور وہ اپنے بھائی حضرت حسن کی زندگی میں فوت ہوئی.

۲۰:۔شیعہ مؤرخ عباسقلی خان سپہر......اپنی کتاب طراز المذھب ص ۴۸ طبع انتشارات اساطیر طہران پر لکھتا ہے:

در کتاب عمدة الطالب مسطور است که رقیه الکبریٰ مکناة بام کلثوم را بسرای عمر بن الخطاب به طریق زنا شوئی فرستادند و عمر به خدمت امیر المؤمنین علیه السلام پیام کرد که از رسول خدا ﷺ شنیدم می فرمود :هر حسبی و نسبی به روزگار قیامت قطع می شود مگر حسب ونسب من همانا مرا از آن حضرت حسبی است دوست می دارم که بشرف نسب نیز نایل شوم و ام کلثوم را خطبه کرد و علی علیه السلام ام کلثوم را با وی تزویج فرمود و عباس بن عبد المطلب به اجازت امیر المؤمین علی بن ابی طالب –علیهما السلام –متولی امر تزویج شد و عمر را از جناب ام کلثوم پسری پدید آمد که زیدش نامید و او با مادرش ام کلثوم به یک وقت جهان را بدرود کردند.

عبارت کا مفہوم: کتاب عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ رقیہ کبریٰ جس کا کنیہ ام کلثوم تھا اس کو بطور میاں بیوی کے حضرت عمر کے گھر میں بھیجا وہ اس طرح کہ حضرت عمر نے حضرت علیکو پیغام بھیجا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے ہر نسب وحسب قیامت کے دن ختم ہو جائیگا سوائے میرے حسب اور نسب کے مجھے آنحضرت ﷺ کا حسب تو حاصل ہے میں چاہتا ہوں کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا نسب بھی حاصل ہو جائے اور ام کلثوم کا پیغام بھیجا اور حضرت علی نے ام کلثوم کی اس کے ساتھ شادی کرادی اس طرح کہ حضرت عباس بن عبد المطلب حضرت علی کی اجازت سے اس نکاح کا وکیل ہوا اور حضرت عمر کو اس ام کلثوم سے ایک بیٹا پیدا ہوا اس کا نام زید رکھا اور وہ اور اس کی والدہ ایک ہی دن میں فوت ہوئے۔

اور آگے ص ۵۸ پر لکھتا ہے

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ -قدس سرہ- در کتاب خزینۃ الانبیاء می فرماید: که امیر المؤمنین قبول این مناکحت را نفرمود مگر بعد از آن که به توعد وتہدد مراجعت و و منازعت پیوست.

عبارت کا مفہوم: شیخ مرتضیٰ خزینۃ الانبیاء میں فرماتا ہے کہ امیر المؤمنین نے اس نکاح کو ڈرانے دھمکانے اور مراجعت ومنازعت کے بعد قبول کیا۔

اور ص: ۵۷ پر لکھتا ہے:

ام کلثوم کبریٰ دختر فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا در سرای عمر بن الخطاب بود و از وی فرزند بیاورد -چنانکہ مذکور گشت -و چون عمر مقتول شد محمد بن جعفر بن ابی طالب او را در تحت نکاح در آورد و بعد از وفات محمد عون بن جعفر بن ابی طالب آنحضرت را تزویج نمود.

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم کبریٰ بنت فاطمہ حضرت عمر کے گھر میں تھی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جیسے کہ گذر چکا- اور جب عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قتل کردیے گئے تو اس کے ساتھ محمد بن جعفر نے شادی کی اور محمد کے وفات کے بعد اس کے ساتھ عون بن جعفر نے شادی کی۔

باب ثانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صحت کا انکار کیا ہے آیت اللہ آقا سید جعفر بحر العلوم نجفی نے کتاب تحفۃ العالم شرح خطبۃ المعالم ج ا ص: ۲۴۰ میں اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے اور امام جعفر صادق کی ایک روایت میں تحریف ٹھہرایا ہے وہ روایت اس طرح ہے (جیسے کہ ہم وسوسے کے تحت بیان کر چکے۔)

اور یہی عبدالکریم اپنی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری ص: ۴۰۵ میں لکھتا ہے:

اولاً تو یہ من گھڑت کہانی ہم تسلیم ہی نہیں کرتے کیوں کہ معصومین کی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شیطان ہماری شکل اختیار نہیں کرسکتا ہے اور شیطان گروہ جنات میں سے ہے (لہٰذا جنیہ ام کلثوم کی شکل اختیار نہیں کرسکتی)

اور ص: ۴۰٦ میں لکھتا ہے:

یہ من گھڑت کہانی ہماری کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے نہ ہمارے علماء نے اس کی توثیق کی ہے.

درحقیقت یہ جنیہ اور معصوم کے انکار والی روایت ایک ہی روایت ہے جس کے بعض حصے کو عبدالکریم افسانہ عقد ام کلثوم میں من گھڑت کہتا ہے اور بعض حصے سے استدلال کر رہا ہے یہ بالکل یہود والا طریقہ ہے جیسے کہ یہود کے متعلق اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

﴿ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ﴾

کیا تم بعض کتاب کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو ؟

اس روایت کے ایک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہی روایت بحار الانوار میں اس طرح آئی ہے:

یح (و فی الخرائج) الصفار عن ابی بصیر عن جذعان بن نصر عن محمد بن مسعده عن محمد بن حمویه بن اسماعیل عن ابی عبد الله الربیبی عن عمر بن اذینة قال: قیل لابی عبد الله ان الناس یحتجون علینا و یقولون ان امیر المؤمنین زوج فلاناً ابنته ام کلثوم و کان متمکنا فجلس و قال ایقولون ذالک؟ ان قوماً یزعمون لا یهتدون الیٰ سواء السبیل سبحان الله ما کان یقدر امیر المؤمنین علیه السلام ان یحول بینه و بینهافینقذها کذبو و لم یکن ما قالوا ان فلاناً خطب الیٰ علی علیه السلام بنته ام کلثوم فابیٰ علی فقال للعباس و الله لئن لم تزوجنی لانتزعن منک السقایة و زمزم فاتی العباس علیافکلمه فابیٰ علیه فالح العباس فلما رأی امیر المؤمنین مشقة کلام الرجل علیٰ العباس و انه سیفعل بالسقایة ما قال ارسل امیر المؤمنین الیٰ جنیة من اهل نجران یهودیة یقال لها سحیقة بنت جریریة فامرها فتمثلت فی مثال ام کلثوم و حجبت الابصار عن ام کلثوم و بعث بها الیٰ الرجل فلم تزل عنده حتیٰ انه استراب بها یومافقال ما فی الارض اهل بیت اسحر من بنی هاشم ثم اراد ان یظهر ذالک للناس فقتل وحوت المیراث و انصرفت الیٰ نجران واظهر امیر المؤمنین علیه السلام ام کلثوم.

عبارت کا مفہوم: عمر بن اذنیہ کہتا ہے کہ جعفر صادق سے کہا گیا کہ لوگ ہم پر حجت قائم کرتے ہیں کی حضرت علی نے فلاں یعنی حضرت عمر کو اپنی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ شادی کیوں کروائی حضرت ٹیک لگا کر بیٹھے تھے یہ سن کر بیٹھ گئے اور کہا کہ کیا لوگ

ایسے کہتے ہیں یا اکثر لوگ یہ کہتے ہیں ... سے تو یہ لوگ یہ عمار بن خطاب پہنچے ہیں
اللہ کیا امیر المومنین آئی ملاقات ہوئی تھی۔ کہتے ہیں وہ ابھی تک حضرت عمر سے ...
حائل بن زراس کو چاہتے ہیں یہ لوگ تہمت لگاتے ہیں ان ... نہیں ہوا تھا۔
(حقیقت اس طرح ہے) ابا شیخ فلاں نے حضرت علی کو ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ
بھیجا تھا لیکن حضرت علی نے انکار کیا تھا تو حضرت عباس کو فلاں کہا حضرت عمر نے کہ
اگر تو نے اس کے ساتھ شادی نہیں کروائی تو میں آپ سے زمزم واپس لے لوں گا پھر
حضرت عباس نے حضرت علی کے ساتھ دوبارہ بات کی تو بھی حضرت نے انکار کیا لیکن
حضرت عباس نے اصرار کیا جب حضرت علی نے دیکھا کہ یہ عباس کے ساتھ تنگ کر رہا
اور زمزم بھی واپس لے لے گا تو حضرت علی نے نجران کی ایک یہودیہ جنی کو پیغام بھیجا
اس کا نام سحیقہ بنت جریریہ تھا اور اس کو حکم دیا کہ وہ ام کلثوم کی صورت اختیار کرے اور
ام کلثوم لوگوں کی آنکھوں سے چھپائی گئی اور اس جنی کو حضرت علی نے حضرت عمر کے
پاس بھیجا یہاں تک کہ ایک دن اس کو اس کے متعلق شک ہوا تو کہا کہ روئے زمین پر
بنی ہاشم سے بڑھ کر کوئی بھی گھرانہ بڑا جادوگر نہیں ہے پھر اس بات کو ظاہر کرنے کا
ارادہ کیا لیکن ظاہر کرنے سے پہلے قتل کر دیا گیا اور وہ جنی میراث لیکر واپس نجران چلی
گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کو ظاہر کیا۔

۱- بحار الانوار لملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) ج۴۲ ص: ۸۸
ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت ـ لبنان

۲- مرأة العقول لملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) ج۲۰ ص: ۴۲
ـ۴۳ ناشر دار الکتب الاسلامیة تهران بازار سلطانی

۳۔ الانوار العلویۃ للشیخ جعفر النقدی (المتوفی ۱۳۷۱) ص: ۴۳۵ ناشر المطبعۃ الحیدریۃ النجف بلفظ و فی الخرائج (وھذا من تصنیف الراوندی انظر الذریعۃ ج ۱۹ ص: ۳۵۴)

۴۔ مدینۃ المعاجز للسید ھاشم البحرانی (المتوفی ۱۱۰۷) ج ۳ ص ۲۰۲ ناشر مؤسسۃ المعارف الاسلامیہ

ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ عبدالکریم کی پیش کردہ معصوم کے انکار والی روایت درحقیقت جنیہ والی روایت کا حصہ ہے لہٰذا امام کے انکار والے حصے کو ماننا اور جنیہ والے حصے کو ٹھکرانا تعجب خیز ہے۔ اور مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ عبدالکریم اپنی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری ص: ۳۹۵ میں لکھتا ہے:

ہم سرے سے اس نکاح کا انعقاد ہی تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی ائمہ طاہرین کے زمانے میں یہ مسئلہ موجود تھا اس لیے اس کے انکار اور تردید کا بزبان ائمہ ثابت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

افسانہ عقد ام کلثوم میں معصوم کا انکار کی ہیڈنگ لگا کر عبدالکریم نے اس نکاح کی تردید کی ناکام کوشش کی لیکن اس کتاب میں خود ہی اقرار کرلیا کہ (اس لیے اس کے انکار اور تردید کا بزبان ائمہ ثابت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔) اس سے پتہ چلتا ہے کہ فاروق اعظم اور ام کلثوم بنت علی و فاطمہ میں جدائی ڈالنے کے لیے شیعہ قوم کتنی حیران و پریشان ہے لیکن میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ عبدالکریم تو کیا عبدالکریم کے بڑے کلینی اور اس کا استاذ قمی بھی قبر سے اٹھ کر آئیں فاروق اعظم اور علی المرتضی کی اس رشتہ داری کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ثانیاً: شیعوں کا بہت بڑا مورخ لسان الملک محمد تقی سپہر (المتوفی ۱۲۹۷) اپنی

کتاب ناسخ التواریخ ج ۷ ص: ۲۹۹ کتابخانہ ملی جمہوری اسلامی ایران - پر لکھتا ہے:

بعضی از مردم شیعی گویند که :ام کلثوم به سرای عمر نرفت بلکه یک تن جنیه به صورت ام کلثوم بر آمد وبا عمر هم بستر گشت لکن مردم شیعی را واجب نیفتاده که حمل چندیں مصاعب کنند.

عبارت کا مفہوم: بعض شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ ام کلثوم عمر کے گھر نہیں پہنچی البتہ ایک جنیہ ام کلثوم کی صورت میں آئی اور عمر کے ساتھ ہمبستر ہوئی لیکن شیعہ لوگوں پر یہ واجب نہیں ہے کہ ایسی مشکلات اپنے اوپر سوار کریں (کیوں کہ ایسی باتیں خالص خرافات ہیں.)

ثالثاً: اس روایت کی سند میں ایک راوی ابوبصیر ہے اور شیعہ اصول کے مطابق اس کی روایت غیر معتبر ہوتی ہے.

چنانچہ شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) اپنی کتاب تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص: ۵ من فصل الکنیٰ ناشر المطبعۃ الحیدریۃ نجف اشرف میں لکھتا ہے:

ابو بصير المشهور علىٰ السنة اصحاب الفن انه يطلق علىٰ رجال اربعة عبد الله بن محمد الاسدى و ليث البخترى و يحيىٰ بن القاسم و يوسف بن الحارث و عدهم بعضهم خمسة و حيث ان بعضهم ثقة دون بعض و الاشتباه يسقط الكل عن الاعتبار فى الاسانيد.

عبارت کا مفہوم: اہل فن کی زبان پر ابوبصیر کا اطلاق عبداللہ بن محمد الاسدی،

لیث البختری؛ یحیٰ بن القاسم اور یوسف بن الحارث ان چار راویوں پر ہوتا ہے اور ان کو بعض نے پانچ شمار کیا ہے تو چونکہ ان میں سے بعض ثقہ ہیں اور بعض ثقہ کے علاوہ (یعنی ضعیف) ہیں لہٰذا یہ اشتباہ سب کو ساقط الاعتبار بنا دیتا ہے.

(راقم کہتا ہے اس لیے یہ روایت بھی ساقط الاعتبار ہے)

رابعاً: یہ روایت منقطع اور مجہول ہے.

اس روایت کے منقطع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ملا باقر مجلسی نے یہ روایت قطب الدین ابوالحسن سعید بن ھبۃ اللہ الراوندی کی کتاب الخرائج سے نقل کی ہے اور راوندی اس روایت کو محمد بن حسن شیخ الصفار سے نقل کرتا ہے جبکہ راوندی کی ملاقات شیخ الصفار سے ثابت نہیں کیونکہ شیخ الصفار کی وفات سن ۲۹۰ ھجری میں ہوئی ہے دیکھیے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ مؤسسہ مطبوعاتے اسماعیلیاں ایران-قم ج ۱۲ص:۴۴ اور قطب الدین ابوالحسن سعید بن ھبۃ اللہ الراوندی کی وفات سن ۵۷۳ ھجری میں ہوئی ہے دیکھیے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ مؤسسہ مطبوعاتے اسماعیلیاں ایران -قم ج ۱۹ ص:۳۵۴ تو جب راوندی کی ملاقات شیخ الصفار سے ناممکن ہے اس لیے یہ روایت منقطع ہوئی اور منقطع روایت مردود ہوتی ہے .اور اس روایت کے مجہول ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی جذعان بن نصر ہے میں نے اس راوی کا ترجمہ مندرجہ ذیل رجال کی کتب میں دیکھا لیکن اس کا ترجمہ کہیں بھی نہیں ملا وہ کتابیں یہ ہیں:

رجال کشی-رجال النجاشی -رجال الطوسی -فھرست للشیخ الطوسی -جامع الرواۃ -نقد الرجال لتفریشی -الفوائد الرجالیۃ لبحر العلوم

الفوائد الرجالية لوحيد البهبهانی - سماء المقال فی علم الرجال - معجم رجال الحدیث - التحریر الطاؤسی

اور شیعہ کا اصول ہے کہ جس راوی کا کتب رجال میں تذکرہ نہ ہو وہ راوی مُہمل کہلاتا ہے جیسے کہ بحر العلوم (المتوفی ۱۲۱۲) اپنی کتاب الفوائد الرجالیہ ص ۱۴۱ ناشر مکتبہ الصادق طہران پر ایک راوی کے متعلق لکھتا ہے:

القاسم بن حمزہ مجہول بل ہو مہمل فی کتب الرجال.

قاسم بن حمزہ مجہول ہے بلکہ کتب رجال میں مہمل ہے.

اسی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے محشی محمد صادق الفوائد الرجالیہ کے حاشیہ پر لکھتا ہے:

المصطلح علیہ عند ارباب المعاجم الرجالیۃ ان المجہول من لم یذکر فی کتب الرجال بمدح ولا قدح والمہمل من لم یذکر فی کتب الرجال اصلاً و اہمل ذکرہ فیہا.

ارباب معاجم کی اصطلاح یہ کہ جس راوی کا کتب رجال میں تذکرہ تو ہو لیکن اس کی مدح یا مذمت نہ کی گئی ہو تو وہ راوی مجہول کہلاتا ہے اور جس راوی کا کتب رجال میں تذکرہ ہی نہ ہو تو وہ راوی مہمل کہلاتا ہے.

اور یہی محشی ص: ۱۶۴ پر لکھتا ہے:

عبد الرحمٰن بن حماد الکوفی فانہ لم یذکر فی کتب الرجال و لم نعرف عقیدتہ فہو مجہول فی اصطلاح ارباب الدرایۃ.

عبد الرحمٰن بن حماد کا تذکرہ چونکہ کتب رجال میں نہیں کیا گیا ہے اور ہم اس کے

عقیدے کو بھی نہیں جانتے اس لیے وہ ارباب درایہ کے اصطلاح میں مجہول کہلائیگا نیز ابوالقاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج ۹ ص: ۳۴ ناشر دارالزہراء بیروت لبنان پر لکھتا ہے:

ان شعیب بن واقد لم یذکر فی کتب الرجال فھو مجھول .

شعیب بن واقد کا چونکہ کتب رجال میں تذکرہ نہیں ہے اس لیے یہ مجہول ہے.

لہٰذا یہ راوی شیعہ اصول کے مطابق مہمل ومجہول ہے اور مہمل ومجہول کی روایت مردود ہوتی ہے. نیز اس روایت کی سند میں دوسرا راوی محمد بن مسعدہ ہے اس کا ترجمہ معجم رجال الحدیث ج ۷ اص: ۲۲۳ ناشر دارالزہراء بیروت۔لبنان پر موجود ہے لیکن نہ تو اس کی مدح کی گئی ہے اور نہ ہی اس کی مذمت کی گئی ہے لہٰذا شیعہ اصول کے مطابق یہ راوی بھی مجہول ہے اور مجہول راوی کی روایت بھی مجہول ہوتی ہے.

اور اس میں تیسرا راوی محمد بن حمویہ بن اسمٰعیل ہے اس کا ذکر بھی مذکورہ بالا رجال کے کسی کتاب میں نہیں ملا لہٰذا یہ راوی بھی مہمل ومجہول ہے.

اور اس روایت میں چوتھا راوی عبداللہ ربیعی ہے اس کا ذکر بھی مذکورہ بالا رجال کے کسی کتاب میں نہیں ملا لہٰذا یہ راوی بھی مہمل ومجہول ہے. لہٰذا یہ روایت (جس کو عبد الکریم اور غلام حسین نجفی پیش کر کے شیعوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں) سلسلۃ الجاہیل ہے.

وسوسہ: ۲۔عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقدام کلثوم ص:۸۱ میں لکھتا ہے

استیعاب، طبری، کامل وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے ایک لڑکی سن ۱۲ھ میں پیدا ہوئی چونکہ اسماء نے حضرت

ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت علی سے شادی کی تھی لہٰذا اس بچی کو جس کا نام ام کلثوم تھا لیکر وہ حضرت علی کے گھر آ گئیں چنانچہ مصنف رحمۃ للعالمین لکھتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس (بیوہ ابوبکر) کے بطن سے ایک لڑکی بعد وفات ابوبکر پیدا ہوئی تھی اس لڑکی سے حضرت عمر کا نکاح ہوا (ملاحظہ کریں الفضائل تبلیغ مولوی محمد زکریا - کتاب ہدایۃ السعد اعلامہ دولت آبادی) پس چونکہ یہ ام کلثوم ربیبہ حضرت علی علیہ السلام کی تھی لہٰذا رواج عرب کے مطابق ان کو بنت علی کہا گیا.

نیز غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۳۱۲ پر لکھتا ہے: کتاب اعلام النساء ج۴ص:۲۵۰ میں لکھا ہے کہ اسماء بیوہ ابوبکر کی ایک لڑکی کی کنیت ام کلثوم ہے نیز کتاب رحمۃ للعالمین ج۱ص:۱۹۵ میں ہے کہ ابوبکر کی ان کی وفات کے بعد ان کی زوجہ اسماء سے ان کی لڑکی پیدا ہوئی تھی - نیز ملک العلماء دولت آبادی کی کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ مذکورہ ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی تھی.

جواب اولاً: ہم ماقبل میں شیعوں کے اصول اربعہ کی کتابوں میں سے تہذیب الاحکام اور ان کی دیگر معتبر کتابوں الجعفریات وغیرہ سے ان کے معصوم ائمہ کے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں کہ جس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا وہ اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا تھی اگر شیعہ پھر بھی اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں تو شیعوں پر لازم کہ وہ اپنے ائمہ کے اقوال سے ثابت کریں کہ جس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا وہ ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تھی اور اگر ثابت نہیں کر سکتے اور ثابت کر بھی نہیں سکیں گے تو شیعہ کو اس آگ سے ڈرنا چاہیے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر

ہونگے اور وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔اور یہ ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ جب شیعوں کے امام جعفر صادق سے اس نکاح کے متعلق پوچھا گیا تو غصے میں آ کر گالی نکالی اور کہا کہ یہ ہم سے چھین لی گئی ہے اگر یہ بنت ابی بکر ہوتی تو امام کو غصے میں آنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ وہ کہہ دیتا کہ اس کے ساتھ ہمارا کیا وہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی۔

نیز اگر یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہوتی تو شیعوں کو جنی کے ساتھ شادی کرنے کا عقیدہ کیوں گھڑنا پڑتا؟

نیز اگر یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی تو وضاحت کرتے کہ یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا میری ربیبہ ہے۔جبکہ ہم بھی مانتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ربیب تھے تو اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ محمد میرا بیٹا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیٹھ سے۔دیکھیے اصلی عبارت منتھی الآمال للشیخ عباس قمی ص:۲۹۲ انتشارات علویون۔قم۔محمد فرزند من است از صلب ابو بکر۔اگر ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیٹھ سے ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ضرور وضاحت فرماتے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا میری بیٹی ہے ابوبکر کی پیٹھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کی یہ وضاحت نہ کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی نہیں تھی نیز محمد بن ابی بکر کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ربیب تھے اس لیے ائمہ سے بہت ساری روایات میں جب محمد بن ابی بکر کا ذکر آتا ہے تو ائمہ اس کو محمد بن ابی بکر کہہ کر ذکر کرتے ہیں دیکھیے:

فروع کافی لمحمد بن یعقوب کلینی رازی (المتوفی ۳۲۹) ج۳ص:۲۱۲

ناشر دار الکتب الاسلامیة تهران بازار– سلطانی

لیکن ائمہ سے کسی بھی روایت میں یہ ثابت نہ ہوسکا کہ انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر رضی اللہ عنہ کو ام کلثوم بنت ابی بکر کہا ہو اس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ربیبہ نہیں بلکہ حقیقی بیٹی تھیں. اور اس سے بھی قابل تعجب بات یہ ہے کہ ائمہ نے کہیں بھی محمد بن ابی بکر کو محمد بن علی نہیں بتایا لیکن ام کلثوم کو بنت علی رضی اللہ عنہ بتایا ہے تو اس معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن ابی بکر تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ربیب تھے لیکن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حقیقی بیٹی تھی.

ثانیاً: شیعہ کے متعدد کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جس کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی تھیں–مثلاً:

۱– بحار الانوار، ج:۴۲، ص:۹۱–۹۳ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت –لبنان

۲– مناقب آل ابی طالب، ج:۲، ص:۲۸۰، ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت– لبنان

۳– اعلام الوریٰ باعلام الهدیٰ ص:۲۱۰–۲۱۱، ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت– لبنان

۴– منتهیٰ الآمال ص:۲۵۷، انتشارات علویون–قم

۵– الانوار النعمانية ج:۱، ص:۳۴۴ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت– لبنان

۶– ناسخ التواریخ ج:۷، ص:۴۴۷، ناشر کتابخانه ملی ایران–طهران

۷- طراز المذهب ص: ۱۵۱-۱۵۲، نتشارات اساطیر -طهران

۸- منتخب التواريخ ص: ۱۱۳، كتابفروشی محمد حسن علمی تهران-بازار بين الحرمين

۹- لباب الانساب ص: ۳۳۷

نزل الابرار في مناقب اهل بيت الاطهار، ص: ۷۸

۱۰- حاشية عمدة الطالب، ص: ۶۳، ناشر المطبعة الحيدرية نجف

۱۱- المجدیٔ في انساب الطالبين، ص: ۱۷، ناشر مكتبة آية الله المرعشی النجفی

جب ثابت ہوگیا کہ یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی تھیں تو بالیقین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہونا ممکن نہیں۔

ثالثاً: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اسماء بنت عمیس سے کوئی بیٹی ہی پیدا نہیں ہوئی چہ جائے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نام سے پیدا ہوئی ہو-ثبوت حاضر ہے۔

از کتب اہل سنت

۱-علامہ محمد بن سعد البغدادی (المتوفی ۲۳۰) اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ، ج:۸، ص: ۲۲۰، ناشر دار الکتب العلمیۃ- بیروت پر لکھتے ہیں:

فتزوج ابوبكر الصديق اسماء بنت عميس بعد جعفر بن ابي طالب فولدت له محمد بن ابي بكر ثم توفي عنها ابوبكر.

عبارت کا مفہوم: جعفر بن ابی طالب کے بعد اسماء بنت عمیس کے ساتھ ابوبکر صدیق نے شادی کی اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر فوت ہو گئے۔

۲- ابونعیم الاصبہانی (المتوفی ۴۳۰) اپنی کتاب معرفۃ الصحابۃ ج۶ ص: ۳۲۵۶ ناشر دار الوطن للنشر الریاض پر لکھتے ہیں:

فخلف عليها ابوبكر الصديق رضي الله عنه فولدت له محمد بن ابى بكر الصديق عام حجة الوداع بالشجرة ثم توفى عنها فتزوجها على بن ابى طالب رضي الله عنه.

عبارت کا مفہوم: (جعفر بن ابی طالب کے بعد اسماء بنت عمیس کے ساتھ) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو حجۃ الوداع کے سال مقام شجرہ پر اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نوت ہو گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی.

۳- ابوعمر یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳) اپنی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۴ ص: ۱۹۱۵ ناشر دار الجیل- بیروت پر لکھتے ہیں:

ثم خلف عليها ابوبكر الصديق فولدت له محمد ثم خلف عليها على بن ابى طالب.

عبارت کا مفہوم: (جعفر بن ابی طالب کے بعد اسماء بنت عمیس کے ساتھ) ابوبکر صدیق نے شادی کی اور اس کو اس سے محمد پیدا ہوا پھر اس کے ساتھ علی بن ابی طالب نے شادی کی۔

۴-علی بن ابی الکرم محمد بن محمد المعروف بابن الاثیر (التوفی ٦٣٠) اپنی کتاب اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۷ ص: ۱۲ ناشر دار الکتب العلمیۃ - بیروت پر لکھتے ہیں:

تزوجها ابوبكر الصديق فولدت له محمد بن ابی بكر ثم مات عنها فتزوجها علی بن ابی طالب.

عبارت کا مفہوم: (جعفر بن ابی طالب کے بعد اسماء بنت عمیس کے ساتھ) ابوبکر صدیق نے شادی کی پھر اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے تو اس کے ساتھ علی بن ابی طالب نے شادی کی۔

۵-علامہ یوسف بن عبد الرحمٰن المزی (التوفی ۷۴۲) اپنی کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج: ۳۵، ص: ۱۲۷ ناشر موسسۃ الرسالۃ - بیروت پر لکھتے ہیں:

كانت اولاً تحت جعفر بن ابی طالب و هاجرت معه الیٰ ارض الحبشة ثم قتل عنها يوم مؤتة فتزوجها ابو بكر الصديق فمات عنها ثم تزوجها علی بن ابی طالب وولدت لجعفر عبد الله بن جعفر و عون بن جعفر و محمد بن جعفر وولدت لابی بكر محمد بن ابی بكر فی حجة الوداع وولدت لعلی يحيىٰ بن علی فهم اخوة لام.

عبارت کا مفہوم: (اسماء بنت عمیس) پہلے جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھی اور اس کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی پھر جب حضرت جعفر بن ابی طالب غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو اس کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق نے شادی کی پھر جب حضرت ابوبکر فوت ہو گئے تو اس کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب نے شادی کی حضرت جعفر

کے لیے اس سے عبداللہ بن جعفر، عون بن جعفر اور محمد بن جعفر پیدا ہوئے اور ابوبکر کے لیے اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا اور حضرت علی کے لیے اس سے یحیٰ بن علی پیدا ہوئے اور یہ سارے ماں شریک بھائی ہوئے۔

قارئین کرام! اہل سنت کے ان کتب سے ثابت ہوا کہ اسماء بنت عمیس سے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک ہی بیٹا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا اس کے علاوہ اور کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ کیوں کہ اگر اس کے علاوہ بھی کوئی اولاد پیدا ہوئی ہوتی تو اس کا ذکر بھی ان عبارات میں ضرور ہوتا جبکہ محمد بن ابی بکر کے علاوہ کسی دوسری اولاد کا ذکر نہیں ہے۔

از کتب اہل تشیع

۱۔شیعوں کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی کتاب بحار الانوار ج ۴۲ ص:۱۰۵ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت-لبنان پر لکھتا ہے:

فلما قتل جعفر تزوجها ابوبکر فولدت له محمد بن ابی بکر ثم مات عنها فتزوجها علی بن ابی طالب فولدت له یحیٰ بن علی لا خلاف فی ذالک.

عبارت کا مفہوم: جب جعفر قتل ہو گئے تو اس (اسماء بنت عمیس) کے ساتھ ابوبکر نے شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر اس کے ساتھ علی بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کو اس سے یحیٰ بن علی پیدا ہوا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۲-شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی المتوفی (۱۳۵۱) نے کتاب تنقیح المقال ج۳، ص:۶۹، من فصل النساء ناشر المطبعۃ المرتضویۃ نجف اشرف پر لکھتا ہے:

فلما استشهد جعفر تزوجها ابو بكر فولدت له محمد بن ابی بكر ثم مات عنها فتزوجها امير المؤمنين عليه السلام فولدت له يحيٰ لا خلاف.

عبارت کا مفہوم: جب جعفر شہید ہو گئے تو ابوبکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر فوت ہو گئے تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے یحییٰ پیدا ہوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں

۳-شیعوں کا معتبر شارح نہج البلاغہ عبدالحمید بن ابی الحدید (المتوفی ۶۵۵) اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ ۱۶ص:۲۷۹ پر لکھتا ہے:

فلما قتل جعفر مؤتة تزوجها ابوبكر فولدت له محمد بن ابی بكر هذا ثم مات عنها فتزوجها علی عليه السلام وولدت له يحيٰ بن علی لا خلاف فی ذالک.

عبارت کا مفہوم: جب جعفر غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو ابوبکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے یہ محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر فوت ہو گئے تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے یحییٰ پیدا ہوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۴۔شیعوں کا شیخ جعفر النقدی المتوفی (۱۳۷۱)اپنی کتاب الانوار العلویہ ص ۴۳۷ ناشر المطبعۃ الحیدریہ فی النجف میں لکھتا ہے:

فلما قتل جعفر تزوجها ابو بكر فولدت له محمد بن ابی بكر ثم مات عنها فتزوجها علی بن ابی طالب.

عبارت کا مفہوم: جب جعفر شہید ہو گئے تو ابوبکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر فوت ہو گئے تو حضرت علی بن ابی طالب نے اس کے ساتھ شادی کی۔

۵۔شیعوں کا شیخ علی النمازی المتوفی (۱۴۰۵)اپنی کتاب مستدرک سفینۃ البحار ص:۱۷۷ ناشر مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ میں لکھتا ہے:

تزوجها ابو بكر فولدت له فی حجة الوداع محمد بن ابی بكر ثم مات عنها فتزوجها امير المؤمنين.

عبارت کا مفہوم: (جب جعفر شہید ہو گئے تو) ابوبکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے حجۃ الوداع کے موقعے پر محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر فوت ہو گئے تو امیر المؤمنین نے اس کے ساتھ شادی کی۔

۶۔شیعوں کا شیخ ابوالحسن شعرانی حاشیہ خاتمۃ وسائل الشیعۃ ص:۳۸۲ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت۔لبنان میں لکھتا ہے:

خلف عليها ابوبكر فولدت له محمد بن ابی بكر و لما توفی عنها تزوجها امير المؤمنين.

عبارت کا مفہوم: (جب جعفر شہید ہو گئے تو) ابوبکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر ابوبکر فوت ہو گئے تو امیر المؤمنین نے اس کے ساتھ شادی کی۔

۷۔شیعوں کا علامہ عبد الہادی الموسوی الخراسانہ (المولود ۱۳۲۶) اپنی کتاب شرح مشیخۃ الفقیہ مع من لا یحضرہ الفقیہ ص:۲۸ ناشر دار الکتب الاسلامیۃ تہران۔بازار سلطانی میں لکھتا ہے:

ولما قتل عنها جعفر بمؤتة سنة ٨ من الهجرة خلف عليها ابوبكر فولدت له محمد بن ابى بكر ولما توفى عنها تزوجها امير المؤمنين عليه السلام فولدت له يحيىٰ و عوناً.

عبارت کا مفہوم: جب اس (اسماء بنت عمیس) کے شوہر جعفر سن ۸ ھجری میں شہید ہو گئے تو ابوبکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا پھر جب ابوبکر فوت ہو گئے تو امیر المؤمنین نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے یحیٰ اور عون پیدا ہوئے۔

۸۔محشی احتجاج طبرسی محمد باقر الخراسان (التوفی ۱۳۳۷) حتجاج طبرسی ج ۱ ناشر مکتبہ دار المجتبیٰ العراق۔نجف اشرف کے حاشیہ نمبر:۱ ص:۱۱۱ میں لکھتا ہے:

فلما قتل جعفر بن ابى طالب عليه السلام تزوجها ابو بكر فاولدت له محمداً حبيب على و ربيب حجره ....ولما مات ابوبكر تزوجها امير المؤمنين عليه السلام فاولدت له يحيىٰ باجماع و اختلف فى عون بن على بن ابى طالب فقيل انه منها .

عبارت کا مفہوم: جب (اسماء بنت عمیس) کے شوہر جعفر بن ابی طالب سن ۸ ہجری میں شہید ہو گئے تو ابو بکر نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محبوب اور گود پالا تھا- پھر جب ابوبکر فوت ہو گئے تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے یحییٰ پیدا ہوئے۔اور عون بن علی بن ابی طالب کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے کہا گیا ہے کہ یہ بھی اسی (اسماء) سے پیدا ہوا.

۹-شیعوں کا شیخ عباس قمی المتوفی ۱۳۵۹ اپنی کتاب منتھی الآمال ص:۲۹۲ ناشر انتشارات علویون قم میں لکھتا ہے:

اسماء بنت عمیس که اول زوجه ی جعفر بن ابی طالب رحمه الله بود بعد از جعفر زوجه ی ابی بکر شد و محمد را در سفر حجة الوداع متولدنمود وبعد از ابوبکر زوجه ی حضرت امیر المؤمنین شد.

اسماء بنت عمیس جو کہ پہلے جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفر کے بعد اس کے ساتھ ابوبکر نے شادی کی اور اس کو اس سے سفر حجۃ الوداع کے موقع پر محمد بن ابی بکر پیدا ہوا اور ابوبکر کے بعد وہ حضرت امیر المؤمنین کی زوجہ بنی.

۱۰-شیعوں کا شیخ عبداللہ الحسن اپنی کتاب المناظرات فی الامامۃ ص:۸٦ پر لکھتا ہے:

فخلف عليها ابوبكر فاولدها محمداً ثم مات عنها فتخلف عليها علي بن ابى طالب عليه السلام .

عبارت کا مفہوم: (جب جعفر شہید ہو گئے تو) ابوبکر نے اس (اسماء بنت

عمیس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا جب ابوبکر فوت ہوگئے تو علی بن ابی طالب نے اس کے ساتھ شادی کی۔

قارئین کرام! شیعہ علماء کے ان اقوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسماء بنت عمیس کی اولاد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صرف اور صرف محمد بن ابی بکر ہے اس کے علاوہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اسماء بنت عمیس سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی پھر بھی عبد الکریم مشتاق اور غلام حسین نجفی شیعہ کی یہ رٹ لگانا کہ جس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا وہ اُم کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تھی یہ سورج کی روشنی کے انکار کے مترادف ہے۔

رابعاً: بلاشبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نام سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ دن بعد پیدا ہوئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ شادی کی خواہش بھی ظاہر کی تھی لیکن اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تھا لیکن وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی حبیبہ بنت خارجہ سے پیدا ہوئی تھی اور اس حبیبہ بنت خارجہ کا نکاح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حبیب بن اساف سے ہوا لہٰذا اس حبیبہ بنت خارجہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی تعلق نہیں تو یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ربیبہ (گود پالی ہوئی) کیسے ہوسکتی ہے۔ اور اس ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ طلحہ بن عبید اللہ سے ہوئی۔ البتہ کتب اہل سنت اور کتب اہل تشیع سے ثبوت حاضر ہے۔

از کتب اہل سنت

۱-علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳) اپنی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۴ص:۱۸۰۸ ناشر دارالجیل - بیروت پر لکھتے ہیں:

حبیبة بنت خارجة ....زوجة ابی بکر الصدیق هی بنت خارجة التی قال فیها ابوبکر فی مرضه الذی مات منه ان ذا بطن بنت خارجة قد القی فی خلدی انها جاریة فکانت کذالک جاریة ولدت بعد موته فسمتها عائشة ام کلثوم ثم تزوجها طلحة بن عبید الله فولدت له زکریا و عائشة ابنی طلحة هٰذا قول اهل النسب .

وروىٰ ابن عیینة عن اسمٰعیل بن ابی خالدقال خطب عمر بن الخطاب ام کلثوم بنت ابی بکر عائشة فاطمعته و قالت این المذهب بها عنک فلما ذهبت قالت الخارجیة تزوجینی عمر وقد عرفت غیرته و خشونه عیشه ....قال فارسلت عائشة الیٰ عمر بن العاص فاخبرته الخبر فقال عمر وانا اکفیک فقال یا امیر المؤمنین ....فترکها قال فتزوجها طلحة بن عبید الله ......قال ابو عمر اما امها حبیبة بنت خارجة بن زید بن ابی ظهیر فتزوجها بعد ابی بکر الصدیق خبیب بن اساف.

عبارت کا مفہوم: حبیبہ بنت خارجہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں اور خارجہ کی بیٹی ہے اسی کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض

الموت میں فرمایا تھا کہ بنت خارجہ حاملہ کے متعلق میرے دل میں القاء ہوا ہے کہ اس کو بیٹی پیدا ہوگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا بھی بیٹی ہی ہوئی اس کا نام حضرت عائشہؓ نے ام کلثوم رکھا اور اس کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ نے شادی کی جس سے اس کو زکریا اور عائشہ نام کی لڑکی پیدا ہوئی یہی قول اہل نسب کا ہے.

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو امید بھی دلائی لیکن ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے یہ کہہ کر نکاح کے پیغام کو رد کر دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت سخت اور جفاکشی کی زندگی گذارنے والا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمرو بن عاص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دہی کے لیے بلایا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں خود ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مطمئن کرتا ہوں یوں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس کو جواب دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ شادی کے ارادے کو چھوڑ دیا راوی کہتا ہے کہ پھر اس کی شادی طلحہ بن عبید اللہ سے ہوئی ابو عمر کہتا ہے کہ اس کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ کی شادی خبیب بن اساف سے ہوئی.

۲- علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم المعروف بابن الاثیر (المتوفی ۶۳۰) اپنی کتاب اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۷ ص: ۶۱ ناشر دار الکتب العلمیۃ - بیروت پر لکھتے ہیں:

حبیبة بنت خارجة............ زوج ابی بکر الصدیق و ھی التی قال فیھا ابوبکر فی مرضه الذی مات فیه قد القی فی روعی ان ذا

بطن بنت خارجة جارية سمتها عائشة ام كلثوم تزوجها طلحة بن عبيد الله فولدت له زكريا و عائشة .

عبارت کا مفہوم: حبیبہ بنت خارجہ ابوبکر صدیقؓ کی وہ زوجہ ہیں جس کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا کہ بنت خارجہ حاملہ کے متعلق میرے دل میں القاء کیا گیا ہے کہ اس کو لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ حضرت عائشہ نے اس کا نام ام کلثوم رکھا اور اس کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ نے شادی کی جس سے زکریا اور عائشہ پیدا ہوئے.

٣-علامہ محمد بن سعد المعروف بابن سعد (المتوفی ٢٣٠) اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ ج ٨ ص: ٤٦٢ ناشر دار صادر- بیروت پر لکھتے ہیں:

ام كلثوم بنت ابى بكر الصديق ....و امها حبيبة بنت خارجة ....تزوجها طلحة بن عبيد الله.

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اور اس کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ تھی اور اس کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ نے شادی کی.

٤-علامہ یوسف بن عبد الرحمٰن المزی (المتوفی ٧٤٢) اپنی کتاب تہذیب الکمال ج ٣٥ ص ٣٨٠ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ- بیروت میں لکھتے ہیں:

ام كلثوم بنت ابى بكر الصديق القرشية التميمية امها حبيبة بنت خارجة.

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اور اس کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ تھی.

۵-علامہ ابوالفضل احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص: ۴۷۷ ناشر مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، الھند پر لکھتے ہیں:

ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق امها حبیبة بنت خارجة.

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اور اس کی والدہ حبیبۃ بنت خارجہ تھی.

از کتب اہل تشیع

۱-شیعوں کا عظیم مورخ لسان الملک محمد تقی سپہر (المتوفی ۱۲۹۷) اپنی کتاب ناسخ التواریخ ج ۹ ص: ۴۰۸ ناشر کتابخانہ ملی ایران تہران پر لکھتا ہے:

حبیبه برایتی ملیکه لکن صواب حبیبه است و او دختر خارجه بن زید بن ابی زهیر مالك بن امرء القیس بن مالك بن ثعلبة بن کعب بن الخزرج ،زوجه ابی بکر بن ابی قحافه است در مرض موت ابو بکر آبستن بود بعد از وی دختری آورد عائشه نام او راام کلثوم گذاشت،عمر بن الخطاب در زمان خلافت خود او را خواستار شد ام کلثوم سر بتافت و گفت باشر است خوی و درشتی طبع عمر نتوانم بود ؛عمرو بن العاص حیلتی انگیخت و رغبت عمر را به جانب ام کلثوم بنت علی علیه السلام انداخت واین قصه در کتاب عمر به شرحی تمام رقم یافت لا جرم به تکرار نخواهیم پرداخت –اما ام کلثوم دختر ابوبکر به نکاح طلحه بن

عبید الله در آمد و از وی دو فرزند آورد یکی زکریا و آن دیگر دختر بود نامش را عائشه نهاد و حبیبه بعد از ابوبکر به حباله نکاح خبیب بن اساف در آمد.

عبارت کا مفہوم: حبیبہ بنت خارجہ یہ ابوبکر بن ابو قحافہ کی زوجہ تھی اور ابوبکر کے مرض الموت میں حاملہ تھی حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد اس کو ایک بچی پیدا ہوئی حضرت عائشہ نے اس کا نام ام کلثوم رکھا عمر بن خطاب نے اپنی دورہ خلافت میں اس کا رشتہ مانگا ام کلثوم نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ حضرت عمر سخت طبیعت کا ہے اس کے ساتھ میں نہیں رہ سکوں گی تو عمرو بن عاص نے یہ حیلہ کیا کہ حضرت عمر کو ام کلثوم بنت علی کی طرف رغبت دلائی۔ بحر حال ام کلثوم بنت ابی بکر کا نکاح طلحہ بن عبید اللہ سے ہوا اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے ایک زکریا اور دوسری بچی عائشہ اور حبیبہ کا نکاح حضرت ابو بکر کے بعد خبیب بن اساف سے ہوا.

البتہ جہاں تک تعلق ہے عبد الکریم کے اس قول کا کہ (استیعاب، طبری، کامل وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے ایک لڑکی سن ۱۲ھ میں پیدا ہوئی) صرف شیعہ قوم کو دلاسہ دینا ہے یہی تو وجہ کہ عبد الکریم نے اتنی بڑی بات کر تو دی لیکن استیعاب، طبری، کامل وغیرہ کی عبارتیں جلد صفحہ وغیرہ ذکر نہیں کیا یہی اس بات کے جھوٹ ہونے کی واضح دلیل ہے مزید تسلی کے لیے میں استیعاب کی عبارت ابھی ابھی ماقبل میں ایک نمبر کے تحت لکھ چکا ہوں جس میں واضح لکھا ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر اس کی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے پیدا ہوئی مزید

تاریخ طبری اور کامل کی عبارت بھی نقل کر دیتا ہوں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

تزوج ایضاً فی الاسلام حبیبة بنت خارجة بن زید بن ابی زهیر من بنی الحارث بن الخزرج و کانت نسأ توفی ابوبکر فولدت له بعد وفاته جاریة سمیت ام کلثوم .

تاریخ الرسل و الملوک لمحمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰) ج۳ص:۴۲۶ناشر دار التراث -بیروت

عبارت کا مفہوم: (حضرت ابوبکر نے) زمانہ اسلام میں اسی طرح حبیبہ بنت خارجہ سے شادی کی اور وہ حاملہ تھی جب ابوبکر صدیق فوت ہو گئے تو آپ کی وفات کے بعد اس کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

تزوج ایضاً فی الاسلام حبیبة بنت خارجة بن زید الانصاریة فولدت له بعد وفاته جاریة سمیت ام کلثوم .

الکامل فی التاریخ لابی الحسن علی بن ابی الکرم المعروف بابن الاثیر (المتوفی ۶۳۰) ج۲ ص:۲۶۳ ناشر دار الکتاب العربی بیروت -لبنان

عبارت کا مفہوم: (حضرت ابوبکر نے) زمانہ اسلام میں اسی طرح حبیبہ بنت خارجہ سے شادی کی جب ابوبکر صدیق فوت ہو گئے تو آپ کی وفات کے بعد اس کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

الاستیعاب تاریخ طبری الکامل وغیرہ کے حوالے آپ ملاحظہ فرما چکے ان تمام

کتب کی عبارات سے تو معلوم ہوا ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر اسماء بنت عمیس سے نہیں بلکہ حبیبہ بنت خارجہ سے پیدا ہوئی تھی لہٰذا عبدالکریم اپنی اس دعوی میں واضح جھوٹا ہے .اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے اس قول کا کہ (چنانچہ مصنف رحمۃ للعالمین لکھتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس (بیوہ ابوبکر) کے بطن سے ایک لڑکی بعد وفات ابوبکر پیدا ہوئی تھی اس لڑکی سے حضرت عمر کا نکاح ہوا (ملاحظہ کریں فضائل تبلیغ مولوی محمد زکریا- کتاب ہدایۃ السعد اعلامہ دولت آبادی) یہ خیانت ہے-عبدالکریم نے تو کتاب رحمۃ للعالمین کا صفحہ نمبر تک نہیں لکھا البتہ غلام حسین نجفی نے کتاب رحمۃ للعالمین کا جلد اور صفحہ لکھا ہے لیکن اس نے جھوٹا صفحہ نمبر لکھ کر شیعہ قوم کو تسلی دی ہے.

کتاب رحمۃ للعالمین ۳ جلدوں میں شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور سے شائع ہے آپ خود ج:۱ص:۱۹۵ کھول کر دیکھیں وہاں پر نہ تو اسماء بنت عمیس کا ذکر ہے اور نہ ہی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے اور نہ ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے لہٰذا یہ عبدالکریم اور نجفی کا کھلا جھوٹ ہے اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کے قول ((ملاحظہ کریں الفضائل تبلیغ مولوی محمد زکریا-کتاب ہدایۃ السعد اعلامہ دولت آبادی) کا تو یہ بھی کتاب فضائل تبلیغ پر بہتان تراشی ہے-یہی تو وجہ ہے کہ یہاں پر بھی صفحے کی نشاندہی نہیں کی ہے حالانکہ حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب فضائل اعمال ص:۲۰۸ ناشر مکتبۃ البشریٰ کراچی پاکستان حکایات صحابہ باب دہم عورتوں کا دینی جذبہ میں حضرت فاطمہ کے حالات کے تحت لکھتے ہیں:

ان کی چھ اولاد تین لڑکے تین لڑکیاں ہوئیں .....صاحب زادیوں میں سے

.......دوسری صاحب زادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا جن سے ایک صاحب زادہ زید رضی اللہ عنہ اور ایک صاحب زادی رقیہ پیدا ہوئیں.

(راقم کہتا ہے) لہٰذا حضرت شیخ کے طرف یہ بات منسوب کرنا کہ وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا یعنی زوجہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت ابی بکر و اسماء بنت عمیس تھی سفید جھوٹ ہے.

اور جہاں تک تعلق ہے دولت آبادی بقول نجفی ملک العلماء دولت آبادی کا تو اولاً تو دولت آبادی شیعہ ہے اس کی تحریر ہم پر حجت نہیں جبکہ اس کی یہ تحریر شیعوں کی ان عبارات کے بھی خلاف ہے جو ہم ماقبل میں ناسخ التواریخ سے نقل کر چکے ہیں. اور اس کے شیعہ ہونے کی دلیل یہ کہ شیعوں کے آقا بزرگ طہرانی نے اپنی کتاب الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ ج۹ ص:۵۵۳ ناشر مطبوعاتی اسماعیلیان پر دولت آبادی کا ذکر بڑے احترام کے ساتھ ملک العلماء کے لقب کے ساتھ کیا ہے۔ نیز یہ کتاب الذریعہ شیعہ تصانیف کے تعارف کے لیے لکھی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ دولت آبادی کی کتاب بھی شیعہ ہی کی ہو سکتی ہے. اور جہاں تک تعلق ہے غلام حسین نجفی کے قول (کتاب اعلام النساء ج۴ ص:۲۵۰ میں لکھا ہے کہ اسماء بیوہ ابوبکر کی ایک لڑکی کی کنیت ام کلثوم ہے) کا تو یہ بھی واضح جھوٹ ہے. کیونکہ کتاب اعلام النساء ج۴ ص ۲۵۰ ناشر موسسۃ الرسالۃ۔ بیروت میں صرف اتنا لکھا ہے:

ام كلثوم بنت ابی بكر ....خطبها عمر بن الخطاب فقال عمر اشهد انهم كرهوني ....و قد اعفيتهم ....و امسك عمر عن معاودة خطبتها .

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا (تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاں تو کی تھی لیکن بعد میں غور کرنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعے حضرت عمر کو جواب بھیجا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے مجھے نکاح کے لیے پسند نہیں کیا پس میں نے ان کو معاف کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوبارہ نکاح کے پیغام بھیجنے سے رک گئے.

تو اس عبارت میں اسماء کا نام تک نہیں ہے پھر بھی نجفی کا اس ام کلثوم کو اسماء بنت عمیس کی بیٹی قرار دینا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے.

وسوسہ-۳: غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۳۰۹ میں لکھتا ہے:

سوال زوجہ عمر ام کلثوم بنت ابی بکر کی ماں اسماء بنت عمیس ہوا کیا اس کا تذکرہ تاریخ میں موجود ہے جواب ہاں ثبوت ملاحظہ ہو: اہل اسلام کی مائی ناز کتاب الانوار کما نقل فی شمشیر مسموم ص:۳۱۱-

عن احد ائمة الهدیٰ ان عمر خطب ام كلثوم بنت علی فرده ثم خطب ام كلثوم بنت ابی بكر ربيبة علی فاعتل بصغرها فقال ارنيها فبعث بها امير المؤمنين الیٰ عمر فی حاجته له فاستدناها عمر و اراد ان يقبض علیٰ يدها فنفضت يدها منه و هربت الیٰ امير المؤمنين و قالت لقد آذانی هٰذا قال و صبر عليها حتیٰ بلغت مبلغ التزويج فتزوجها و قال الناس تزوج عمر بنت علی و ام كلثوم هٰذه اخت محمد بن ابی بكر لامه و ابيه .

ترجمہ: ائمہ ھدیٰ سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر نے اُم کلثوم بنت علی کا رشتہ مانگا اور جناب امیر نے انکار فرمایا اور ٹھکرا دیا پھر عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا جو کہ جناب امیر کی پروردہ تھی جناب امیر سے رشتہ مانگا پس آنجناب نے ام کلثوم بنت ابی بکر کی کم سنی کا عذر پیش کیا عمر نے کہا آپ ام کلثوم بنت ابی بکر مجھے دکھائیں پس جناب امیر نے کسی ضرورت کی وجہ سے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا عمر نے بچی سے کہا کہ میرے قریب آؤ اور عمر نے ارادہ کیا کہ ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ لے ام کلثوم نے ہاتھ چھڑا لیا اور جناب امیر کی طرف بھاگ گئی اور شکایت کی کہ اس عمر نے مجھ کو اذیت دی ہے۔ پس عمر نے کچھ مدت صبر کیا حتیٰ کہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم شادی کے قابل ہو گئی پس عمر نے اسی ام کلثوم بنت ابی بکر سے شادی کی اور لوگوں نے کہا کہ عمر نے بنت علی سے شادی کی ہے اور یہ ام کلثوم جو علی کی بیٹی مشہور کی گئی یہ محمد بن ابی بکر کی سگی بہن ہے۔ ماں اور باپ کی طرف سے۔

جواب: غلام حسین نجفی نے اس روایت کو نقل کرنے میں دو خیانتیں کی ہیں۔

۱۔ اس کتاب مذکور کو اہل اسلام کی مائی ناز کتاب بتا کر تاثر یہ دینا چاہتا ہے کہ یہ اہل سنت و اہل تشیع دونوں کی کتاب ہے حالانکہ اس کتاب کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں البتہ یہ شیعوں کی کتاب ہے کیونکہ شیعوں کے آقا بزرگ طہرانی نے اپنی کتاب الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ ج ۲ ص: ۴۳۵ ناشر مطبوعاتی اسماعیلیان پر اس کتاب کا ذکر بڑے اہتمام کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

الانوار العلویۃ و الاسرار المرضویۃ فی احوال امیر المؤمنین

علیه السلام و فضائله و غزوته ....للشیخ جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد التقی ابن الحسن بن الحسین بن علی النقی الربعی النزاری المعاصر المعروف بالنقدی.

(راقم کہتا ہے) خلاصہ یہ ہے کہ اس مصنف نے چونکہ یہ کتاب شیعہ تصانیف کے تعارف کے لیے لکھی ہے اور اس کتاب کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے اس لیے یہ کتاب شیعہ کی کہلائیگی لہٰذا اس کتاب کو اہل اسلام کی کتاب قرار دینا دھوکے کے علاوہ کچھ بھی نہیں.

۲-غلام حسین نے الانوار سے یہ عبارت نقل کرتے ہوئے خیانت کی ہے کیوں کہ اس عبارت کی شروع میں ایسے الفاظ ہیں جو اس عبارت کو ناقابل اعتبار بنا دیتے ہیں چنانچہ اصل عبارت اس طرح ہے:

اقول ورأیت فی بعض الکتب و لم استحضر اسمه الآن ما معناه عن احد اعلام الهدیٰ (ع) ان عمر خطب الخ.

(شیعوں کو جھوٹی تسلی دینے کے لیے اس کتاب کا مصنف کہتا ہے) میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے مگر اس کتاب کا نام میرے ذہن میں نہیں ہے اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کی ائمہ ھدیٰ میں سے کسی سے منقول ہے کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے علی (رضی اللہ تعالیٰ سے اس کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا الخ. (جیسے کہ نجفی کی عبارت میں گذر چکا.) دیکھیے اصلی کتاب:

الانوار العلویة ص: ۴۳۶ ناشر المطبعة الحیدریة فی النجف.

آپ غور فرمائیں کہ اولاً تو یہ روایت بے سند ہے اور بے سند روایت کی دین میں کوئی حیثیت نہیں.

ثانیاً: ناقل خود کہتا ہے کہ میں نے یہ روایت پڑھی تو ہے لیکن مجھے وہ کتاب یاد نہیں جس میں میں نے یہ روایت پڑھی ہے تو جب آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ روایت کہاں ہے تو اصول اربعہ کی روایات کو چھوڑ کر ایسی مجہول روایت کو ماننا کتنی بڑی جہالت ہے .اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جب اصول اربعہ کی کوئی روایت نجفی کی طبیعت کے خلاف آتی ہے تو اس میں بھی کیڑے نکال کر اس روایت کو چھوڑ دیتا ہے لیکن جس روایت کے متعلق یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ روایت دنیاے کتب کی کس کتاب میں ہے لیکن وہ روایت جب نجفی کی طبیعت کے مطابق آجاتی ہے تو اس کو بلا چوں چرا کے مان لیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب اپنی خواہش کی اتباع کا نام ہے.

وسوسہ: ۴- غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص ۳۳۹ پر لکھتا ہے:

ام کلثوم جو زید کی ماں اور زوجہ عمر ہے اور دونوں نے بیک وقت وفات پائی ہے ان کی وفات پچاس ہجری سے پہلے ہوئی ہے ....ام کلثوم بنت علی وفاطمہ گیارہ سال بعد ۶۱ ھجری واقعہ کربلا کے بعد موجود تھیں اور تہذیب الاحکام کی روایت میں راوی کو ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ ہوا ہے- اور آگے ام کلثوم بنت علی وفاطمہ کے سن ۶۱ ھجری میں حیات ثابت کرنے کے لیے ص ۳۴۰ پر الاخبار الطوال کو اہل سنت کی معتبر کتاب شمار کرتے ہوئے اس کے حوالے سے لکھتا ہے:

اہل سنت کی معتبر کتاب الاخبار الطّوال ص ۲۲۸- ذکر خروج الحسین من المدینة: فلما امسو واظلم الیل مضی الحسین ایضاً مکة ومعه اختاه ام کلثوم و زینب.

ترجمہ: جب شام کا وقت ہوا اور رات تاریک ہوگئی تو امام حسین نے مدینے سے سفر کیا اور آنجناب کے ساتھ حضور کی بہنیں زینب اور ام کلثوم بھی تھیں.

اور ص:۳۴۱ پر ثبوت دیتے ہوئے لکھتا ہے:

اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ، ج:۲، ص:۳۵۴، باب:۶۱

واما ام کلثوم فحین توجهت الیٰ المدینة جعلت تبکی وتقول شعراً: مدینة جدنا لاتقبلینا -فبالحسرات و الاحزان جئنا

ترجمہ: اور ام کلثوم جب مدینہ آئیں تو رونے لگی اور مرثیہ پڑھا.

اے ہمارا نانا رسول کے شہر تو ہمیں قبول نہ کر ہم اپنے دلوں میں حسرتیں اور غم لیکر آئے ہیں. الخ. (نجفی کہنا یہ چاہتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ عمر بنت فاطمہ نہیں ہوسکتی کیوں کہ ام کلثوم زوجہ عمر پچاس ہجری سے پہلے فوت ہوچکی تھی اور ام کلثوم بنت فاطمہ سن ۶۱ ہجری میں زندہ تھی معلوم ہوا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور ہے اور ام کلثوم بنت فاطمہ اور ہے)

جواب: اولاً: الاخبار الطوال اہل سنت کی کتاب نہیں بلکہ شیعہ کی کتاب ہے چنانچہ اس کتاب کے مصنف احمد بن داؤد ابوحنیفہ دینوری (المتوفی ۲۹۰) کے متعلق شیعوں کا آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب الذریعہ تصانیف الشیعہ ج۱ ص ۳۳۸ طبع موسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران قم پر لکھتا ہے:

ثقة فیما یرویه معروف بالصدق .....اکثر اخذه من یعقوب بن اسحاق السکیت النحوی الشهید لتشیعه و هو من ابناء الفارس یستظهر امامیته و اما معاصره ابو قتیبه الدینوری عبد الله بن مسلم (المتوفی ۲۸۲) او (سنة ۲۷۰) کما فی ابن ندیم فهو . کوفی عامی جزما.

عبارت کا مفہوم: یہ مصنف ثقہ ہے اور سچے ہونے کے ساتھ مشہور ہے.....
اس نے اکثر روایات یعقوب بن اسحٰق السکیت النحوی سے لی ہیں جس کو شیعت کی وجہ سے شہید کیا گیا وہ اہل فارس میں سے تھا اور اپنا امامی ہونا ظاہر کرتا تھا بہرحال اس کا ہمعصر ابوقتیبہ دینوری عبداللہ بن مسلم (المتوفی ۲۷۰-۲۷۲) بالیقین سنی تھا.

اسی طرح دوسری کتاب ینابیع المودۃ بھی اہل سنت کی کتاب نہیں بلکہ شیعہ کی کتاب ہے چنانچہ اس کے متعلق شیعوں کا آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب الذریعۃ تصانیف الشیعہ ج ۲۵ ص ۲۹۰ موسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران قم پر لکھتا ہے:

والکتاب یعد من کتب الشیعة.

یہ کتاب یعنی ینابیع المودۃ کتب شیعہ میں شمار کی جاتی ہے.

لہٰذا نجفی کا ان کتب کو اہل سنت کی طرف منسوب کرنا جھوٹ کی جڑ ہے.

ثانیاً: ہم نے ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ وزوجہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات تقریبا سن ۵۴ ہجری میں ان کے پانچویں امام محمد باقر سے ثابت کی ہے اور نجفی نے اپنے امام کے قول کے مقابلے میں ایک تاریخی حوالہ بیان کیا ہے اب نجفی کی ذریت سے سوال ہے کہ کیا شیعہ کے عقیدے کے مطابق امام معصوم کے مقابلے میں غیر معصوم کا قول پیش کرنا اسلام ہے یا کفر؟ پھر حدیث میں بغیر فنی خرابی کے یوں کہنا کہ اس روایت میں راوی سے ولدیت کے بیان میں وہم ہوا ہے یہ صراحۃً انکار حدیث ہے یا نہیں؟ کیونکہ پھر تو کہا جا سکتا ہے کہ شیعوں کی تمام روایات میں وہم ہے یوں نجفی کے قول کے مطابق شیعہ کا پورا دین غیر معتبر بن جاتا ہے.

ثالثاً: ان روایات میں جن سے ام کلثوم کی حیات کربلاء میں ثابت کی جارہی ہے کہاں لکھا ہوا ہے کہ اس ام کلثوم سے مراد ام کلثوم بنت فاطمہ ہے؟ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا کہنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حقیقی نانا ہوں عرف میں اپنے باپ شریک بھائیوں کے رشتہ داروں کو اپنے طرف منسوب کرنا رائج ہے مثلاً باپ شریک بھائی کی نانی کو احتراماً نانی کہا جاتا ہے اسی طرح ان کے نانے کو نانا کہا جاتا ہے تو چونکہ میں کہتا ہوں اس ام کلثوم سے مراد بنت علی وام سعید بنت مسعود ثقفی ہے تو یہ ام کلثوم حضرات حسن وحسین کی باپ شریک بہن ہوئی اس لیے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا کہا ہے۔ لہٰذا امام محمد باقر کے قول اور اس تاریخی حوالے میں کوئی تضاد نہیں ہے البتہ اس بات پر کہ یہ واقعہ کربلا میں موجود ام کلثوم بنت علی وام سعید تھیں ثبوت حاضر ہے:

۱-شیعہ مؤرخ عباسقلی خان سپہر اپنی کتاب طرز المذہب طبع انتشارات اساطیر-طہران ص۵۱-۵۲ پر لکھتا ہے:

بہ روایات پارہ ای از نقلہ اخبار ومحدثین حضرت ام کلثوم کہ زید بن عمر ورقیہ را از عمر بزاددر زمان سعادت توامان حضرت امام حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہ در مدینہ طیبہ از دار فانی بہ جاودانی خرامید ووفات او وپسرش در یک روز اتفاق افتاد ....وازیں اخبار معلوم می شود کہ ام کلثوم بنت علی علیہ السلام کہ در یوم الطف وسفر شام با اہل بیت خیر الانام

همراه بود از بطن صدیقه طاهره – علیها السلام نیست بلکه همان ام کلثوم صغری است مادرش ام سعید بنت عروه ثقفی است.

عبارت کا مفہوم: کئی ساری روایات اور محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام کلثوم جس نے زید بن عمر اور رقیہ کو حضرت عمر سے جنا اس نے حضرت امام حسن کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں اس فانی دنیا سے ہمیشہ والی زندگی کی طرف رحلت فرمائی اور اسکی اور اس کے بیٹے کی وفات اتفاقاً ایک ہی دن میں ہوئی - ان روایات سے معلوم ہوتا ہے وہ ام کلثوم بنت علی جو واقعہ کربلا اور سفر شام میں اہل بیت کے ساتھ موجود تھیں وہ ام کلثوم حضرت فاطمہ صدیقہ طاہرہ کے بطن مبارک سے نہیں تھی بلکہ وہ ام کلثوم صغریٰ ہے اس کی والدہ ام سعید بنت عروہ ثقفی ہے۔

۲- شیعوں کا العالم والفقیہ الجلیل الکامل رکن الاسلام والمسلمین حاج محمد ہاشم خراسانی اپنی کتاب منتخب التواریخ تہران بازار بین الحرمین ص ۱۴۳ پر لکھتا ہے:

وایں مخدره در وقعه طف حاضر نبود چنانچه در همیں کتاب حجة السعادة میفرماید نقله حدیث از طرق معتبره نقل نموده اند که جناب ام کلثوم دختر امیر المؤمنین (ع) وفاطمة زهراء والده زید بن عمر ورقیه بنت عمر در حیات حضرت مجتبیٰ (ع) در مدینه طیبه از دنیا رحلت فرمود ورحلت او وفرزندش زید در یک روز اتفاق افتاد وتقدم وتأخر موت احدهما معلوم نشد الیٰ ان قال وام کلثوم بنت علی که نام شریفش در وقه طف در همه جا مذکور می شود وخطب

واشعاراو منسوب می گردد ام کلثوم دیگر است از سایر زوجات امیر المؤمنین چون علیٰ القول الصحیح امیر المؤمنین را از بنات دو زینب بود ودو ام کلثوم زینب کبریٰ زوجه عبد الله بن جعفر بود وام کلثوم الکبریٰ زوجه عمر بن خطاب بود وهر دو ازصدیقه طاهره بودند وزینب الصغریٰ ام کلثوم الصغریٰ از سایر امهات بوجود آمدند وشیخ حر در وسائل الشیعه از عمار روایت کرده اخرجت جنازة ام کلثوم بنت علي وابنها زيد بن عمر وفي الجنازة الحسن والحسين و عبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وابو هريره فوضعو جنازة الغلام مما يلي الامام والمرأة ورائه و قالو هذا هو السنة پس معلوم شد که جناب کلثوم بنت فاطمه در وقعه طف اصلاً در دنیا نبوده.

عبارت کا مفہوم: یہ پردہ نشیں (زوجہ عمر بن خطاب) واقعہ کربلا میں موجود نہیں تھی اور اسی کتاب جنۃ السعادۃ میں (مرحوم اعتماد السلطنۃ) فرماتے ہیں ناقلین نے معتبر سندوں سے نقل کیا ہے کہ جناب ام کلثوم بنت علی وفاطمۃ الزہرا علیہم السلام زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر کی والدہ نے حضرت حسن کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی اور اس کی اور اس کے بیٹے زید کی وفات اتفاقاً ایک ہی دن میں ہوئی ور ان دونوں میں سے کسی کے موت کا پہلے ہونا معلوم نہ ہوسکا الخ اور ام کلثوم بنت علی جس کا نام واقعہ کربلا میں ہر جگہ آتا ہے اور خطبے اور اشعار اس کے طرف منسوب ہوتے

ہیں وہ ام کلثوم حضرت علی کی بیٹی اور حسین کی دوسری بیویوں میں سے ہے اور شیخ حر نے وسائل شیعہ میں حضرت عمار بن یاسر سے نقل کیا ہے کہ ام کلثوم بنت علی اور اس کے بیٹے زید بن عمر کا جنازہ نکالا گیا اور اس جنازہ میں حسن، حسین، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ بھی موجود تھے پس انہوں نے لڑکے کو امام کے قریب رکھا اور عورت کو اس کے پیچھے رکھا اور کہا کہ یہی سنت ہے پس ام کلثوم بنت فاطمہ واقعہ کربلا میں ہرگز موجود نہیں تھی۔

قارئین کرام! شیعہ محققین کی ان عبارات پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ جس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو چکی تھیں اور جو ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود تھی وہ بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہیں تھی لہذا عمر کا نکاح اور ام کلثوم کا اپنے بیٹے کے ساتھ فوت ہونے برحق اور وہم سے پاک صاف ہے اور شیخ کا یہ قول غلط فہمی پر مشتمل ہے۔

وسوسہ: ۵۔ عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۷۰ میں لکھتا ہے:

ام کلثوم ۶۱ ہجری میں واقعہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھیں اور اسیران کربلا میں تھیں عبداللہ بن عمر کا یزیدی حکومت پر بہت اثر و رسوخ تھا حتیٰ کہ مختار کو ان ہی عبداللہ کی سفارش پر رہا کر دیا گیا تھا حالانکہ وہ اعلانیہ بنی امیہ کے جانی دشمن تھے۔ مگر ان عبداللہ نے اپنی سوتیلی ماں کی سفارش نہیں کی ہے اگر حضرت ام کلثوم عبداللہ بن عمر کی سوتیلی ماں ہوتیں تو وہ ضرور غیرت کھاتے اور اپنے باپ کی عزت کو بازاروں

میں دربدر نہ ہونے دیتے.(کہنا یہ چاہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر کا ام کلثوم بنت علی کی سفارش نہ کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ام کلثوم بنت علی عبداللہ بن عمر کی سوتیلی ماں اور فاروق اعظم کی زوجہ نہیں تھیں.)

جواب اولاً: تو ہم شیعہ کتب سے ثابت کر چکے کہ جو ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا واقعہ کربلا میں موجود تھیں وہ بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہیں تھی بلکہ بنت علی وام سعید بنت مسعود ثقفی تھیں لہذا یہ اعتراض ہی بیجا ہوا.

ثانیاً: بقول آپ کے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مختار کی سفارش کی اور اس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی جو واقعہ کربلا میں موجود تھیں سفارش نہیں کی یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ جو ام کلثوم رضی اللہ عنہا واقعہ کربلا میں موجود تھی وہ بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہیں تھی کیوں کہ اگر وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہوتی تو بقول آپ کے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کی ضرور ضرور سفارش کرتے کیوں کہ ام کلثوم بنت فاطمہ ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوتیلی ماں ہے.

وسوسہ:٦ -عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:٦٧ میں لکھتا ہے:

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب تحفہ اثنا عشریہ نے ایک نہایت قابل قدر کتاب سر الشہادتین تحریر فرمائی ہے اور ان کے معتمد ومحترم شاگرد جناب شاہ سلامت اللہ دہلوی نے اس کتاب کی فارسی زبان میں شرح لکھی ہے جو تحریر الشہادتین

کے نام سے مشہور ہے-وہ قافلہ سادات کی دربار یزید پلید میں پیشی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ یزید نے لوگوں سے پوچھا یہ کون عورت ہے؟ لوگوں نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن اور فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت زینب ہیں-اس کے بعد جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنے آپ کو گرا دیا- پھر حضرت کے ہونٹ اور دانتوں پر اپنا منہ اس طرح ملایا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر لوٹنے لگیں جب ہوش میں آئیں تو یزید کے حق میں بددعا کرنے لگیں اور فرمایا اے یزید تو دنیا سے زیادہ نفع نہیں اٹھا سکے گا اور جس طرح تو نے ہم لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا ہے تو بھی دنیا و آخرت میں آرام کا منہ نہیں دیکھے گا-یزید پلید نے پوچھا کیا یہ عورت بھی حسین کی بہن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی صاحب زادی ہیں.

(تحریر الشہادتین،ص:۷۷،مطبوعہ لکھنؤ)

پس دربار یزید میں دی گئی مخالفین کی گواہی اس شبہ کے ازالہ کے لیے کافی ہے کہ اسیرہ شام سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا دختر علی و فاطمہ ہی تھیں-جبکہ زوجہ عمر ام کلثوم اس واقعے سے سات سال پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں.

جواب :یہ روایت مجہول ہے اور مجہول روایت مردود ہوتی ہے.اس روایت کے مجہول ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس روایت کے شروع میں یہ الفاظ ہیں:

نیز گویند زمانیکه یزید پلید ....پس ازاں کلثوم برخاست و بر سر حسین افتاده لب و دندان خود را ....گفتند آری این کلثوم دختر فاطمه است.

خلاصہ یہ ہے کہ اس روایت کے شروع میں لفظ ہے گویند یعنی لوگ کہتے ہیں اب معلوم نہیں کہ یہ کہنے والے کون لوگ ہیں سنی ہیں آیا شیعہ ہیں؟ اور اصول ہے کہ مجہول لوگوں کا قول غیر معتبر ہوتا ہے جیسے کہ غلام حسین نجفی اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے کافی کے متعلق وارد ہونے والی امام کی توثیق یعتقد بعض علمائنا انہ عرضہ علی القائم کا جواب دیتے ہوئے اپنی کتاب سہم مسموم ص:۲۵۲ پر لکھتا ہے:

لفظ بعض العلماء مجہول الاسم والمسمٰی ہے یعنی نامعلوم وہ کون عالم ہے جس کا یہ عقیدہ تھا۔ پس کسی نامعلوم شخص کا عقیدہ ہمارے لیے حجت نہیں ہے۔ راقم بھی کہتا ہے کہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کربلا میں موجود ہونے کا عقیدہ ونظریہ نامعلوم لوگوں کا ہے اس لیے نامعلوم لوگوں کا نظریہ ہمارے لیے حجت نہیں ہے.

وسوسہ:۷۔ عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۷۰ میں لکھتا ہے:

مؤرخین نے لکھا ہے کہ بعد از وفات عمر حضرت ام کلثوم کا نکاح عون بن جعفر سے ہوا حالانکہ شیعہ روایات میں ۱۷ ہجری میں بی بی زینب وام کلثوم دونوں کا عقد ایک ہی وقت میں عبداللہ اور عون سے ہوا. (عبدالکریم کہنا یہ چاہتا ہے کہ مؤرخین اہل سنت اور شیعہ روایات میں تضاد ہے کیونکہ مؤرخین کہتے ہیں کہ ام کلثوم کے ساتھ عون کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہوا جبکہ شیعہ روایات میں کہ عبداللہ بن جعفر کا نکاح زینب کے ساتھ اور عون کا نکاح ام کلثوم کے ساتھ بیک وقت ہوا ہے. یعنی ام کلثوم کا پہلا نکاح عون بن جعفر سے ہوا ہے.)

جواب: جس طرح سنی مؤرخین نے لکھا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ عون بن جعفر کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بعد ہوا ہے اسی طرح شیعہ مؤرخین نے بھی تسلیم کیا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ عون بن جعفر کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بعد ہوا ہے۔ مثلاً:

مؤرخین اہل سنت

۱- علامہ محمد بن سعد المعروف بابن سعد (المتوفی ۲۳۰) اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص: ۳۳۸ ناشر دار الکتب العلمیۃ- بیروت میں لکھتے ہیں:

ام كلثوم بنت علي بن ابي طالب ....و امها فاطمة بنت رسول الله ﷺ ...ثم خلف عليٰ ام كلثوم بعد عمر عون بن جعفر بن ابي طالب بن عبد المطلب فتوفي عنها ثم خلف عليها اخوه عبد الله بن جعفر بن ابي طالب بن عبد المطلب بعد اختها بنت علي بن ابي طالب.

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم بنت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عون بن جعفر نے شادی کی اور اس کے بعد محمد بن جعفر نے شادی کی اور اس کے بعد عبداللہ بن جعفر نے شادی کی۔

۲- محمد بن حبیب امیۃ ابو جعفر البغدادی (المتوفی ۲۴۵ھ) اپنی کتاب المحبر ج ۱ ص ۵۶ طبع دار الآفاق الجديده بیروت پر لکھتے ہیں:

عمر بن خطاب رحمه الله ، كانت عنده ام كلثوم بنت علي ثم

خلف علیها عون ثم محمد ثم عبد الله بنو جعفر بن ابی طالب۔

عبارت کا مفہوم: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا تھی اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھ عون بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کی وفات کے بعد ان کے ساتھ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی۔

٣-علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی (المتوفی ٥٠٨) اپنی کتاب تلقیح فھوم اھل الاثر فی عیون تاریخ والسیر ج١ص:٣٠ ناشر دارالارقم بن ابی الارقم - بیروت میں لکھتے ہیں:

تزوج ام کلثوم عمر بن االخطاب فولدت له زیداً ثم خلف علیها بعد عمر عون بن جعفر فلم تلد له ثم مات و خلف علیها محمد بن جعفر فولدت له جاریة ثم خلف علیها بعده عبد الله بن جعفر فلم تلد له و ماتت عنده۔

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور ان کو زید نامی بیٹا پیدا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس کے ساتھ عون بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کو اس سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور اس کی وفات کے بعد ان کے ساتھ محمد بن جعفر نے شادی کی اور اس کو اس سے ایک بچی پیدا ہوئی اور اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کو اس سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور وہ اسی کے پاس فوت ہوئی۔

٤-ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (المتوفی ٧٧٤) اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ ج٥ص:٣١٤ ناشر احیاء التراث العربی میں لکھتے ہیں:

اما ام کلثوم فتزوجها امیر المؤمنین عمر بن الخطاب فولدت له

زيداو مات عنها فتزوجت بعده ببني عمها جعفر واحدا بعد واحد تزوجت بعون بن جعفر فمات عنها فخلف عليها اخوه محمد فمات عنها خلف عليها خوهما عبد الله بن جعفر .

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور اس کو اس سے زید نامی ایک بیٹا پیدا ہوا اور جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو اس نے یکے بعد دیگرے اپنے چچازاد بھائیوں سے شادی کی عون بن جعفر سے پھر اس کے بعد محمد بن جعفر سے پھر اس کے بعد عبداللہ بن جعفر سے شادی کی.

۵- علامہ شمس الدین ابوعبداللہ احمد بن عثمان الذھبی (المتوفی ۷۴۸) اپنی کتاب تاریخ الاسلام ج ۳ ص: ۴۵ ناشر دار الکتاب العربی - بیروت میں لکھتے ہیں:

اما ام كلثوم فتزوجها عمر فولدت له زيدا ثم تزوجها بعد قتل عمر عون بن جعفر فمات ثم تزوجها محمد بن جعفر فولدت له بنته ثم تزوج بها اخوه عبد الله بن جعفر .

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شادی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ عون نے اس کے بعد محمد بن جعفر نے شادی کی اور اس کو اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اور اس کے بعد ان کے ساتھ اس کے بھائی عبداللہ بن جعفر نے شادی کی.

مؤرخین اہل تشیع

۱-شیعوں کا رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب (المتوفی ۵۸۸) اپنی کتاب مناقب آل ابی طالب ج۳ص:۲۸۰ ناشر موسسۃ الاعلمی للمطبوعات-بیروت پر نوبختی کی کتاب الامامۃ کے حوالے سے لکھتا ہے:

انہ خلف علیٰ ام کلثوم بعد عمر عون بن جعفر ثم محمدبن جعفر ثم عبد الله بن جعفر .

عبارت کا مفہوم: حضرت عمر کے بعد ام کلثوم کے ساتھ عون بن جعفر نے شادی کی پھر اس کے بعد محمد بن جعفر نے پھر اس کے عبداللہ بن جعفر نے شادی کی.

۲- شیعوں کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی اپنی کتاب بحار الانوار ج۴۲ص۹۱ ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت-لبنان پر لکھتا ہے:

انہ خلف علیٰ ام کلثوم بعد عمر عون بن جعفر ثم محمدبن جعفر ثم عبد الله بن جعفر .

عبارت کا مفہوم: حضرت عمر کے بعد ام کلثوم کے ساتھ عون بن جعفر نے شادی کی پھر اس کے بعد محمد بن جعفر نے پھر اس کے عبداللہ بن جعفر نے شادی کی.

۳-شیعوں کا ثقۃ المحدثین ناصر الملۃ والدین شیخ عباس قمی المتوفی (۱۳۵۹) اپنی کتاب منتہی الآمال ص:۲۵۷ ناشر انتشارات علویون- میں لکھتا ہے:

واما ام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است -وبعد از او ضجیع عون بن جعفر واز پس او زوجہ محمد بن جعفر گشت.

عبارت کا مفہوم : بہر حال کتابوں میں ام کلثوم کے نکاح کی بات حضرت عمر کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔اس کے بعد اس کی شادی عون بن جعفر کے ساتھ اور اس کے بعد محمد بن جعفر کے ساتھ ہوئی.

۴۔شیعوں کا علامہ میرزا محمد بن معتمد خان البدخشی (التوفی ۱۱۲۶) کتاب نزل الابرار فی مناقب اہل بیت الاطہار ص ۳۹۴ پر لکھتا ہے:

ثم لما مات عمر تزوجها عون بن جعفر بن ابی طالب وبعد فوته تزوجها اخوه محمد بن جعفر فلما توفی محمد تزوجها عبد الله بن جعفر.

عبارت کا مفہوم : جب عمر فوت ہوگئے تو اس (ام کلثوم) کے ساتھ عون بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی اور اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھ اس کے بھائی محمد بن جعفر نے شادی کی پھر جب محمد فوت ہوگئے تو اس کے ساتھ عبداللہ بن جعفر نے شادی کی.

۵۔شیعوں کا مائی ناز مصنف شیخ جعفر نقدی (التوفی ۱۳۷۱) اپنی کتاب الانوار العلویہ ص: ۴۳۵ ناشر المطبعۃ الحیدریۃ فی النجف میں لکھتا ہے:

خلف علیها بعد عمر عون بن جعفربن ابی طالب ثم محمدبن جعفر ثم عبد الله بن جعفر .

عبارت کا مفہوم : حضرت عمر کے بعد اس (ام کلثوم) کے ساتھ عون بن جعفر نے شادی کی پھر اس کے بعد محمد بن جعفر نے پھر اس کے عبداللہ بن جعفر نے شادی کی.

۶۔شیعوں کا معتبر عالم سید علی خان (التوفی ۱۱۲۰) اپنی کتاب الدرجات الرفیعۃ فی طبقات الشیعۃ ص: ۱۸۴ میں لکھتا ہے:

عون بن جعفر بن ابی طالب .... خلف علیٰ ام کلثوم بنت امیر المؤمنین بعد عمر ثم بعده اخوه محمد.

عبارت کا مفہوم: حضرت عمر کے بعد ام کلثوم بنت امیر المؤمنین کے ساتھ عون نے شادی کی پھر اس کے بعد اس کے بھائی محمد نے شادی کی.

شیعہ سنیوں کی ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات اس بات یعنی ام کلثوم کا پہلا نکاح حضرت عمر سے اور دوسرا نکاح عون بن جعفر سے اور تیسرا نکاح عبد اللہ بن جعفر سے ہوا نقل کرنے میں متفق ہیں لہٰذا عبدالکریم کا یہ کہنا کہ اس نقل میں شیعہ روایات، مؤرخین کے نقل کے خلاف ہیں محض دل بہلانے والی بات ہے. جو حق کو دبا نہیں سکتی.

وسوسہ:۸- عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۷۱ میں لکھتا ہے: بعد از وفات عمر حضرت عون سے بی بی ام کلثوم کا نکاح اس لیے نا قابل تسلیم ہے کہ جناب عون بن جعفر زمانہ عمر ہی میں جنگ فارس میں کام آ گئے یعنی عون حضرت عمر کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے پس بعد از موت عمر کیا عون کے روح سے شادی ہوئی؟

جواب: گذشتہ شیعہ سنی تاریخی عبارات کے مطالعے کے بعد ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح عون سے ماننا کوئی انوکھی بات نہیں ہے تاہم عبدالکریم کے اس اشکال کا بھی ان شاء اللہ العزیز بخوبی جائزہ لینگے۔

عون بن جعفر اور اس کے بھائی محمد بن جعفر دونوں کربلاء میں شہید ہوئے ہیں اس بات کے ثبوت پر ہم ان شاء اللہ العزیز کتب شیعہ سے متعدد حوالے نقل کرینگے لیکن آپ حضرات سے انصاف کی بار بار گذارش ہے.

۱-شیعہ رجال کا امام ابوالقاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج ۱۳ص:۱۶۹ ناشر دارالزہراء بیروت-لبنان میں لکھتا ہے:

عون بن جعفر بن ابی طالب ....قال السید المهنا قتل هو و اخوه محمد الاصغر مع ابن عمهما الحسین علیه السلام یوم الطف

عبارت کا مفہوم: سید مہنا کہتا ہے کہ عون بن جعفر اور اس کا بھائی محمد الاصغر اپنے چچازاد بھائی حضرت حسین کے ساتھ طف (واقعہ کربلا) میں شہید ہوئے.

۲-شیعوں کا شہید علامہ سید نوراللہ شوستری (المتوفی ۱۰۱۹) اپنی کتاب مجالس المؤمنین ج ۱ص:۱۹۵ کتابفروشی اسلامیہ طہران پر لکھتا ہے:

صاحب روضة الشهداء آورده که محمد با برادر خود عون در کربلاء شهید شده اند.

صاحب روضۃ الشہداء نے روایت کیا ہے کہ محمد اپنے بھائی عون کے ساتھ کربلاء میں شہید ہوئے ہیں.

۳-شیعوں کا معتبر ترین نسابہ جمال الدین احمد بن علی المعروف بابن عنبۃ (المتوفی ۸۲۸) اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص:۳۶ ناشر منشورات المطبعۃ الحیدریۃ فی النجف میں لکھتا ہے:

اما عون و محمد الاصغر فقتلا مع ابن عمهما الحسین علیه السلام یوم الطف.

عبارت کا مفہوم: عون اور محمد دونوں اپنے چچازاد بھائی حضرت حسین کے

ساتھ طف والے دن شہید کر دیے گئے.

۴-شیعوں کا معتبر عالم سید علی خان (المتوفی ۱۱۲۰) اپنی کتاب الدرجات الرفیعۃ فی طبقات الشیعۃ ص:۱۸۴ میں لکھتا ہے:

و قتل عون بالطف مع الحسین .

عبارت کا مفہوم: عون اپنے بھائی حسین کے ساتھ شہید کر دیے گئے.

۵-شیعوں کا معتبر عالم علی بن ابی الغنائم العمری (کان حیا بعد سنۃ ۴۴۳) اپنی کتاب المجدی فی انساب الطالبین ص:۲۹۶ ناشر مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ المرعشی قم میں لکھتا ہے:

فقتل بالطف عون و محمد الاصغر .

عبارت کا مفہوم: عون اور محمد اصغر طف (واقعہ کربلا) میں شہید کر دیے گئے.

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ عبدالکریم کا قول نہایت ہی کمزور کبیت العنکبوت ہے۔

وسوسہ: ۹-غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۳۴۶ میں لکھتا ہے: یہ بات آپ کو ماننی پڑے گی کہ عبداللہ کا نکاح ام کلثوم سے واقعہ کربلا ۶۱ھ کے بعد ہوا ہے کیوں کہ واقعہ کربلا میں جناب زینب موجود تھیں (کہنا یہ چاہتا ہے کہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ کا انتقال حضرت حسن کے زمانے میں نہیں ہوا بلکہ یہ واقعہ کربلا میں موجود تھیں اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے کتب میں لکھا ہے کہ ام کلثوم کا آخری نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا حالانکہ ام کلثوم بنت علی کی بہن زینب عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں پہلے

سے موجود تھیں اور اس کا بھی واقعہ کربلا میں موجود ہونا ثابت ہے ظاہر ہے یہ بات اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب حضرت زینب کی وفات ہو چکی ہوتا کہ عبداللہ بن جعفر جامع بین الاختین نہ کہلائے تو اس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم کا نکاح عبداللہ بن جعفر کے ساتھ واقعہ کربلا کے بعد ہوا لہٰذا حضرت ام کلثوم کی واقعہ کربلا میں موجودگی ثابت ہوگئی اور جب واقعہ کربلا میں موجودگی ثابت ہوئی تو تہذیب الاحکام والی روایت جھوٹی ثابت ہوئی.)

جواب : حضرت عبد اللہ بن جعفر کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نہیں ہوا کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حیات واقعہ کربلا میں ثابت ہو بلکہ عبد اللہ بن جعفر کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہوا ہے صورت یہ پیش آئی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو عبد اللہ بن جعفر نے کسی وجہ سے طلاق دی تھی اور اس کے بعد اس کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی لہٰذا جامع بین الاختین ہونا لازم نہیں آیا البتہ اس کا ثبوت حاضر ہے:

علامہ علی بن احمد بن سعید بن حزم (المتوفی ۴۵۶) اپنی کتاب جمہرۃ انساب العرب ص ۳۸ ناشر دار الکتب العلمیہ - بیروت میں لکھتے ہیں:

ثم خلف عليها بعده عبد الله بن جعفر بن ابی طالب بعد طلاقه لاختها زينب

عبارت کا مفہوم : محمد بن جعفر بن ابی طالب کے بعد ام کلثوم کے ساتھ

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اس کی بہن زینب کو طلاق دینے کے بعد اس ام کلثوم کے ساتھ شادی کی ۔لہذا فاندفع الاشکال۔

وسوسہ: ۱۰۔عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب عقدام کلثوم ص:۷۱میں لکھتا ہے: یہ عقد ذیقعد سن ۱۷ ہجری میں منعقد ہونا بیان گیا کیا ہے۔اسی سال حضرت زینب بنت علی کی شادی خانہ آبادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بڑی بیٹی کی موجودگی میں چھوٹی دختر کا نکاح پہلے کیوں کر دیا گیا؟اور آگے ص:۸۰ میں لکھتا ہے:

ایک اور سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ جناب زینب بنت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آخر بڑی کو چھوڑ کر چھوٹی لڑکی کا رشتہ لینے کی خواہش پیدا ہوئی حالانکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اس وقت کنواری تھی؟

جواب: اولاً الزامی:

شیعہ سنی کتب میں بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں تو یہاں بھی عبدالکریم جیسا معترض اعتراض کرسکتا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی بڑی بیٹی حضرت اسماء کے ہوتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کیوں کی تو شیعہ اس کا کیا جواب دینگے؟ شیعہ کا جو جواب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے متعلق ہوگا وہ ہی جواب ہمارا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح کے متعلق ہوگا.

البتہ حضرت اسماء کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی ہونے کا ثبوت حاضر ہے۔

از کتب اہل سنت

۱- تاریخ کا امام محمد بن اسحاق اپنی کتاب معرفۃ الصحابۃ (المتوفی ۳۹۵) ج:۱، ص:۹۸۲، ناشر مطبوعات جامعۃ الامارات العربیۃ المتحدہ میں لکھتے ہیں:

اسمـاء بنت ابی بکر الصدیق عبد الله بن عثمان رضی الله عنها ذات النطاقین امها قتیلة بنت عبد العزیٰ ....قال ابن ابی الزناد کانت اکبر من عائشة بعشر سنین .

عبارت کا مفہوم: اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھی.

۲-ابو القاسم علی بن الحسن المعروف بابن العساکر (المتوفی ۵۷۱) اپنی کتاب تاریخ دمشق ج۶۹ ص:۹ میں لکھتے ہیں:

کانت اسن من عائشة.

(حضرت اسماء بنت ابی بکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں.

از کتب اہل تشیع

۱-شیعوں کا شیخ ابراہیم البہادری اپنی کتاب غنیۃ النزدع ص:۱۵ ناشر مکتبہ توحید- قم میں لکھتا ہے:

اسمـاء بنت ابی بکر ام عبد الله بن الزبیر و هی اسن من عائشة اختها لابیها .

(حضرت اسماء بنت ابی بکر (حضرت عائشہ) سے بڑی تھیں.

ثانیاً: یہ کوئی یقینی بات نہیں ہے کہ حضرت زینب ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں بلکہ یہ مشکوک بات ہے اس بات کے مشکوک ہونے کی دلیل یہ ہے:

۱۔شیعوں کا محقق الادیب الشیخ جعفر الربعی (المتوفی ۱۳۷۰) اپنی کتاب زینب الکبریٰ ص ۳۳-۳۲ ناشر موسسۃ الامام الحسین علیہ السلام۔قم المشرفۃ میں لکھتا ہے:

وھی اول بنت ولدت لفاطمة صلوٰت الله علیها فی اشهر الاقوال و هو القول الذی نعتمد علیه و نختاره و قیل اول بنات فاطمة اسمها رقیة و کنیتها ام کلثوم وهی التی تزوجها عمر بن الخطاب .

عبارت کا مفہوم: مشہور قول کے موافق جس کو ہم بھی اختیار کرتے ہیں اور اسی پر اعتماد رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ (زینب) یہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پہلی بیٹی ہے لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت فاطمہ کی پہلی بیٹی رقیہ ہے جس کا کنیہ ام کلثوم ہے اور اس کے ساتھ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شادی کی.

۲۔شیعوں کا معتبر مصنف ابو حنیفۃ نعمان بن محمد التمیمی (المتوفی ۳۶۳) اپنی کتاب شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار ج ۳ ص ۱۹۸ ناشر موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ میں لکھتا ہے:

زینب الکبریٰ امها سید نساء العالمین فاطمة الزهراء ولدت فی المدینة السنة السادسة للهجرة .

عبارت کا مفہوم: زینب کبریٰ جس کی والدہ سیدۃ نساء العالمین ہے وہ سن ۶ ہجری میں پیدا ہوئی.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زینب الکبریٰ سن ۶ ہجری میں پیدا ہوئی ہے اور خود عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقدام کلثوم ص: ۷۲ میں لکھتا ہے:

مورخین نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا سن پیدائش ۵ یا ۶ ہجری بیان کیا ہے اگر یہ سن ۵ ہجری میں پیدا ہوئی ہے تو یقیناً زینب الکبریٰ سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی ہوئیں لہٰذا عبد الکریم کا اعتراض باطل ہوا اور یقیناً ماننا بھی یہی پڑیگا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ولادت سن ۵ ہجری میں ہوئی ہے کیوں کہ جب زینب کی ولادت شیعہ مورخین سن ۶ ھجری بتاتے ہیں تو کیا عموماً ایسا ہوسکتا ہے کہ دونوں بہنیں ایک ہی سال میں پیدا ہوئی ہوں! لہٰذ اتاریخ کی روشنی میں یہی قول صحیح ثابت ہوا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں. اس لیے اس رشتے میں کوئی تعجب کی بات نہیں.

ثالثاً: عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقدام کلثوم ص ۷۳ میں خود لکھتے ہیں کہ ایک جماعت علماء اہل سنت نے دعویٰ کیا ہے کہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا جناب زینب رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں مثلاً ابن سعد امام نووی حافظ ذہبی، مسودی وغیرہ.

قارئین کرام! اس عبارت میں عبدالکریم نے اتنا تو اقرار کرلیا کہ مسعودی نے دعوی کیا ہے کہ ام کلثوم زینب رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں اب دیکھتے ہیں کہ مسعودی سنی ہے یا شیعہ؟

۱- شیعہ رجال کے امام ابوالعباس احمد بن علی النجاشی (التوفی ۴۵۰) نے اس کو

اپنی کتاب فہرست مصنفی اسماء الشیعۃ المشتھر ب رجال النجاشی ص:۲۵۴ ناشر موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ (ایران) میں شیعہ مصنفین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

۲-شیعوں کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی کتاب بحار الانوار ج ۱ ص:۲۷ ناشر داراحیاء التراث العربی بیروت-لبنان میں اس مسعودی کو معتبر مصنفین میں سے شمار کرتا ہے اور لکھتا ہے:

والمسعودی عده النجاشی فی فهرسته من رواة الشیعة و قال له کتب منها کتاب اثبات الوصیة لعلی بن ابی طالب و کتاب مروج الذهب.

نجاشی نے مسعودی کو اپنی فہرست میں شیعہ رواۃ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی متعدد کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب الوصیۃ لعلی بن ابی طالب اور مروج الذہب ہے۔

۳-اس کے متعلق شیعوں کے شیخ عباس قمی (المتوفی ۱۳۵۹) نے اپنی کتاب الکنیٰ والالقاب ج ۳ ص ۱۸۵ پر باقر مجلسی پر اعتماد کرتے ہوئے اسی مذکورہ بالا عبارت کو نقل کر کے اس کی توثیق کی ہے۔

قارئین کرام! اب ثابت ہو گیا کہ جس طرح اہل سنت کی ایک جماعت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی مانتی ہے اسی طرح شیعہ کی ایک جماعت بھی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی مانتی ہے لہٰذا اس لیے میں نے شروع میں کہا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے بڑا ہونا مشکوک بات ہے اس لیے یہ اعتراض بے جا ہے۔

رابعاً: اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ حضرت زینب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں تو بھی اس نکاح میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارادے سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہو چکی ہو اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا لہٰذا اس میں کوئی خرابی نہیں یہی توجہ ہے کہ دنیا کی کسی بھی کتاب سے ثابت نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رشتہ طلب کرتے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا ہو کہ آپ میری بڑی بیٹی کے ہوتے ہوئے چھوٹی بیٹی کا رشتہ کیوں طلب کر رہے ہیں تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس رشتے کے طلب پر کوئی تعجب نہیں ہوا اس لیے علی کے ماننے والوں یعنی اہل سنت کو بھی کوئی تعجب نہیں ہوا ہے اگر تعجب ہوا ہے تو صرف عبدالکریم کو ہوا ہے جو ان پاک ہستیوں کے متعلق پتہ نہیں کیا گمان کر رہا ہے؟

باقی عبدالکریم کا یہ کہنا کہ (یہ عقد ذیقعد سن ۱۷ ہجری میں منعقد ہونا بیان گیا کیا ہے۔ اسی سال حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ کی شادی خانہ آبادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی) بلا دلیل ہے کیوں کہ عبدالکریم نے اپنی اس دعویٰ پر کہ (دونوں نکاح ایک سال میں ہوئے ہیں) پر کوئی بھی حوالہ ذکر نہیں کیا ہے اس لیے راقم کہتا ہے کہ یہ بات بے بنیاد ہے۔ اور اگر بالفرض دونوں نکاح ایک سال میں بھی ہوئے ہوں تو بھی یہ کہاں ثابت ہو رہا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ہوا اور زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح بعد میں ہوا یا دونوں کا نکاح ایک ساتھ ہوا لہٰذا ایک سال میں ہونے سے یہ مذکورہ بالا ترتیب سمجھنا بیوقوفی ہے۔

وسوسہ:۱۱-عبد الکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۱۷، میں لکھتا ہے:

کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وقت نکاح یعنی سن ۱۷ ہجری میں منکوحہ ام کلثوم بالغہ تھیں بلکہ صغیرہ اور صبیہ کے الفاظ سے کمسنی پر زور دیا گیا ہے جبکہ حضرت ام کلثو بنت علیو فاطمہ سن ۱۷ ہجر ی میں قابل شادی تھیں.

جواب: کتب شیعہ سے ام کلثوم منکوحہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نکاح کے وقت سے رخصتی کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ شیعوں کے ائمہ کا نسل ابوالقاسم الکوفی علی بن احمد بن موسیٰ بن امام الجواد محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر (المتوفی ۳۵۲) اپنی کتاب الاستغاثۃ ص:۷۷ میں لکھتا ہے:

فزوجه العباس بعد مدة يسيرة فحملوها اليه.

پھر عباس نے کچھ دنوں کے بعد اس کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کروائی اور اس کے حوالے کیا.

قارئین کرام! ظاہر ہے کہ کسی بھی بچی کی رخصتی والدین اسی وقت کر سکتے ہیں جب وہ بالغہ ہوں تو جب کتب شیعہ سے نکاح کے وقت سے لیکر ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ منکوحہ عمر رضی اللہ عنہ کی رخصتی ثابت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ منکوحہ عمر رضی اللہ عنہ وقت نکاح بالغہ تھیں لہٰذا عبد الکریم کا یہ کہنا کہ (کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وقت نکاح یعنی سن ۱۷ ہجری میں منکوحہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بالغہ تھیں) بلاشبہ غلط ہے. باقی رہی بات لفظ صغیرہ وصبیہ کی تو عرف میں کم از کم بارہ تیرہ سال کی بالغہ لڑکی کو بھی صبیہ یعنی بچی کہا جاتا ہے عموماً لوگوں کی عادت ہوتی کہ جب ان سے رشتہ طلب کیا جاتا ہے تو باوجود لڑکی کے بالغ ہونے کے صرف اس

میں بچپنے کی عادات کی وجہ سے مجازاً کہتے ہیں بھائی ابھی تو وہ بچی ہے یعنی وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہے یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ یہ بالغہ نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو صبیہ کہنے کا یہی مطلب ہے لہذا یہ کوئی جھوٹ نہیں ہے۔

وسوسہ: ۱۲-عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۳۰ ے میں لکھتا ہے:

علمائے اہل سنت.........لاکھ کوششوں کے باوجود بھی یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ جس ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کا عقد ۱۷ھ میں فرض کیا گیا وہ جناب امیر المؤمنین کی کونسی صاحب زادی تھی وہ کب مری اور کس کس سے عقد کیا۔

جواب: عبدالکریم نے اس عبارت میں تین جھوٹ لکھے ہیں:

۱-عبدالکریم نے پوری کتاب اس بات کے رد کرنے کے لیے لکھی ہے کہ سنی کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم بنت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم ہے پھر بھی اہل سنت پر الزام تراشی کرنا کہ اہل سنت ابھی تک فیصلہ نہیں کر سکے کہ وہ ام کلثوم جو زوجہ عمر ہے وہ کون تھیں یہ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

۲-عبدالکریم نے لکھا کہ سنی یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکے کہ وہ ام کلثوم کب مری حالانکہ یہی عبدالکریم خود اپنی اسی کتاب کے ص: ۴۰ ے پر لکھتا ہے:

علمائے اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال معاویہ بن ابوسفیان کے دور میں ہوا-(راقم کہتا ہے) بلاشبہ بقول عبدالکریم

کے اسی صفحہ پر کہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد یقیناً یہ کہاوت عبدالکریم پر خود صادق آ رہی ہے. کیوں کہ پہلے کہا کہ اہل سنت اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر رضی اللہ عنہ کب مری اور پھر خود ہی لکھ دیا کہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال معاویہ بن ابی سفیان کے دور میں ہوا اب سوال یہ ہے کہ اگر علمائے اہل سنت ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا فیصلہ نہیں کر سکے تو پھر امیر معاویہ کے دور میں وفات پر اتفاق کیسے ہوا؟ امیر معاویہ کے دور میں وفات پر اتفاق کا ہونا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ علمائے اہل سنت ام کلثوم زوجہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا فیصلہ کر چکے ہیں.

۳- ہم ماقبل میں شیعہ سنیوں کے متعدد کتب سے حوالجات نقل کر چکے ہیں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور دوسرا نکاح عون بن جعفر سے ہوا اور تیسرا نکاح محمد بن جعفر سے ہوا اور چوتھا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا پھر بھی عبدا کریم کا یہ کہنا کہ سنی یہ فیصلہ نہیں کر سکے ہیں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد کس کس سے ہوا یقیناً ہٹ دھرمی ہے.

وسوسہ :۱۳- عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۴۷ میں لکھتا ہے: ایک جماعت علمائے اہل سنت نے دعویٰ کیا ہے کہ ام کلثوم جناب زینب سے بڑی تھیں مثلاً: ابن سعد امام نووی حافظ ذہبی مسعودی وغیرہ اسی اشتباہ کی وجہ سے اہل سنت میں اختلاف ہے کہ عبداللہ بن جعفر سے ام کلثوم کی شادی کب ہوئی - چنانچہ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کا عقد ام کلثوم سے ان کی بہن زینب

کے انتقال کے بعد ہوا- لیکن ابن انباری نے اس کے خلاف یہ لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کی شادی پہلے ام کلثوم سے ہوئی ان کے مرنے کے بعد زینب سے نکاح کیا حسن عددی کی بھی یہی رائے ہے؟

جواب اولاً: جب عبدالکریم کا یہ دعویٰ ہے کہ ابن الانباری کی رائے ابن سعد کے خلاف ہے تو عبدالکریم کو اس پر ابن الانباری کے کسی کتاب کا حوالہ دینا چاہیے تھا کسی کے طرف بھی کسی بات کو منسوب کرنے کے لیے ثبوت چاہیے بلا ثبوت جائز نہیں لہٰذا کسی بھی بات کو کسی کے طرف بلا ثبوت منسوب کرنا یہ دیانت کے خلاف ہے البتہ ہمارے سامنے ابن الانباری کی دو کتابیں ہیں:

۱- الاعتراضات النحوية في منار الوقف و الابتداء

۲- البلغة في الفرق بين المذكر و المؤنث

ان دونوں کتابوں میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نام تک کا ذکر نہیں ہے.

ثانیاً: -اگر بالفرض والمحال ابن الانباری کا ابن سعد کے ساتھ اس بات میں اختلاف بھی ہو تو بھی چونکہ تحقیق کے میدان میں ابن سعد کی بات درست ہے جیسے کہ خود عبدالکریم نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ: تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہ کے پہلے شوہر عبداللہ بن جعفر ہیں. اگر ابن الانباری اور عددی کا قول مان لیا جائے تو لازم آئیگا کہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ۴۹ سال کے عمر میں ہوئی جو قطعاً باطل ہے لہٰذا (راقم بھی کہتا ہے) تمام مورخین کی ہی بات درست ہے اور ابن الانباری نے اگر ایسی بات کہی ہے تو محل نظر ہے.

وسوسہ:۱۴۰- جن لوگوں نے اس افسانوی نکاح کو بیان کیا ہے انہوں نے عمر کی وفات کے بعد مختلف شوہروں کو مختلف ترتیب سے بیان کیا ہے اور یہ اختلاف از خود ثابت کرتا ہے کہ کہانی جھوٹی ہے.

جواب: اولاً الزامی: عبدالکریم خود بھی ام کلثوم بنت علی و فاطمہ کے نکاح کا عون بن جعفر کے ساتھ مدعی ہے جیسے کہ اس نے اپنی اسی کتاب افسانہ عقدام کلثوم ص:۶۷ میں لکھا ہے کہ آپ کا صرف ایک نکاح حضرت عون بن جعفر سے ہوا تو اب عبدالکریم سے سوال ہے کہ جب اس اختلاف ترتیب کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کی کہانی جھوٹی ثابت ہو رہی ہے تو پھر اسی اختلاف ترتیب کی وجہ سے عون بن جعفر کے نکاح کی کہانی جھوٹی ثابت کیوں نہیں ہوتی؟

ثانیا: کسی واقعے کے بعض امور میں اختلاف روایات یا اختلاف اقوال کی وجہ سے اسی پورے واقعے کو جھٹلانا بے وقوفی ہے مثلاً:

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے میں بطور مثال کے چند حوالے ذکر کرتا ہوں:

۱- محمد بن یعقوب کلینی (المتوفی ۳۲۹) اپنی کتاب اصول کافی ج۱ ص۴۳۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ طہران بازار سلطانی میں لکھتا ہے:

ولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی.

۲- شیعوں کا معتبر عالم محمد بن عبداللہ بن یحیی ابن سید الناس (المتوفی ۷۳۴)

اپنی کتاب عیون الاثر ج ۱ ص: ۳۹ ناشر موسسۃ عزالدین للطباعۃ والنشر بیروت۔ لبنان میں لکھتا ہے:

ولد سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشر لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول.

ہمارے نبی اور سردار محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے.

شیعہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی لیکن آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

شیعوں کا المحدث الخبیر الشیخ عباس القمی (المتوفی ۱۳۵۹) اپنی کتاب الانوار البھیۃ ص: ۳۱ ناشر موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ میں لکھتا ہے:

ولد ﷺ یوم الجمعۃ السابع عشر من شھر ربیع الاول

آپ ﷺ کی ولادت سترہ ربیع الاول کو ہوئی.

اس عبارت کے متعلق اسی کتاب کے حاشیہ نمبر ۲ میں لکھا ہے:

ان ھٰذا ھو المشھور بین علماء الامامیۃ و ذھب اکثر علماء اھل السنۃ الیٰ انھا کانت فی الثانی عشر منہ و اختارہ بعض من افاضل الشیعۃ.

عبارت کا مفہوم: علمائے امامیہ کے ہاں مشہور قول یہی سترہ ربیع الاول کا ہے اور اکثر علمائے اہل سنت بارہ ربیع الاول کے قائل ہیں اور شیعہ فضلاء میں سے

بعض فضلاء شیعوں نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

اب شیعہ کی اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اکثر شیعہ علماء کا قول تو سترہ ربیع الاول کا ہے لیکن بعض شیعہ فضلاء کا قول بارہ ربیع الاول کا ہے تو اگر یہاں پر عبدالکریم کے اسی موذی اصول پر عمل کیا جائے تو العیاذ باللہ آپ ﷺ کی ولادت کی کہانی بھی جھوٹی ثابت ہوگی کیوں کہ عبدالکریم کے نزدیک اختلاف جھوٹ کی علامت ہے تو ضروری ہے کہ عبدالکریم کے اس اصول کو دیوار پر مار دیا جائے اور آنحضرت ﷺ کی نفس ولادت کا انکار نہ کیا جائے ورنہ دنیا اور آخرت تباہ ہو جائیگی زیادہ سے زیادہ اتنا کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت یقینی طور پر متعین نہیں ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں۔اسی طرح اگر ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد والے شوہروں کی ترتیب میں جو بعض کالعدم لوگوں نے مختلف قول کیا ہے تو ان شوہروں کے نفس نکاح کا انکار نہ کیا جائے زیادہ سے زیادہ ان حضرات کی ترتیب نکاح پر یقین نہ بھی رکھا جائے تو کوئی خرابی نہیں۔خصوصاً فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ترتیب نکاح میں تو کسی مورخ نے اختلاف نہیں کیا بلکہ جس شخص نے بھی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے شوہروں کی ترتیب ذکر کی ہے تو اس نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا شوہر بتایا ہے چاہے نقل کرنے والا شیعہ ہو یا سنی ہو۔لہٰذا فاروق کے اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲- شیعوں کے چوتھے امام زین العابدین کی والدہ کے متعلق اختلاف ہے کہ آپ کی والدہ کون تھی ؟ چنانچہ شیعوں کا معتبر نسابہ جمال الدین احمد بن علی الحسینی

المعروف بابن عنبۃ (المتوفی ۸۲۸) اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص:۱۹۲ ناشر المطبعۃ الحیدریۃ فی النجف میں لکھتا ہے:

قد اختلف فی امہ فالمشہور انہا شاہ زنان بنت کسریٰ یزدجرد بن شہریار بن ابرویزد و قیل ان اسمہا شہر بانو قیل نبہت فی فتح المدائن فنفلہا عمر بن الخطاب من الحسین (ع) و قیل بعث حریث بن جابر الجعفی الیٰ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ببنتی یزجرد بن شہریار فاخذہما و اعطیٰ واحدۃ لابنہ الحسین فاولدہا علی بن الحسین.

عبارت کا مفہوم: امام زین العابدین کی والدہ کے متعلق اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ شاہ زنان بنت کسریٰ تھیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کا نام شہر بانو تھا جو فتح مدائن کے دوران لوٹ مار میں ہاتھ آئی تھی پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو بطور غنیمت کے حضرت حسین کو دیا اور بعض نے کہا ہے کہ حریث بن جابر جعفی نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس یزدجرد کی دو بیٹیاں بھیجیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو لیا اور ان میں سے ایک اپنے بیٹے حسین کو دی اس سے علی بن حسین امام زین العابدین پیدا ہوا۔

اب اگر عبدالکریم کے اس سنہری اصول کو اپنے گلے کا ہار بنائیں تو امام زین العابدین کے ولادت کی کہانی جھوٹی ثابت ہو رہی ہے لہٰذا شیعہ چوتھے امام سے محروم ہو جائیں گے اب شیعہ کی مرضی ہے چاہیں تو حق بات مان کر دنیا اور آخرت کی سرخ روئی

حاصل کریں چاہیں تو عبدالکریم کا اصول مان کر جو تھے امام سے بھی محروم ہو جائیں۔

۳- حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کے متعلق اختلاف ہے چنانچہ شیعوں کا معتبر نسابہ جمال الدین احمد بن علی الحسینی المعروف بابن عنبۃ (المتوفی ۸۲۸) اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص:۱۹۲ ناشر المطبعۃ الحیدریۃ فی النجف میں لکھتا ہے:

و وجد به یوم قتل سبعون جراحاً و کان آخر اهل بیته و اصحابه قتلاً و اختلف فی الذی اجهز علیه فقیل شمر بن ذی الجوشن لعنه الله و قیل خولیٰ بن یزید الاصبحی و الصحیح انه سنان بن انس النخعی.

عبارت کا مفہوم: حضرت حسین رضی اللہ عنہ جس دن شہید ہوئے تو اس میں ستر زخم پائے گئے اور حضرت اپنے اہل بیت اور ساتھیوں میں سب سے آخر میں شہید ہوئے البتہ اس کے قاتل میں اختلاف ہے کہ اس کو کس نے قتل کیا؟ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کو شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو خولیٰ بن یزید نے قتل کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت کو سنان بن انس النخعی نے قتل کیا.

اب اگر عبدالکریم کے بتائے ہوئے اس بیکار اصول پر عمل کریں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہادت کی کہانی بھی جھوٹی ثابت ہوگی جو شیعہ قوم کا گذارہ ہے.

آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ اصول اہل سنت کے لیے زیادہ مضر ہے یا شیعہ قوم کے لیے؟

سنبھل کر قدم رکھنا - پھر نہ کہنا

کلمة الحق

تنبیہ: اگر ہم اس اصول کے غلط ثابت کرنے کے لیے مزید تفصیل پر آئیں تو اور بھی بہت ساری مثالیں لا سکتے ہیں لیکن طوالت کے خوف کے وجہ سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں.

وسوسہ: ۱۵-عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقدام کلثوم ص:۱۷ میں لکھتا ہے:

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد خاندان نے اکثر اس نام نہاد نکاح کا انکار کیا ہے (آگے اس کی دلیل یہ ذکر کرتا ہے کہ صواعق محرقہ ص ۹۴ مطبوعہ مصر میں) چنانچہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں اہل بیت کی جماعت اس نکاح سے انکار کرتی ہے جس سے ہمیں تعجب ہوتا ہے.

جواب: آپ غور فرمائیں کہ کیا عبدالکریم کے دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ہے ؟ دعویٰ تو یہ ہے کہ اہل بیت رسول کے افراد خاندان نے اکثر اور دلیل یہ کہ اہل بیت کی ایک جماعت جیسے کہ ابن حجر مکی کی اصلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے. وہ اصلی عبارت اس طرح ہے:

و بهٰذا الحديث المروى (قول عمر رضى الله تعالىٰ عنه لاصحاب محمد صلى الله عليه وسلم رفئونى الخ بطريق محمد الباقر) من طريقة اهل البيت يزداد التعجب من انكار جماعةمن جهلة اهل البيت فى ازمنتنا تزويج عمر بام كلثوم .

عبارت کا مفہوم: اہل بیت کے واسطے سے اس روایت کے منقول ہونے

کے بعد (جس میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نکاح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سے واضح ہے) ہمارے زمانے کے اہل بیت کی ایک جاہل جماعت کا اس نکاح کا انکار کرنا قابل تعجب ہے۔

الصواعق المحرقة لاحمد بن محمد بن علی بن حجر الهيثمی (المتوفی ٩٧٤) ج ٢ ص ٤٥٦ ناشر مؤسسة الرسالة -لبنان

حاصل کلام یہ ہے کہ ابن حجر مکی کی عبارت میں ایک تو اکثر کا لفظ نہیں ہے یہ لفظ عبدالکریم کی اپنی فیکٹری میں بنا ہے- دوسری بات یہ کہ ابن حجر مکی کی عبارت میں اس جماعت کو جاہل بتایا گیا ہے تیسری بات یہ کہ ابن حجر مکی اہل بیت کے طریق سے اس نکاح کو ثابت بتا رہا ہے لہٰذا عبدالکریم کا اس عبارت سے یہ اخذ کرنا کہ اہل بیت کے اکثر افراد نے اس نکاح کا انکار کیا ہے غلط فہمی ہے۔

وسوسہ: ١٦-حضرت عمر رضی اللہ عنہ امتی تھے اور ام کلثوم سیدہ تھیں لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ام کلثوم سے نہیں ہوسکتا چنانچہ عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری: ص ٣٩٣ میں لکھتا ہے:

سیدہ کا نکاح خیر امت سید ہی سے جائز ہوگا اور غیر سید کا نکاح جو عالم و متقی ہے عام امت میں جائز ہوگا تا کہ نسبتی احترام برقرار رہے یہ (سیدہ کا غیر سید سے نکاح) ہم اس لیے ناجائز سمجھتے ہیں کہ حضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم ﴿بناتنا لبنینا﴾ ہمارے گھرانے کی بیٹیاں ہمارے ہی گھرانے کے بیٹوں کے لیے موزون ہیں نیز حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بنی ھاشم کا کفو غیر بنی ھاشم نہیں صواعق محرقہ ص ١٦٠۔

جواب: شیعہ علماء کے مطابق بھی یہ نکاح شیعہ مذہب کے مطابق جائز ہے۔ چنانچہ شیعوں کی معتبر ترین کتاب وسائل الشیعہ ج ۲ ص: ۴۵۹ ناشر منشورات ذوی القربیٰ ایران قم میں لکھا ہے:

عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان رسول الله ﷺ زوج المقداد بن الاسود ضباعة ابنة الزبیر بن عبد المطلب و انما زوجه لتتضع المناکح و لیتاسوبرسول الله ﷺ ولیعلمو ان اکرمهم عند الله اتقاهم.

عبارت کا مفہوم: جعفر صادق سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقداد بن اسود کی شادی ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے ساتھ شادی کروائی یہ اس لیے تاکہ نکاح کرنا آسان ہو جائے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کریں اور ان کو پتہ چل جائے کہ اللہ پاک کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر بنی ھاشم کا نکاح بنی ھاشم کے ساتھ درست ہے۔

نیز امام جعفر صادق سے منقول ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عن علی بن بلال قال لقی هشام بن الحکم بعض الخوارج فقال یا هشام ما تقول فی العجم یجوز ان یتزوجو فی العرب ؟ قال نعم قال فقریش تزوج فی بنی هاشم قال نعم قال عمن اخذت هذا ؟قال عن جعفر بن محمد علیه السلام.

عبارت کا مفہوم: علی بن بلال کہتا ہے کہ ہشام بن حکم کے ساتھ بعض خارجیوں کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہشام بن حکم سے پوچھا کہ آپ عجمیوں کے متعلق کیا کہتے ہو کہ یہ لوگ عرب سے شادی کر سکتے ہیں تو ہشام نے کہا جی ہاں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا قریش بنی ہشام سے شادی کر سکتے ہیں تو بھی ہشام نے کہا جی ہاں تو انہوں نے پوچھا کہ یہ نظریہ آپ نے کس سے لیا ہے تو ھشام نے کہا کہ میں نے یہ نظریہ جعفر صادق سے لیا ہے.

چونکہ غیر بنی ھاشم کے بنی ھاشم کے ساتھ جواز نکاح کا نظریہ شیعوں کے ائمہ سے ثابت ہے اس لیے شیعہ علماء نے اس نظریے کی تایید کی ہے. مثلاً:

۱۔شیعوں کا فقیہ العصر ابو القاسم نجم الدین جعفر بن الحسن الحلی (التوفی ۶۷۶) اپنی کتاب المختصر النافع فی فقہ الامامیہ ص:۱۸۰ ناشر منشورات قم الدراسات الاسلامیہ میں لکھتا ہے:

یجوز نکاح الحرة العبد و الهاشمية غير الهاشمي .

آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ھاشمیہ (سیدہ) کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے جائز ہے.

۲۔شیعوں کا فقیہ العصر زین الدین ابو علی الحسن بن ابی طالب المعروف بالفاضل (التوفی ۶۷۲) اپنی کتاب کشف الرموز فی شرح المختصر النافع ج۲ ص:۱۵۱ ناشر موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ میں لکھتا ہے:

يجوز نكاح الحرة بالعبد و الهاشمية بغير الهاشمي و العربية

بالعجمی و بالعکس و اذا خطب المؤمن القادر علیٰ النفقة وجبت اجابته و انکان اخفض نسباً .

عبارت کا مفہوم: آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ھاشمیہ (سیدہ) کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے اور عربیہ کا عجمی سے اور اس کے برعکس جائز ہے. اور جب بھی کوئی مومن جو نفقہ پر قادر ہو آپ سے رشتہ طلب کرے تو اس کو رشتہ دینا واجب ہے چاہے وہ گھٹیا نسل کا کیوں نہ ہو.

۳-شیعوں کا فقیہ الامۃ الشہید السعید زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹۶۶) اپنی کتاب مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام ج ا ص ۳۹۸ طبع دار الھدیٰ للطباعۃ والنشر قم میں شیعہ کے مشہور محقق علامہ حلی (المتوفی ۶۷۶) کی کتاب شرائع الاسلام کی عبارت:

و یجوز نکاح الحرۃ العبد و العربیة العجمی و الھاشمیة غیر الھاشمی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وزوج النبی ابنته عثمان و زوج ابنته زینب بابی العاص بن ربیع و لیسا من بنی ھاشم و کذالک زوج علی ابنته ام کلثوم من عمر .

عبارت کا مفہوم: نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی اور اپنی دوسری بیٹی زینب کی شادی ابو العاص سے کی حالانکہ یہ دونوں بنو ھاشم میں سے نہیں تھے اور اسی طرح حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہاشمی (سیدہ) عورت کا نکاح غیر ہاشمی (غیر سید) سے درست ہے۔

۴-شیعوں کا شیخ محمد بن حسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴) اپنی کتاب وسائل الشیعۃ ج ۷ ص: ۲۵۹ ناشر منشورات ذوی القربیٰ ایران - قم میں باب قائم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

باب انه یجوز لغیر الهاشمی تزویج الهاشمیة و الاعجمی العربیة و العربی القرشیة و القرشی الهاشمیة.

عبارت کا مفہوم: یہ باب ہے اس بیان میں کہ غیر ہاشمی کی شادی ہاشمی عورت سے جائز ہے اور عجمی کی شادی عربی عورت سے اور عربی کی قریشی عورت سے اور قریشی کی ہاشمی عورت کے ساتھ شادی جائز ہے۔

شیعہ کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے اس لیے حضرت عمر کا نکاح بھی حضرت ام کلثوم سے ہوا۔

البتہ جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کی پیش کردہ حدیث بناتنا لبنینا کا تو یہ حدیث؛ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔

اولاً: تو اس لیے کہ یہ حدیث اہل سنت والجماعۃ کے کتب حدیث میں نہیں ہے اس لیے اس روایت کو لیکر اہل سنت پر الزام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے کہ غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص ۳۰۲ میں لکھتا ہے: اپنی مذہب کی کتاب کا حوالہ اپنے حق میں مخالف کے سامنے پیش کرنا اسے ہم بے انصافی سمجھتے ہیں کیوں کہ کسی مذہب کو یہ حق

نہیں پہنچتا کہ اپنے مذہب کی کتابوں سے مخالف کا گلہ دبائے۔

ثانیاً: شیعہ اصول کے مطابق بھی یہ روایت مردود ہے البتہ ثبوت حاضر ہے.

یہ روایت من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص: ۳۹۳ کتاب النکاح باب الاکفاء میں موجود ہے اور اس کی سند اس طرح ہے:

روی محمد بن الولید عن الحسین بن بشار

اس سند میں راوی محمد بن الولید سے مراد محمد بن الولید الصیرفی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوالقاسم خوئی اپنی کتاب معجم رجال الحدیث ج ۱۷ ص: ۴۵۹ ناشر دار الزہراء بیروت۔لبنان میں عنوان محمد بن الولید کے تحت لکھتا ہے:

روی عن الحسین بن بشار الفقیه، ج: ۳، ح ۱۱۸۱۔

عبارت کا مفہوم: محمد بن ولید سے من لا یحضرہ الفقیہ ج: ۳، میں حدیث ۱۱۸۱ منقول ہے.

اور ص: ۴۵۸ پر لکھتا ہے:

روی عن ابن ابی نصر و روی عنه سهل بن زیاد الکافی ج: ۱، ک: ۲، ب: ۴۹، ح: ۸

عبارت کا مفہوم: محمد بن ولید ابن ابی نصر سے اور اس سے سہل بن زیاد کافی ج: ۱ میں باب: ٦ حدیث: ۸ روایت کرتا ہے.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ راوی محمد بن ولید جو من لا یحضرہ الفقیہ میں اس روایت کو نقل کر رہا ہے یہ کافی ج ۱ باب ٦ حدیث نمبر ۸ میں بھی موجود ہے اور اس کا

شاگرد کافی کی اس روایت میں سہل بن زیاد ہے لیکن جب اس راوی کی روایت کلینی نے آگے چل کر ج ۱ ص: ۱۲۳ پر ذکر کی ہے تو ساتھ ساتھ اس راوی کا لقب بھی ذکر کیا ہے چنانچہ کلینی اپنی کتاب کافی ج ۱ ص: ۱۲۳ ناشر دار الکتب الاسلامیہ سلطانی بازار طہران میں لکھتا ہے:

سهل بن زياد عن محمد بن الوليد و لقبه شباب الصيرفی

عبارت کا خلاصہ: یہ ہے کہ کلینی نے اس سند میں محمد بن الولید کا لقب بتایا کہ اس کا لقب شباب الصیر فی ہے (تو معلوم ہوا کہ محمد بن ولید سے مراد محمد بن ولید الصیر فی ہے اور یہ صیر فی ضعیف ہے. چنانچہ اس کے متعلق تقی الدین الحسن بن علی بن داؤد (المتوفی ۷۰۷) اپنی کتاب الرجال میں ۲۸۶ ناشر المطبعۃ الحیدریہ-النجف میں لکھتا ہے:

محمد بن الوليد الصيرفی ضعيف .

محمد بن ولید صیر فی ضعیف ہے. (راقم کہتا ہے) لہذا جب صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام امتی کا نکاح سیدہ سے جائز ہے تو اس ضعیف روایت کا ترک واجب ہوگا.

ثالثاً: اگر اس سے مراد صیر فی نہ بھی ہو تو بھی یہ روایت مجہول ہوگی کیوں کہ ابو القاسم خوئی نے من لا یحضرہ الفقیہ کے اس راوی کو معجم رجال الحدیث ج ۱۷ ص: ۳۵۸ میں من لا یحضرہ الفقیہ کے اس مذکورہ روایت کا راوی قرار دیکر، نہ اس کی مذمت بیان اور نہ ہی مدح بیان کی ہے اور شیعہ اصول حدیث کے مطابق ایسا راوی خود مجہول الحال اور اس کی روایت مجہول کہلاتی ہے. جیسے کہ شیعوں کے معتبر عالم محمد صادق نے

کتاب الفوائد الرجالیہ ص ۱۴۱ ناشر مکتبہ الصادق طہران کے حاشیہ پر اسی اصول کی وضاحت کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

المصطلح علیه عند ارباب المعاجم الرجالیة ان المجهول من لم یذکر فی کتب الرجال بمدح ولا قدح والمهمل من لم یذکر فی کتب الرجال اصلاً و اهمل ذکره فیها .

ارباب معاجم کا اصطلاح یہ کہ جس راوی کا کتب رجال میں تذکرہ تو ہو لیکن اس کی مدح یا مذمت نہ کی گئی ہو تو وہ راوی مجہول کہلاتا ہے اور جس راوی کا کتب رجال میں تذکرہ ہی نہ ہو تو وہ راوی مہمل کہلاتا ہے.

اور جہاں تک تعلق ہے عبدالکریم کی دوسری روایت بنی ھاشم کا کفو غیر بنی ھاشم نہیں صواعق محرقہ ص ۱۶۰ -تو یہ صواعق محرقہ پر سراسر جھوٹ ہے کیوں کہ اس روایت کا صواعق محرقہ کے ص: ۱۶۰ پر ہونا تو درکنار بلکہ پوری صواعق محرقہ میں اس روایت کا کہیں پر وجود نہیں ہے کہتے ہیں کہ جھوٹ کا بھی کچھ نہ کچھ دم ہوتا ہے لیکن عبدالکریم کے جھوٹ کا تو کوئی دم ہی نہیں ہے.

وسوسہ: ۱۷-عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۸۱ میں لکھتا ہے: تاریخ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر کے نکاح میں ام کلثوم نام کی بیویاں متعدد تھیں.

۱- ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت جو عاصم بن عمر کی ماں تھی.

(تاریخ الخمیس علامہ دیار بکری ج ۲ ص ۲۵۱)

۲- ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ - ان کا اصل نام ملیکہ تھا یہ زید بن عمر کی ماں تھی۔

(تاریخ کامل ج ۳ ص:۲۲)

۳- ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط۔

(تفسیر کبیر فخر الدین رازی ج ۸ - شرح بخاری قسطلانی ج ۴ ص:۳۴۹)

۴- ام کلثوم بنت راہب - (سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد)

۵- ام کلثوم بنت ابی بکر - دختر اسماء بنت عمیس خواہر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

(طبقات الاتقیاء ابن جہان - اعلام النساء ج ۴ ص:۲۵۰)

جواب: بلاشبہ مذکورہ بالا ام کلثوم کے نام سے ذکر شدہ عورتوں میں سے پہلی دوسری اور تیسری ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح ثابت ہے نمبر ۴-۵ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح ثابت نہیں ہے نمبر:۴- اُم کلثوم بنت راہب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کے ثبوت کے لیے عبدالکریم نے ابوداؤد اور ابن ماجہ کا حوالہ دیا ہے جبکہ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ام کلثوم بنت راہب کا ذکر تک نہیں چہ جائے کہ حضرت عمر کے ساتھ اس کے نکاح کا ذکر ہو۔ لہٰذا یہ عبدالکریم کا ابوداؤد اور ابن ماجہ پر بہتان ہے۔

اسی طرح ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ دختر اسماء بنت عمیس کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے جیسے کہ ماقبل میں گذر چکا لیکن یہاں پر عبدالکریم نے اس کے نکاح کے ثبوت کے لیے اعلام النساء ج ۴ ص:۲۵۰ کا حوالہ دیا ہے جس میں بہت بڑی خیانت کی ہے اصل عبارت اس طرح ہے:

ام کلثوم بنت ابی بکر .... خطبها عمر بن الخطاب فقال

عمر اشهد انهم كرهوني ......و قد اعفيتهم ....و امسك عمر عن معاودة خطبتها .

عبارت کا مفہوم: ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا (تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاں تو کی تھی لیکن بعد میں غور کرنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعے حضرت عمر کو جواب بھیجا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے مجھے (نکاح) کے لیے پسند نہیں کیا پس میں نے ان کو معاف کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوبارہ نکاح کے پیغام بھیجنے سے رک گئے. (دیکھیے)

اعلام النساء ج۴ص: ۲۵۰ ناشر مؤسسة الرسالة –بیروت

تو اس عبارت میں اسماء کا نام تک نہیں ہے پھر بھی عبدالکریم کا اس ام کلثوم کو اسماء بنت عمیس کی بیٹی قرار دینا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے.

البتہ جہاں تک تعلق ہے طبقات الاتقیاء کا تو یہ کتاب ہمیں میسر نہ ہوسکی لگتا یہی ہے کہ اس میں بھی اس نے اسی طرح خیانت کی ہوگی یہی تو وجہ ہے کہ طبقات الاتقیاء کا جلد اور صفحہ بھی نہیں لکھا ظاہر ہے جس کتاب کا جلد اور صفحہ بھی لکھتا ہے اس میں بھی خیانت کرتا ہے تو جس کتاب کا صفحہ ہی ذکر نہیں کیا تو اس حوالے میں کتنی بڑی خیانت کی ہوگی.

وسوسہ: ۱۸–عبدالکریم اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۸۳ میں لکھتا ہے:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد کوئی بیٹی ان کی پیدا نہ ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا حالانکہ مندرجہ ذیل شواہد سے یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے

۱- تاریخ الامم و الملوک ابن جریر طبری مطبعه حسینیه قاهره مصر الجزء الثانی ص: ۵۰

۲- تاریخ الکامل علامه ابن الاثیر مطبوعه مصر الجزء الثانی ص: ۱۶۱

۳- تاریخ الخمیس علامه دیار بکری مطبوعه مطبعه العامره العثمانیه مصر ، ج: ۲،ص:۲۶۷

۴- الصابة فی تمییز الصحابة حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعه مطبعة الشرفیة مصر الجزء الثامن ص: ۲۸۶ ، الجزء الثالث ص: ۴۲، ترجمه زید بن خارجه اور الجزء الثالث ص: ۲۱۱،ترجمة الشماخ.

جواب: کسی بھی اہل سنت کو اس بات سے انکار نہیں ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیٹی ام کلثوم کے نام سے پیدا نہ ہوئی ہوا نکار صرف اس بات کا ہے کہ وہ اُم کلثوم اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا نہیں ہوئی کہ وہ ربیبہ علی بن جائے بلکہ وہ حبیبہ بنت خارجہ سے پیدا ہوئی تھیں جیسے کہ اس بات پر بہت سارے حوالے ماقبل میں گذر چکے. لہٰذا عبدالکریم کا اس بات پر زور لگانا کہ ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد اس کی ایک بیٹی ام کلثوم کے نام سے پیدا ہوئی تھیں لایعنی ہے.

وسوسہ: ۱۹-عبدالکریم اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۸۳ میں یو بھی لکھتا ہے: کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے نہ تھیں-چنانچہ صاحب بوارق محرقہ نے استیعاب اور کنز العمال کے حوالے سے لکھا ہے کہ ام کلثوم کی ماں اسماء بنت عمیس تھیں.

جواب: اولاً: اگرچہ صاحب بوارق محرقہ یہ بات لکھتا بھی تو بھی یہ بات

مردود ہوتی کیوں کہ کنز العمال اور استیعاب میں اس بات کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔

ثانیاً: میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا نام بوارق محرقہ افسانہ عقد اُم کلثوم رضی اللہ عنہا میں طباعت کی غلطی کی وجہ سے چھپ گیا ہے ورنہ درحقیقت اس کتاب کا نام صواعق محرقہ ہے اور صواعق محرقہ میں اس بات کا نام ونشان نہیں یہ عبدالکریم کا صواعق محرقہ پر بہتان ہے البتہ صواعق محرقہ میں تو اس کے خلاف لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ثم ذكر لابي حنيفة تزويج علي بنته ام كلثوم بنت فاطمه من عمر .... و تزويجه اياها يقطع ببطلان مازعمه الرافضة .

عبارت کا مفہوم: پھر (محمد باقر) نے امام ابوحنیفہ کو بتایا کہ حضرت علی نے حضرت عمر کو اپنی اور فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کروائی (صاحب صواعق محرقہ کہتا ہے) حضرت علی کا یہ نکاح کروانا روافض کے گمان کو باطل کر دیتا ہے۔

وسوسہ: **۲۰**–عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۸۵ میں لکھتا ہے: پس جو بھی روایت خلاف قرآن ہو اس کو ترک کر دیجیے خواہ وہ شیعہ کتاب سے ہو یا سنی صحیح سے–چنانچہ جب ہم اس نکاح کے افسانے کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو یہ تمام روایات بیکار بے ہودہ موضوع اور خلاف قرآن قرار پاتی ہیں پس تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی لغو باتوں کو بہتان سمجھ کر ٹھکرا دیں کیوں کہ نہ ہی عقلی طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہیں اور نہ ہی نقلی اعتبار سے۔

جواب: معلوم نہیں کہ اس نکاح کی روایات قرآن کریم کی کس آیت کے خلاف ہیں جس میں لکھا ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ کو رشتہ نہیں دو–ایسی آیت اس موجودہ قرآن

میں تو نہیں ہے البتہ موجودہ قرآن میں تو اس نکاح کی تائید موجود ہے مثلاً

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

(سورہ نور آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: پلید عورتیں پلید مردوں کے لیے ہیں اور پلید مرد پلید عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں اور یہ لوگ بری ہیں اس بات سے جو یہ لوگ کہتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور بہترین رزق ہے۔

ظاہر ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی طرح ﴿وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (سورہ زمر آیت نمبر ۳۲) کا مصداق ہے اسی طرح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ ہونے میں کون شک کر سکتا ہے؟ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرآن کریم کے عین مطابق ہے۔

نیز ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کی بھی یہ تقاضا ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم ایک دوسرے کو رشتے دیں اور آپس میں شیر و شکر رہیں۔

البتہ غلام حسین نجفی نے اپنی کتاب سہم مسموم ص: ۲۰۹ میں اس نکاح کے قرآن کریم کے خلاف ہونے پر ایک آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

شیعہ سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو اسے ترک کر دیا جائے اللہ قرآن میں فرماتا ہے لَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کہ ظالموں کی طرف میلان نہ کرو اور کسی ظالم کو رشتہ دینا اس کی طرف میلان ہے پس ناممکن ہے کہ جناب امیر نے بیٹی کا رشتہ عمر بن خطاب کو دیا ہو جبکہ دلیل یقینی سے ثابت ہے کہ جناب عمر نے فاطمہ زہراء پر ظلم کیا ہے؟

جواب: اگر العیاذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ظالم تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے مشیر کیوں بنے ہوئے تھے جبکہ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر رہے ہیں چنانچہ نجم الحسن کراروی اپنی کتاب چودہ ستارے ص:۱۵۲ میں لکھتا ہے:

جنگ روم میں اپنے جانے کے متعلق حضرت عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا جنگ فارس میں بھی خود شریک جنگ ہونے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا........ عبیداللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ تمام مؤرخین متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ مدبر خلیفہ پیدا نہیں ہوا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے.

اب نجفی سے سوال ہے کہ کیا ظالموں کو اچھے اچھے مشورے دینا ان کی مجالس میں جا کر بیٹھنا یہ قرآن کے خلاف ہے یا نہیں اگر ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے مشیر کیوں بنے؟ حضرت علی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشیر بننا یہ دلیل ہے اس بات کا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ظالم نہیں تھے اور جب ظالم نہیں تھے تو رشتہ دینے سے بھی کوئی منع نہیں.

نیز احتجاج لاحمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی (المتوفی ۶۲۰) ص:۵۲۲ ناشر

مکتبہ دارالمجتبیٰ العراق - النجف الاشرف میں محمد باقر کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق قول منقول ہے:

لست بمنكر فضل عمر و لكن ابابكر افضل من عمر.

میں عمر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں بلکہ میں کہتا ہوں کہ ابوبکر عمر سے افضل ہے.

تو اب نجفی سے سوال ہے کہ کیا ظالم بھی کبھی صاحب فضیلت ہو سکتا ہے جب کہ آپ کے پانچویں امام نے اقرار کرلیا کہ میں عمر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ظالم نہیں تھے.

چونکہ صداقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ علیحدہ عنوان ہے اگر اللہ پاک نے توفیق دی تو اس پر مستقل کتاب ترتیب دوں گا مجھے چونکہ عنوان سے خروج پسند نہیں اس لیے یہاں اسی پر اکتفا کرتا ہوں.

وسوسہ: ۲۱- عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب عقد ام کلثوم ص: ۷۸ میں ترقی پر تنزلی کا شوق کے عنوان کے تحت لکھتا ہے: غور کریں کہ حضرت عمر تو اس مرتبے پر آچکے تھے کہ انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نسبتی ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا تھا یعنی وہ اللہ کے رسول کے بھی بزرگ بن گئے تھے اب بعد از رسول ان کو کیا ہو گیا کہ اس عمر میں .... بجائے ترقی کے تنزل کی طرف راغب ہو گئے - حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ اور والد نسبتی بننے کے بعد اس قدر چھوٹا بننے کی خواہش کیسے ان کے دل میں آ گئی - ہماری عقل میں تو یہ بات آتی نہیں ہے کہ کوئی خسر اپنے داماد کی نواسی کو ساٹھ سال کی عمر میں دلہن بنا لے.

جواب: اپنے سے بڑے مقام والی شخصیت کو رشتہ دینے سے سسر باپ نہیں بنتا ہے مثلاً اگر کوئی شاگرد اپنے استاذ کے نکاح میں اپنی بچی دے دے تو اس رشتہ دینے سے استاذ کا بڑا نہیں بنے گا اسی طرح رسول اپنی پوری اُمت کے استاذ ہے اور بمنزل والد کے ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انما انا لکم بمنزلة الوالد

میں تمہارے لیے بمنزل والد کے ہوں

(سنن ابی داؤد ج اص ۱۳ ناشر مکتبہ رحمانیہ کراتشی باکستان)

لہٰذا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بمنزل والد کے نہیں تھے بلکہ بمنزل بیٹے کے تھے کیوں کہ اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بمنزل اولاد کے ہے.

ثانیاً: ترقی سے تنزل اس وقت ہوگا جب بڑا عہدہ چھوڑ کر کوئی چھوٹا عہدہ اختیار کر لے یہاں پر معاملہ یہ ہے کہ دامادی کا شرف حاصل کرنے سے سسر ہونے کا عہدہ کوئی ختم نہیں ہو رہا ہے البتہ پہلے ایک عہدہ حاصل تھا اب دو عہدے حاصل ہوگئے تو یہ تنزل نہیں ہوا بلکہ ترقی ہوئی یہ ایسا ہوا جیسے کہ پہلے ایک شخص صرف مہتمم تھا اب مہتمم ہونے کے ساتھ ناظم تعلیمات کا بھی عہدہ سنبھالے تو یہ تنزل نہیں بلکہ ترقی کہلائے گا لہٰذا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی دامادِ علی رضی اللہ عنہ ہونے کا شرف حاصل کر کے تنزل کے طرف نہیں آئے بلکہ ترقی کے طرف قدم بڑھایا. باقی رہی بات داماد کی نواسی کو دلھن بنانے کی تو عبدالکریم سے سوال ہے کہ کیا داماد کی نواسی کے ساتھ اللہ پاک

نے نکاح حرام کیا ہے؟ جب اللہ پاک نے حرام نہیں کیا ہے تو عبدالکریم کو حرام کرنے کا کوئی حق نہیں ہے باقی رہی بات عبدالکریم کے عقل کی کہ اس کے عقل میں یہ بات نہیں آتی تو یہ عبدالکریم کے عقل کا قصور ہے لہذا عبدالکریم کے ایسے عقل کو جو اللہ پاک کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرار دے ایسے عقل کو ہمارے اور ہمارے فاروق اعظم کے طرف سے دور سے سلام.

وسوسہ:۲۲-ایرانی شیعہ علی میلانی اپنی کتاب تزویج ام کلثوم من عمر ص:۱۰-۱۱ میں لکھتا ہے: ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی خبر صحیحین میں نہیں ہے اور لوگوں نے ایسی بہت ساری باتوں کو جھٹلایا ہے جو صحیحین میں نہ ہوں اسی طرح یہ خبر صحاح ستہ میں سے بھی کسی کتاب میں نہیں ہے اور اسی طرح یہ خبر معتبر مسانید اور معاجم حدیثیہ معتبرہ مشہورہ میں نہیں ہے مثلاً: مسند احمد؛ مسند ابی یعلیٰ مسند بزار اسی طرح معاجم طبرانی اور اس کے علاوہ دیگر کتابوں میں بھی نہیں ہے.

اور صفحہ نمبر ۶۲ میں لکھتا ہے:

و اذا راجعتم النسائي فبنفس السند ينقل عن الراوی حضرت جنازة صبی و امرأة فقدم الصبی مما يلی الامام الیٰ آخره فمن المرأة ؟ و من الصبی ؟غير معلوم و هل بينهما نسبة ؟غير معلوم.

عبارت کا مفہوم: جب آپ نسائی کے طرف مراجعت کروگے تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ نفس سند میں راوی سے صرف اتنا منقول ہے کہ ایک بچے اور ایک عورت کا جنازہ حاضر ہوا پس بچے کو امام کے قریب رکھا گیا الخ اب سوال یہ ہے کہ وہ

عورت کون تھی اور وہ بچہ کون تھا کچھ معلوم نہیں اور اس عورت اور بچے کے درمیان کیا نسبت تھی کچھ معلوم نہیں؟

جواب: یہ خبر ماقبل میں بخاری شریف ج ۲ ص: ۵۸۲ ناشر قدیمی کتب خانہ کے حوالے سے گذر چکی ہے لہٰذا یہ کہنا کہ صحیحین میں یہ خبر نہیں ہے دھوکہ دہی ہے۔ اسی طرح صحاح ستہ میں سے نسائی شریف ج ۱ ص: ۲۸۰ کے حوالے سے بھی یہ خبر گذر چکی ہے باقی میلانی کا یہ کہنا کہ نسائی کے نفس سند سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت اور ایک بچے کا جنازہ حاضر ہوا بقیہ باتیں معلوم نہیں ہوتیں یہ بات اس کے آنکھوں اور دل اور دماغ کے اندھے ہونے پر دلالت کرتی ہے نسائی کی روایت میں تو صاف لکھا ہے کہ وہ عورت جس کا جنازہ حاضر ہوا وہ ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر تھیں اور جس بچے کا جنازہ حاضر ہوا وہ اس کا بیٹا تھا اور اس بچے کا نام زید تھا. اصلی عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

وضعت جنازة ام كلثوم بنت علي امراة عمر بن الخطاب وابن لها يقال له زيد.

اُم کلثوم بنت علی زوجہ عمر بن خطاب اور اس کے بیٹے زید کو اکٹھے رکھا گیا.

لہٰذا یہ کہنا کہ یہ خبر صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں نہیں ہے جھوٹ ہے.

اسی طرح میلانی کا یوں کہنا کہ معاجم طبرانی میں بھی یہ خبر نہیں ہے یہ اس کی بے علمی ہے المعجم الاوسط للطبرانی (المتوفی ۳۶۰) ج ۶ ص: ۳۵۷ حدیث نمبر ۶۶۰۹ ناشر دارالحرمین قاہرہ میں بھی اس رشتے کا ذکر موجود ہے. رہی بات مسند احمد؛ مسند ابی یعلیٰ

اور مسند بزار کی تو یہ بالکل وہ ہی بات ہے:

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہیں

جب بخاری شریف، نسائی شریف، سنن دار قطنی، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، مستدرک حاکم، السنن الکبریٰ للبیھقی، السنن الکبریٰ للنسائی، معرفۃ السنن و الآثار، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، المنتقیٰ من السنن المسندہ الذریۃ الطاہرہ للدولابی، السنن الصغیر للبیھقی، الآثار لابی یوسف، مسند علی بن الجعد، کتاب الآثار لمحمد بن حسن الشیبانی، سنن سعید بن منصور وغیرہم جیسی معتبر کتب حدیث میں اس نکاح کی خبر موجود ہے تو ماننے والے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

وسوسہ: ۲۲۳- علی میلانی اپنی کتاب تزویج ام کلثوم من عمر ص: ۳۳ میں لکھتا ہے: جہاں تک تعلق ہے دخول اور اولاد کا تو علمائے فریقین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے میں آپ حضرات کے لیے ایک شیعہ عالم اور ایک سنی عالم کا قول نقل کرتا ہوں ہمارے قدیم شیعہ علماء میں سے نوبختی نے اپنی کتاب الامامۃ میں لکھا ہے کہ ام کلثوم صغیرہ تھیں تو عمر اس کے ساتھ دخول سے پہلے فوت ہو گئے اور سنی علماء میں سے زرقانی مالکی (المتوفیٰ ۱۱۲۲) اپنی کتاب شرح مواہب اللدنیہ ج: ۷، ص: ۹ میں لکھتے ہیں: ام کلثوم جو عمر بن خطاب کی بیوی تھیں عمر بن خطاب اس کے ساتھ دخول سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ اور یہی بات علی شہرستانی نے اپنی کتاب زواج ام کلثوم، ص: ۲۵ میں لکھی ہے۔

جواب: جہاں تک تعلق ہے نوبختی کا تو ظاہر ہے کہ شیعہ قوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دشمنی کی وجہ سے اس نکاح سے بڑی پریشان ہے اس لیے یہ لوگ ایسے ڈکو سلے لکھنے پر مجبور ہیں لہٰذا نوبختی بھی انہی میں سے ایک سمجھیے. البتہ جہاں تک تعلق ہے زرقانی کا تو زرقانی پر یہ صریح بہتان ہے شرح زرقانی ج ۷ ص: ۹ میں یہ بات موجود نہیں ہے البتہ شرح زرقانی میں تو اس کے خلاف موجود ہے چنانچہ شرح زرقانی ج ۴ ص: ۳۴۱ ناشر دار الکتب العلمیۃ - بیروت میں لکھا ہے:

تزوج عمر بن الخطاب ام کلثوم بنت فاطمه فولدت له زیداً و رقية.

عمر بن خطاب نے ام کلثوم بنت فاطمہ سے شادی کی پس اس سے اس کو زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔

شرح زرقانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دخول ہوا تھا اس لیے تو اولاد پیدا ہوئی لہٰذا دخول نہ ہونے کی بات علمائے اہل سنت کے طرف منسوب کرنا بہتان عظیم ہے۔

جہاں تک تعلق ہے دخول کے ثبوت کا تو ہم نے اس نکاح کے ثبوت کے ضمن میں شیعہ سنیوں کی متعدد روایات نقل کی ہیں جن سے ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اولاد کا ثبوت ملتا ہے خصوصاً تہذیب الاحکام کی جنازے والی روایت ہرگز نہ بھولیں جس میں شیعوں کے پانچویں امام محمد باقر کی زبان سے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کا ذکر ہے مزید اگر ہم صرف اولاد کے ثبوت پر آئیں تو مزید دلائل کے

انبار لگا سکتے ہیں لیکن کتاب کے اختصار کی بنا پر اکتفا کرتے ہیں

وسوسہ:۲۴— علی میلانی اپنی کتاب تزویج ام کلثوم من عمر ص:۲۱ میں لکھتا ہے:

فی روایة طبقات ابن سعد و روایة الدولابی فی الذریة الطاهرة انه هدد علیاً وفی روایة مجمع الزوائد لما بلغه منع عقیل عن ذالک قال ویح عقیل سفیه احمق وفی روایة الذریة الطاهرة و فی مجمع الزوائد التهدید بالدرة .

عبارت کا مفہوم: طبقات ابن سعد اور الذریۃ الطاہرہ للدولابی میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کو ڈرایا اور مجمع الزوائد کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر کو عقیل کے انکار کا پتہ چلا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقیل کے متعلق فرمایا کہ وہ بے وقوف ہے اور الذریۃ الطاہرہ اور مجمع الزوائد میں ہے کہ (حضرت علی نے فرمایا کہ میں) عمر کے درے کے ڈر (کی وجہ سے یہ رشتہ دے رہا ہوں)

جواب: طبقات ابن سعد اور الذریۃ الطاہرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈرانے اور دھمکانے کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے لہٰذا ان کتب کے طرف اس بات کی نسبت غلط بیانی ہے اور مجمع الزوائد کی پہلی روایت جس میں عقیل کو بے وقوف کہنے کا ذکر ہے اور دوسری روایت جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درے کا ذکر ہے یہ درحقیقت ایک ہی روایت ہے اور مجمع الزوائد میں یہ روایت معجم طبرانی کے حوالے سے مذکور ہے تو درحقیقت یہ روایت المعجم الکبیر ج۳ ص:۴۴ حدیث نمبر ۲۶۳۳ مکتبہ ابن تیمیۃ قاہرہ میں موجود ہے اور اس کی سند اس طرح ہے:

جعفر بن محمدبن سلیمان النوفلی المدینی ثنا ابراهیم بن حمزه

الزبیری ثنا عبد العزیز بن محمد الدراوردی عن زید بن اسلم عن ابیه قال دعا الخ.

تو اس سند میں راوی جعفر بن محمد بن سلیمان النوفلی مجہول ہے اس کا کتب رجال میں کہیں ترجمہ موجود نہیں ہے چنانچہ اس کے متعلق محقق زمانہ شعیب الارنؤوط حاشیہ مسند احمد ج ۱۷ص: ۲۲۲ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ میں لکھتے ہیں:

جعفر بن محمد بن سلیمان النوفلي لم نجد من ترجم له.

جعفر بن محمد نوفلی کا ہم نے کوئی ترجمہ لکھنے والا نہیں پایا.

اور اس کے متعلق شیخ عبد السلام بن محسن آل عیسیٰ اپنی کتاب دراسۃ نقدیۃ فی المرویات الواردۃ فی شخصیۃ عمر بن الخطاب ج ۱ص: ۲۳۲ ناشر عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورۃ میں لکھتے ہیں:

جعفر بن محمد النوفلي لم اجد له ترجمة.

جعفر بن محمد نوفلی کا میں نے ترجمہ نہیں پایا.

جیسے کہ آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ اس راوی کی توثیق وحالات کتب رجال میں کہیں مذکور نہیں ہیں اس لیے یہ راوی شیعہ سنی اصول کے مطابق مجہول اور اس کی روایت مجہول کہلائیگی لہٰذا مجہول روایت کولیکر اہل سنت پر اعتراض کرنا بے انصافی ہے البتہ جہاں تک تعلق ہے اس اصول کا تو کتب شیعہ سے یہ اصول ہم ماقبل میں نقل کرچکے ہیں البتہ کتب اہل سنت سے یہ اصول ملاحظہ فرمائیں:

۱—ان روىٰ عنه اثنان فصاعداً ولم يوثق فهو مجهول الحال

اگر کسی راوی سے دو یا دو سے زائد راوی روایت کریں تو بھی اس راوی کی جب

تک توثیق منقول نہ ہو تو راوی مجہول ہی کہلائے گا. دیکھیے:

۱۔ نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر لابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ص: ۱۲۶، ناشر مطبعة سفیر بالریاض

۲۔ الغایة فی شرح الهدایة فی علم الروایة لابی الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی ۹۰۲) ص: ۱۲۷، ناشر مکتبة اولاد الشیخ للتراث

۳۔ فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث لابی الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی ۹۰۲) ج: ۲، ص: ۵۲، ناشر مکتبة السنة ۔مصر

اور جہاں تک تعلق ہے الذریۃ الطاہرۃ کی روایت کا جس میں حضرت عمر کے درے کا ذکر ہے تو یہ روایت موضوع اور کمزور قسم کی ہے کیوں کہ اس روایت کی سند اس طرح ہے:

ذکر عبد الرحمٰن بن خالد بن نجیح حدثنا حبیب کاتب مالک بن انس حدثنا عبد العزیز الدراوردی عن زید بن اسلم عن ابیه مولی عمر بن الخطاب الخ.

تو اس روایت کی سند میں پہلے راوی عبدالرحمن بن خالد بن نجیح کے متعلق حضرت علامہ ذہبی (المتوفی ۷۴۸) اپنی کتاب میزان الاعتدال ج ۲ ص: ۵۵۷ ناشر دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت۔لبنان میں لکھتے ہیں:

قال ابن یونس منکر الحدیث .

ابن یونس کہتے ہیں کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔

اور اس کے متعلق حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اپنی کتاب لسان المیزان ج ۳ ص: ۴۱۳ ناشر دائرۃ المعارف النظامیہ - الھند میں لکھتے ہیں:

قال ابن یونس منکر الحدیث .و قال الدار قطنی متروک الحدیث ....و قال فی موضع آخر ضعیف .

ابن یونس کہتے ہیں کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے. اور دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ راوی متروک الحدیث ہے اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں یہ راوی ضعیف ہے.

اور اس سند میں دوسرا راوی حبیب کاتب مالک بن انس ہے اس کے متعلق امام دار قطنی (المتوفی ۳۸۵) اپنی کتاب تعلیقات الدار قطنی علی المجروحین لابن حبان ص: ۸۳ ناشر دار الکتاب الاسلامی - القاہرہ میں لکھتے ہیں:

یقول ابراهیم بن محمد حبیب کاتب مالک بن انس کان کذاباً یضع الحدیث قال احمد حبیب وراق مالک بن انس لیس بثقة قال یحییٰ بن معین ....سئلنی عنه اهل مصر فقلت لیس بشئ و قد رویٰ حبیب عن مالک مناکیر .

عبارت کا مفہوم: ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ حبیب انس بن مالک کا کاتب جھوٹا تھا اور جڑ تو احادیث گھڑتا تھا اور امام احمد فرماتے ہیں کہ حبیب وراق ثقہ نہیں ہے اور یحیٰ بن معین فرماتے ہیں کہ مجھ سے مصر والوں نے اس کے متعلق پوچھا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہیچ ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں اور مالک سے منکر روایات نقل کرتا ہے. (راقم کہتا ہے) لہٰذا یہ روایت وضاع اور کذاب راوی کے ہونے کی وجہ سے

موضوع اور من گھڑت ہے تو ایسی روایات لیکر اہل سنت پر اعتراض کرنا فضول ہے.

وسوسہ: ۲۵-علی میلانی اپنی کتاب تزویج ام کلثوم من عمر ص: ۲۵ میں لکھتا ہے: بعض روایات میں ہے کہ ام کلثوم کو جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام زید تھا اور طبقات کی روایت میں میں ہے کہ اس کو زید اور رقیہ پیدا ہوئے اور نووی کی تہذیب الاسماء و اللغات میں ہے کہ اس سے زید اور فاطمہ پیدا ہوئے اور معارف ابن قتیبہ میں ہے کہ اس کو اولاد پیدا ہوئی یہاں سے یہ سمجھ میں آیا کہ اس کی اولاد دو سے زیادہ تھی؟

جواب: بعض روایات میں صرف زید کا ذکر ہونا بیٹی کے پیدائش کے منافی نہیں ہے مثلا اگر کوئی صرف اتنا کہے کہ فلاں کے پانچ بیٹے ہیں تو اس سے عاقل آدمی یہ ہرگز نہیں سمجھتا ہے کہ اس شخص کی بیٹیاں نہیں ہیں الا یہ کہ یوں کہے کہ فلاں کے صرف پانچ بیٹے ہیں اور اس کی کوئی بیٹی نہیں ہے تو اس سے بلا شبہ یہی سمجھ میں آتا ہے کہ فلاں آدمی کی کوئی بیٹی نہیں تو کسی بھی روایت میں ایسی بات منقول نہیں ہوئی ہے کہ ام کلثوم بنت علی سے صرف زید پیدا ہوا اور اس کے علاوہ اس سے کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوئی لہذا بعض روایات میں بیٹی کا ذکر نہ ہونا بیٹی کے وجود کے منافی نہیں ہے. اس پر تو مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ام کلثومؓ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی البتہ اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ اس کی بیٹی کا نام کیا تھا اکثر مؤرخین اس کا نام رقیہ ذکر کرتے ہیں اور بعض مؤرخین اس کا نام فاطمہ ذکر کرتے ہیں لیکن کسی مؤرخ نے دو سے زیادہ اولاد نہیں بتائی ہے- جہاں تک تعلق ہے ابن قتیبہ کا تو اس نے تو معارف میں صریح لکھا ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے نکاح میں دو بچے پیدا ہوئے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

فاطمة و زيد و امهما ام كلثوم بنت علي بن ابي طالب من فاطمة بنت رسول الله ﷺ و يقال ان اسم بنت ام كلثوم من عمر رقية .

عبارت کا مفہوم: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے) زید اور فاطمہ ہیں اور ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب ہے جو حضرت فاطمہ سے پیدا ہوئی تھیں اور کہا گیا ہے کہ ام کلثوم کے بچی کا نام جو حضرت عمر سے پیدا ہوئی تھیں رقیہ تھا دیکھیے:

معارف لعبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (المتوفى ۲۷۶) ص:۱۸۵
ناشر الهيئة المصرية العامة للكتاب -قاهرة

اب معارف کی ص:۲۱۱ کی عبارت وولدت له اولادا قد ذكرناهم سے مراد بھی وہی اولاد ہوگی جس کا ذکر ماقبل میں ہو چکا اور ماقبل میں ص:۱۸۵ میں اس کی اولاد کا عدد دو-۲- گذرا ہے. اب میرا میلانی سے سوال ہے کہ اگر بالفرض اولاد کے مقدار میں اختلاف بھی ہوتا تو اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں کیا فرق پڑتا؟ زیادہ سے زیادہ اولاد کا عدد مشکوک ہو جاتا پھر بھی نفس اولاد کی نفی نہ ہوتی یہاں پر تو صرف بچی کے نام میں اختلاف ہے اس سے بچی کے وجود کی بھی نفی نہیں زیادہ سے زیادہ اس کا نام مشکوک ہوگا کہ ممکن ہے کہ اس کا نام رقیہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا نام فاطمہ ہو. اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا. ورنہ شیعوں کو چاہیے کہ اسماء بنت عمیس کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کا بھی انکار کریں کیوں کہ اسماء بنت عمیس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے عدد میں اختلاف ہے چنانچہ محشی

احتجاج طبرسی محمد باقر الخراسان (المتوفی ۱۳۳۷) احتجاج طبرسی ج ا ص ۱۱۱ ناشر مکتبۃ دار المجتبیٰ العراق- نجف اشرف کے حاشیہ نمبر:۱ پر لکھتا ہے:

ولما مات ابوبکر تزوجها امیر المؤمنین علیہ السلام فاولدت لہ یحیٰ باجماع و اختلف فی عون بن علی بن ابی طالب فقیل انہ منہا.

عبارت کا مفہوم: جب ابوبکر فوت ہوگئے تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس کے ساتھ شادی کی اور اس کو اس سے یحیٰ پیدا ہوا اس پر اجماع ہے. اور عون بن علی بن ابی طالب کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے کہا گیا ہے کہ یہ بھی اسی (اسماء) سے پیدا ہوا. نیز اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ پھر تو شیعوں کا چاہیے کہ حضرت علی کے حضرت فاطمہ سے بھی نکاح کا انکار کریں کیوں کہ حضرت فاطمہ کے اولاد کے عدد میں بھی اختلاف ہے چنانچہ شیعوں کا مرجع آقا بزرگ طہرانی اپنی کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۲۴ ص:۲۵۴ میں ایک کتاب دیوان النسب کے حوالے سے لکھتا ہے:

ابتدأ فیہ بعقب الحسنین ثم سائر اولاد امیر المؤمنین و قال فی ولد علی (ع) ان محسنا و اخاہ ولدا من فاطمۃ میتین .

عبارت کا مفہوم: کتاب دیوان النسب میں مصنف نے ابتدا حضرت حسن و حسین کے نسل سے کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق لکھا ہے کہ محسن اور اس کے بھائی دونوں حضرت فاطمہ سے مردہ پیدا ہوئے.

شیعہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اولاد کے عدد میں

اختلاف ہے کیوں کہ اکثر شیعوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تین بیٹے ذکر کیے ہیں حسن، حسین، محسن لیکن اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ کے چار بیٹے پیدا ہوئے تھے ان میں سے دو محسن اور اس کا دوسرا بھائی دونوں مردہ پیدا ہوئے تھے.
نیز بعض لوگوں نے حضرت فاطمہ کی بیٹیوں کے عدد میں بھی اختلاف کیا ہے چنانچہ شیعوں کا علامہ میرزا محمد بن معتمد خان البدخشی (المتوفی ۱۱۲۶) کتاب نزل الابرار فی مناقب اہل بیت الاطہار ص ۳۹۴ پر لکھتا ہے:

اما اولادها فانها ولدت ثلاثة بنين الحسن والحسين ومحسن اما الحسن والحسين فسيجئ ذكرهما اما محسن فمات رضيعاً وابنتان زينب وام كلثوم وقال ليث بن سعد وثالثة تسمىٰ رقية وماتت صغيرة.

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین بیٹے حسن حسین اور محسن پیدا ہوئے بہرحال حسن حسین کا ذکر عنقریب آئیگا بہرحال محسن دودھ پینے کے زمانے میں فوت ہوگئے اور دو بیٹیاں زینب اور ام کلثوم ورلیث بن سعد کہتے ہیں تیسری بیٹی رقیہ بھی پیدا ہوئی تھی.

نیز اہل سنت میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب فضائل اعمال ص: ۲۰۸ ناشر مکتبۃ البشریٰ کراچی پاکستان حکایات صحابہ باب دہم عورتوں کا دینی جذبہ میں حضرت فاطمہ کے حالات کے تحت لکھتے ہیں:

ان کی چھ اولاد تین لڑکے تین لڑکیاں ہوئیں.........صاحب زادیوں میں سے رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بچپن میں ہی ہوگیا تھا اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے ان

کو لکھا بھی نہیں۔

اب جس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے عدد میں اختلاف سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا اسی طرح ام کلثوم بنت علی کی بیٹی کے صرف نام میں اختلاف کی وجہ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا لہٰذا ایسی لایعنی باتوں سے فاروق اعظم وام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کو جھٹلانا بے وقوفی ہے۔

وسوسہ:٢٦-علی میلانی اپنی کتاب تزویج ام کلثوم من عمر ص:٢٥ میں لکھتا ہے ابن سعد شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ ام کلثوم کا جنازہ عبداللہ بن عمر نے پڑھایا اور شعبی کے علاوہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس کا جنازہ سعید بن العاص نے پڑھایا اور تاریخ خمیس للدیار بکری میں ہے کہ اس کا جنازہ سعد بن ابی وقاص نے پڑھایا۔

جواب: صحیح بات یہ ہے کہ حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پڑھایا رضی اللہ عنہما ہے البتہ جہاں تک تعلق ہے طبقات ابن سعد کی اس روایت کا جس میں ہے کہ سعید بن عاص نے پڑھایا تو اس روایت کی سند میں راوی حماد بن سلمہ مختلط ہے چنانچہ اس کے متعلق تقریب التہذیب جلد نمبر ١، صفحہ نمبر ٢٣٨ ناشر قدیمی کتب خانہ میں لکھا ہے: تغیر حفظه بآخره اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا اور "مختلط رواۃ" کے متعلق محدثین کا فیصلہ ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ان حضرات کی یہ رِوایت اِختلاط سے پہلے کی ہے تب تک ان کی روایت قبول نہیں ہوگی جیسے کہ محدث ابن صلاح نے اپنی کتاب مقدمۃ ابن صلاح، ص ٣٩٢ پر اس اُصول کی تصریح کی ہے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

والحکم فیہ انہ یقبل حدیث من اخذ عنهم قبل الاختلاط ولا یقبل حدیث من اخذ عنهم بعد الاختلاط او اشکل امرہ فلم یدر هل اخذ عنه قبل الاختلاط او بعدہ.

"مختلط رواۃ" کا حکم یہ ہے کہ ان سے ان حضرات کی حدیث قبول کی جائے گی جنہوں نے ان سے اختلاط سے پہلے لی ہو اور ان حضرات کی روایت قبول نہیں ہو گی جنہوں نے ان سے اختلاط سے بعد لی ہو یا یہ پتہ نہ چلے کہ انہوں نے ان سے اختلاط سے پہلے لی ہے یا بعد میں.

راقم کہتا ہے اس روایت کا بھی یہی حال ہے پتہ نہیں چلتا کہ وکیع بن الجراح نے ان سے یہ روایت اختلاط سے پہلے لی ہے یا بعد میں؟ لہذا یہ روایت قبول نہیں ہوگی. اور جہاں تک تعلق ہے تاریخ خمیس کی عبارت کا تو وہ اصل عبارت اس طرح ہے

صلیٰ علیهما ابن عمر قدمه الحسن بن علی ....و قیل صلیٰ علیهما سعد بن ابی وقاص.

عبارت کا مفہوم: حضرت ام کلثوم اور اس کے بیٹے حضرت حسن کے حکم سے عبداللہ بن عمر نے نماز پڑھائی اور کہا گیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نماز پڑھائی.

تو اس عبارت میں دوسرے قول سے پہلے قیل کا لفظ ہے جو اس قول کے کمزور اور ضعیف ہونے کی علامت ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ صحیح قول کے مطابق یہ جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھایا ہے. لیکن اگر ایک منٹ کے لیے تسلیم بھی کیا جائے کہ جنازہ پڑھانے والے میں اختلاف ہے تو اس سے نفس جنازہ کی نفی بھی نہیں ہوگی زیادہ سے زیادہ جنازہ پڑھانے والے میں شک ہوگا اس سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے. اور اگر شیعہ جنازہ پڑھانے والے میں شک کی وجہ

سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کا انکار کرتے ہیں تو پھر ان کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کا بھی انکار کرنا پڑیگا کیوں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پڑہانے والے میں بھی اختلاف ہے اختلاف کا ثبوت حاضر ہے چنانچہ علل الشرائع للشیخ الصدوق (المتوفی ۳۸۱) ص:۱۸۵ ناشر مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت-لبنان میں لکھا ہے:

فلما فرغ من جهازها اخرج على الجنازة و اشعل النار في جريد النخل و مشىٰ مع الجنازة بالنار حتى صلى عليها .

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کا جنازہ حضرت علی نے پڑھایا اور کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ لابی الحسن علی بن عیسی الاربلی (المتوفی ۶۹۲) ج:۲، ص:۲۶۱، ناشر دار التعارف-بیروت میں لکھا ہے:

صلى عليها العباس بن عبد المطلب و نزل في حفرتها هو و على و الفضل بن عباس.

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کا جنازہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے پڑھایا۔

اور ینابیع المودۃ للشیخ سلیمان بن ابراھیم (المتوفی ۱۲۹۴) ص:۱۴۱ ناشر دار الاسوۃ للطباعۃ والنشر میں لکھا ہے:

صلى عليها على و قيل العباس

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھائی

اور کہا گیا ہے کہ حضرت عباس نے پڑھائی.

اسی طرح اہل سنت کی کتاب کنز العمال لعلاء الدین علی المتقی (المتوفی ۹۷۵)

ج۱۲ص:۵۱۵ ناشر موسسۃ الرسالۃ میں لکھا ہے:

عن جعفر بن محمد عن ابیه قال ماتت فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء ابو بکر و عمر لیصلو فقال ابو بکر لعلی بن ابی طالب تقدم فقال ما کنت لاتقدم و انت خلیفة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فتقدم ابو بکر فصلیٰ علیها.

عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے نقل کرتے ہیں کہ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جنازہ پڑھنے کے لیے آئے حضرت ابوبکر نے حضرت علی سے فرمایا کہ آپ آگے بڑھیے حضرت علی نے فرمایا میں آگے نہیں بڑھوں گا کیوں کہ آپ خلیفہ رسول ہیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھیے ہے اور حضرت فاطمہ پر نماز جنازہ پڑھی.

لہذا شیعوں سے گذارش ہے کہ کام کی بات کریں ایسی واہی باتوں سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑیگا.

وسوسہ: ۲۷: غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۱۲۳-۱۲۲ میں لکھتا ہے:

اولاد علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علمائے اہل سنت کا زہریلا پروپیگنڈا......ثبوت ملاحظہ ہو:

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ج:۴، ص: ۴۶۸

۲- اهل سنت کی معتبر کتاب الاصابة فی تمییز الصحابة ج:۴، ص:۴۶۸

۳- اهل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابة فی معرفة الصحابة ج:۷، ص:۳۶۷

۴- اهل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ج:۲، ص:۳۸۴

۶- اهل سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ ج:۸، ص:۴۶۳

۷- اهل سنت کی معتبر کتاب الصوائق المحرقة، ص:۹۴

۸- اهل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ، ص:۱۶۸

۹- اهل سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین، ص:۱۲۶

۱۰- اهل سنت کی معتبر کتاب تذکرة خواص الامة باب ۱۱

ان تمام کتب کے حوالے سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے اور کشف ساق وغیرہ کا واقعہ نقل کر کے اہل سنت پر طنز اور غصے کا اظہار کیا ہے؟

جواب: اولاً: اس قسم کی تمام روایات اہل سنت کے اصول کے مطابق غیر معتبر ہیں مثلاً: الاستیعاب کی یہ روایت بے سند ہے دیکھیے الاستیعاب ج۴ص:۱۹۵۵ ناشر دار الجیل - بیروت شیعہ سنی اُصول کے مطابق بے سند روایت مردود ہوتی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مبارک کا مشہور قول ہے:

الاسناد من الدین لو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء

سند دین کا حصہ ہے اگر دین میں سند کا اعتبار نہ ہوتا تو ہر شخص اپنی مرضی کی باتیں کرتا. نیز غلام حسین نجفی خود بھی اسی کتاب سہم مسموم ص:۳۶۸ میں ایک روایت کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: مذکورہ روایت بلا سند ہے کیوں کہ ان راویوں کا نام مذکور

نہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے اور عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۳۴ میں ایک روایت کو رد کرنے کے لیے لکھتا ہے: پانچویں روایت کی سند معلوم نہیں ہے۔ اس لیے راقم بھی کہتا ہے کہ الاستیعاب کی یہ روایت مردود ہے اس لیے کو اس روایت کو نقل کرنے والوں کے نام مذکور نہیں ہیں۔ اور الاصابۃ کی اس روایت کی سند میں ایک راوی عمرو بن دینار ہے:

الاصابہ فی تمییز الصحابة ج۸ص:۴۶۵ ناشر دار الکتاب العلمیة-بیروت

اور یہ راوی مدلس ہے چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج۸ ص:۳۰ ناشر مطبعة دائرة المعارف النظامیة - الهند میں لکھتے ہیں:

مقتضاه ان یکون مدلساً.

اس بات کی تقاضا یہ ہے کہ یہ مدلس ہے۔

اور اس روایت کو یہ محمد باقر سے عن کے صیغے کے ساتھ نقل کرتا ہے اور محدثین کا اجماع ہے کہ مدلس راوی کی معنعن روایت ضعیف اور مردود ہوتی ہے۔ نیز اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمۃ اللہ (المتوفی ۷۴۸) اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص:۳۰۲ ناشر موسسۃ الرسالۃ میں لکھتے ہیں:

قال یحیٰ بن معین اهل المدینة لایرضون عمرا یرمونه بالتشیع.

یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ مدینہ والے عمرو کو پسند نہیں کرتے ہیں اس پر شیعت کا الزام قائم کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شیعت کی کچھ بو تھی اس لیے ایسی غلط بات کو اہل سنت کی طرف منسوب کیا. اور عبدالکریم مشتاق اس روایت کو رد کرنے کے لیے اپنی کتاب افسانہ عقدام کلثوم ص: ۳۳ میں لکھتا ہے: امام احمد نے کہا ہے کہ ابن دینار ضعیف ہے امام نسائی اور مرہ نے بھی ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال ج ۲ ص: ۲۸۷) لہٰذا یہ روایت شیعہ کے ہاں بھی مردود ہے. اور اسد الغابۃ میں یہ روایت بے سند مذکور ہے دیکھیے: (اسد الغابة ج۷ ص: ۳۷۷ ناشر دار الکتب العلمیة) اور بے سند روایت کی حیثیت ہم ابھی ابھی بیان کر چکے ہیں. اور تاریخ بغداد کی روایت کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن مہران بن رستم المروزی ہے. دیکھیے:

تاریخ بغداد ج۷ص: ۱۲۶ ناشر دار الغرب الاسلامی -بیروت

اس راوی کا تذکرہ اگرچہ تاریخ بغداد میں موجود ہے لیکن ائمہ رجال میں سے کسی سے بھی اس کی توثیق ثابت نہیں ہے اور شیعہ سنی متفق اصول ہے:

من لم یوثق فھو مجھول

جس راوی کی توثیق ثابت نہ ہو وہ مجہول ہوتا ہے. کمامر۔

لہٰذا مجہول راوی کی وجہ سے یہ روایت بھی مجہول ہے اس لیے قابل حجت نہیں ہے. اور الطبقات الکبری کی روایت کی سند میں محمد بن عمر بن واقد الواقدی ہے:

الطبقات الکبریٰ ج۸ ص: ۳۳۹ ناشر دار الکتب العلمیة

اس کے متعلق حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج ۵ ص: ۶۳۷ ناشر دار الکتب العلمیۃ-لبنان میں لکھتے ہیں

قال معاویة بن صالح :قال لی احمد بن حنبل الواقدی کذاب

.......قال الشافعي فيما اسنده البيهقي : كتب الواقدي كلها كذب و قال النسائي في الضعفاء :الكذابون المعروفون بالكذاب على رسول الله ﷺ اربعة الواقدي بالمدينة ....و قال ابن المديني ....ابراهيم بن ابي يحيىٰ كذاب و هو عندي احسن حالاً من الواقدي ......و قال بندار ما رأيت اكذب منه .....عن ابي حاتم انه قال : كان يضع.

عبارت کا مفہوم: معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن حنبل نے فرمایا کہ واقدی کذاب ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ واقدی کی تمام کتابیں جھوٹی ہیں اور نسائی نے ضعفاء میں کہا ہے وہ لوگ جو جناب نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے میں مشہور تھے وہ چار افراد تھے ان میں سے ایک واقدی تھا. اور علی بن مدینی کہتے ہیں کہ ابراھیم بن یحییٰ میرے نزدیک کذاب ہے لیکن پھر بھی یہ میرے نزدیک واقدی سے اچھا ہے اور بندار کہتے ہیں کہ میں نے واقدی سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں دیکھا اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹی روایات بناتا تھا.

نیز عبدالکریم مشتاق اس روایت کو رد کرنے کے لیے اس راوی کے متعلق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۳۳ میں لکھتا ہے :امام نسائی نے کہا ہے کہ واقدی کذاب ہے اور بغداد میں اپنی کذب بیانی کی وجہ سے مشہور ہے تہذیب التہذیب ج ۹ ص:۱۶۱ ۳ امام بخاری نے کہا ہے کہ واقدی متروک الحدیث ہے مرہ نے کہا ہے کہ واقدی کوئی شی نہیں یحیٰ بن معین نے کہا واقدی ضعیف ہے ابن مدائنی کا قول ہے واقدی کی بیس ہزار حدیثیں بے اصل ہیں- امام شافعی نے کہا واقدی کی تمام کتب جھوٹ کا انبار ہے. (راقم کہتا ہے) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ روایت باتفاق

شیعہ سنی مردود ہے. اور صواعق محرقہ میں یہ روایت بے سند ہے. دیکھیے صواعق محرقہ ج ۲ ص: ۴۵۷ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ اس لیے یہ روایت بھی مردود ہے. اور ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ کی روایت کی سند اس طرح ہے عن واقد بن محمد بن عبداللہ بن عمر عن بعض اباء - دیکھیے ذخائر العقبیٰ لاحمد بن عبداللہ الطبری (المتوفی ۶۹۴) ج ۱ ص: ۱۶۹ ناشر مکتبۃ القدسی قاہرہ. اور سند میں چونکہ بعض اباء مجہول ہیں اس لیے یہ روایت بھی مجہول ہوگی قابل حجت نہیں بن سکتی. اور عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص: ۳۴ میں اس روایت کو رد کرنے کے لیے لکھتا ہے: اسی طرح ساتویں روایت پر بھی بحث ہو چکی ہے یہ روایات عموماً مجہول الحال رواۃ سے مروی ہیں جن کے احوال بھی کتب رجال میں نہیں ملتے ہیں. اور تاریخ الخمیس کی روایت کی سند میں محمد بن اسحاق ہے. دیکھیے:

تاريخ الخميس لحسين بن محمد الديار بكرى (المتوفى ٩٦٦) ج ٢ ص: ٢٨٤ ناشر دار صادر بيروت

اسی طرح ذخائر العقبیٰ کی ایک سند میں بھی یہی راوی ابن اسحاق ہے دیکھیے ذخائر العقبیٰ لاحمد بن عبداللہ الطبری (المتوفی ۶۹۴) ج ۱ ص: ۱۶۷ ناشر مکتبۃ القدسی قاہرہ - تو اس راوی کے متعلق حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۷۴ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت - لبنان میں لکھتے ہیں:

قال مالک: دجال من الدجاجلة .... كذبه سليمان التيمى و يحيىٰ القطان و وهيب بن خالد.

عبارت کا مفہوم: اس راوی کے متعلق امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ دجالوں میں

سے ایک دجال ہے اور اس کے متعلق سلیمان تیمی اور یحیٰ القطان اور وہیب بن خالد فرماتے ہیں کہ یہ کذاب جھوٹا ہے۔

اور عبدالکریم مشتاق اس روایت کو رد کرنے کے لیے اپنی کتاب افسانہ عقد ام کلثوم ص:۳۳ میں لکھتا ہے: محمد بن اسحاق جس کی روایت ذخائر العقبیٰ میں درج ہے اس کے بارے میں یحیٰ قطان نے کہا ہے ابن اسحاق کذاب ہے مالک نے کہا ابن اسحاق دجال ہے سلیمان تیمی نے کہا ابن اسحاق کذاب ہے دارقطنی نے کہا کہ قابل احتجاج نہیں ہے (میزان الاعتدال ج اص: ۳۴۰)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ یہ روایات باتفاق شیعہ سنی مردود ہیں لہٰذا ایسی روایات کا بہانہ بنا کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح کا انکار کرنا صرف تعصب ہے کیوں کہ ہم بھی ان روایات کے بنیاد پر کوئی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نکاح ثابت نہیں کرتے کہ یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ روایات اہل سنت کے اصول کے مطابق مردود ہیں پھر بھی اہل سنت ان روایات کہ بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح کیوں مانتے ہیں؟ بلکہ ہم نے جن روایات سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح پر استدلال کیا ہے وہ روایات ان خرافات سے پاک ہیں۔

ثانیاً: اہل سنت اس قسم کی خرافات کسی بھی مؤمنہ لڑکی کے متعلق نہیں مانتے جبکہ غلام حسین نجفی اس قسم کی تو ہین (فرضی) ام کلثوم بنت ابی بکر و ربیبہ حضرت علی و بنت اسماء بنت عمیس زوجہ علی کے لیے مانتا ہے چنانچہ یہ بدبخت زمانہ اپنی اسی کتاب سہم مسموم ص: ۳۱۰ میں اپنی پسندیدہ کتاب الانوار کے حوالے سے لکھتا ہے:

ائمہ ھدیٰ سے یہ روایت ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کا رشتہ مانگا اور جناب امیر نے انکار فرمایا اور ٹھکرا دیا پھر عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جو کہ جناب امیر کی پرورده تھی جناب امیر سے رشتہ مانگا پس آنجناب نے ام کلثوم بنت ابی

بکر کی ام کلثوم کا رشتہ [illegible] ام کلثوم بنت ابی [illegible]
جناب امیر نے کہا کہ ضرور [illegible] ام کلثوم اور [illegible] نے
بچی سے کہا کہ امیر سے قریب ہو اور [illegible] نے ارادہ کیا کہ ام کلثوم کا ہاتھ پکڑے کہ ام کلثوم
نے ہاتھ چھڑا لیا اور جناب امیر کی طرف بھاگ گئی اور شکایت کی کہ اس عمر نے مجھ کو
اذیت دی ہے۔ پس عمر نے [illegible] صبر کیا حتی کہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا شادی
کے قابل ہوگئی پس عمر نے اسی ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور لوگوں نے
کہا کہ عمر نے بنت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کی ہے اور یہ ام کلثوم جو علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی مشہور
کی گئی یہ محمد بن ابی بکر کی سگی بہن ہے۔ ماں اور باپ کی طرف سے.

قارئین کرام! ہم ماقبل میں وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی ام کلثوم کے نام سے بلاشبہ تھیں جو حبیبہ بنت خارجہ کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں لیکن نجفی کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ام کلثوم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ربیبہ تھیں اس کے متعلق نجفی لکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا رشتہ طلب کیا تو عذر پیش کرنے کے بعد بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو شادی سے پہلے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور العیاذ باللہ اس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا جو نجفی نے اپنے نجس ہاتھ سے لکھا اب سوال یہ کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی حقیقی بیٹی بھیجتے ہیں تو نجفی چیختا ہے کہ اس میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین ہے لیکن اگر اپنی ربیبہ یعنی اپنی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی بیٹی کو بھیجتے ہیں تو نجفی خوش ہوتا ہے حالانکہ ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حق الیقین ص:۱۷۹ ناشر موسسہ انتشاراتی امام عصر میں لکھتا ہے:

اسماء بنت عمیس که درآں وقت زن ابوبکر بود و سابقاً زن جعفر طیار بود واز شیعان حیدر کرار بود.

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ جو ایک وقت حضرت ابوبکر کی بیوی تھی اور اس سے پہلے جعفر طیار کی بیوی تھی یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعوں میں سے تھی.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت اسماء بنت عمیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے شیعہ میں سے بھی تھی اب اگر العیاذ باللہ حضرت علی کو ام کلثوم پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے غیرت نہیں آئی کیوں کہ شیعوں کے بقول ان حضرات کی آپس میں دشمنیاں تھیں تو کم از کم حضرت کو اپنی بیوی کی وجہ سے تو غیرت آتی اور نہ ہی سہی کم از کم اپنے شیعہ ہونے کی وجہ سے تو اس کی بیٹی کا خیال کرتے نیز ایک غیرتی انسان کے لیے غیرت کے معاملے میں اپنی حقیقی بیٹی اور اپنی گود پالی ہوئی بیٹی برابر ہوتی ہے کیوں کہ جس طرح ایک حقیقی بیٹی اپنے باپ پر حرام ہوتی ہے اسی طرح ربیبہ یعنی گود پالی ہوئی بیٹی بھی حرام ہوتی ہے لہٰذا دونوں کا اکرام نگرانی اور تربیت بھی برابر ہونی چاہیے اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حقیقی بیٹی کے متعلق غیرتی بتانا اور گود پالی ہوئی بیٹی کے متعلق غیرت کے مقام سے اتارنا یہ دشمن علی کا کام ہی ہوسکتا ہے محب علی ایسی بکواس نہیں کرسکتا.

اب اس مسئلے میں شیعہ سے سوال ہے کہ اگر ایک شیعہ شخص اپنی حقیقی بیٹی کا نکاح کسی سنی سے کردے تو یقیناً آپ کے نزدیک یہ بہت بری بات ہوگی تو اسی طرح اگر کوئی شیعہ شخص اپنی شیعہ بیوی کی بیٹی کا نکاح کسی سنی سے کردے تو کیا یہ بات آپ کے نزدیک اچھی ہوگی؟ اگر یہاں دونوں باتیں بری ہیں تو حضرت علی کے حق میں دونوں باتیں بری کیوں نہیں سمجھتے؟ نجفی مذکورہ بالا عبارت میں لکھتا ہے کسی ضرورت کی (یعنی عمر کے خوف کے) وجہ سے بھیجا تو یہ ضرورت پھر حقیقی بیٹی کے متعلق بھی آسکتی ہے تو اتنے بڑے جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ کہ اس سے مراد ام کلثوم بنت علی نہیں بلکہ

بنت ابی بکر ہے. اور عبدالکریم مشتاق افسانہ عقد ام کلثوم ص:۸۲ میں لکھتا ہے: گو کہ حضرت علی علیہ السلام ذاتی طور پر اس رشتے پر ناخوش تھے مگر اصل وارث خاندان ابوبکر تھا جن کی سرکردہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا تھی لہٰذا ان کے دباؤ کے تحت آپ بھی بادل ناخواستہ آمادہ ہو گئے.

جواب: کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اتنی زور آور تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے دباؤ پر العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد ایک کافر کے ساتھ نکاح کروانے پر راضی ہو گئے تف ہے ایسے ایمان پر.

ثالثاً: شیعہ سے سوال ہے کہ ایک مؤمنہ کی کافر کے ساتھ شادی پر آمادہ ہونا کفر ہے یا نہیں لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کیا کہو گے؟ اپنے ایمان کی فکر کرو۔

وسوسہ:۲۸- غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۲۶۸ میں لکھتا ہے:

شیعہ سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ نکاح میں اعلان کیا جائے اور گواہ بنائے جائیں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ نکاح جس پر ان کے ایمان اور خلافت کا دار و مدار ہے اور قیامت کے دن ان کی نجات کا دار و مدار بھی جس نکاح پر ہے تو ہم اہل سنت دوستوں سے سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس عظیم الشان نکاح کا گواہ کون ہے اعلان کیوں نہ ہوا- نکاح کس مہینے میں ہوا کس تاریخ میں ہوا چونکہ ان تمام باتوں کا جواب ہمارے دوستوں کے پاس نہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ داستان ہی جھوٹی ہے.

جواب اولاً: بلاشبہ نکاح کے منعقد ہونے کے لیے گواہ وغیرہ شرط ہیں لیکن کسی بھی عورت کا کسی شخص کے ساتھ رشتہ نکاح بتانے کے لیے نکاح کے گواہوں اور اسی طرح نکاح کی تاریخ اور مہینہ بتانا ضروری نہیں ہے اگر آپ یہ سب چیزیں ضروری

سمجھتے ہیں تو مہربانی فرما کر اولاً: آپ کے عقیدے کے مطابق حضرت ام کلثوم بنت علی وفاطمہ کا نکاح ہوا جس کے ساتھ بھی ہوا اس نکاح کے گواہ کون تھے نیز اعلان کا ثبوت پیش کرو اور بتاؤ کہ وہ نکاح کس مہینے اور کس تاریخ میں ہوا (ما هو جوابكم فهو جوابنا) نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تاریخ متعین کر کے بتاؤ حالانکہ ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی کتاب بحار الانور ج ۴۳ ص ۹۲ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت-لبنان میں لکھتا ہے:

في اول يوم من ذي الحجة زوج رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة من امير المؤمنين و روى انه كان يوم السادس.

عبارت کا مفہوم: حضرت فاطمہ کی شادی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یکم ذی الحجہ کو حضرت علی سے کروائی اور یہ بھی مروی ہے کہ ۶ ذی الحجہ کو کروائی شیعوں کے اصول کے مطابق تو یہ نکاح ڈھکوسلا بن گیا کیوں کہ اس نکاح کے تاریخ یقینی طور پر معلوم نہ ہوسکی۔ چونکہ اقوال مختلف ہیں تو بقول نجفی کے اذا تعارضا تساقطا ملاحظہ فرمائیں: (سہم مسموم ص: ۲۰۸) لہٰذا حضرت علی وفاطمہ کا نکاح بھی نجفی کے اصول کے مطابق ثابت نہیں ہے تو ایسا شخص اگر فاروق اعظم اور ام کلثوم بنت علی کے نکاح کا انکار کرے تو بعید نہیں ہے ظاہر ہے جو ام کلثوم کے والدہ کا نکاح ہی نہیں مانیگا تو اس کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح کیسے مانیگا نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نیز نجفی سے گذارش ہے کہ شرع کے مطابق نکاح کے منعقد ہونے کے لیے دو گواہ مقرر کرنا ضروری ہوتے ہیں لہٰذا حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے نکاح کے دو گواہوں کے نام بتاؤ؟ نیز شیعہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس کا نکاح حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا مہربانی فرما کر بتاؤ کہ اس نکاح کے گواہ کون تھے

یہ نکاح کس تاریخ اور کس مہینے میں ہوا؟ نیز شیعہ کہتے ہیں کہ زینب بنت علی و فاطمہ کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا مہربانی فرما کر بتائیں کہ اس نکاح کے گواہ کون تھے اور یہ نکاح کس مہینے اور کس تاریخ کو ہوا؟

وسوسہ: ۲۹-غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص:۱۹۲ میں لکھتا ہے:

كثرة الاختلاف في شيئ دليل كذبه.

کسی چیز میں اختلاف کی زیادتی اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے.

نوٹ: اہل سنت کی کتب کو بنظر انصاف پڑھا جائے تو نکاح ام کلثوم میں چالیس اقوال ہیں ۱-جناب امیر نے خود نکاح کر دیا ۲-عباس کو متولی نکاح بنایا ۳-مذکورہ نکاح بنو ھاشم کو مجبور کر کے کیا گیا ۴-مذکورہ نکاح بنو ھاشم کی رضا سے ہوا ۵-عمر کی اولاد ام کلثوم سے ہوئی ہے ۶-ام کلثوم سے عمر کی اولاد نہیں ہوئی ۷-زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی ہے ۸-زید بن عمر کی اولاد نہیں ہوئی ہے. ۹-زید بن عمر قتل ہوا ہے ۱۰-زید بن عمر خود مرا ہے ۱۱-زید اور اس کی ماں ایک وقت میں مرے ۱۲-زید ماں کے بعد زندہ رہا ۱۳-حق مہر چالیس ہزار درہم تھا ۱۴-مذکورہ مقدار سے کم تھا ۱۵-جناب امیر نے عذر کمسنی کیا ۱۶-جناب امیر نے عذر کم سنی نہیں کیا ۱۷-جناب امیر نے فرمایا اس معاملے میں میرے ساتھ اور بھی ہیں ۱۸-ابنائے جعفر سے منسوب ہونے کا عذر کیا ۱۹-عقیل نے مخالفت کی ۲۰-کشف ساق وغیرہ ۲۱-عمر گھورتا رہا ۲۲-موت عمر کے بعد بیبی کا عون بن جعفر سے نکاح ہوا اس کے بعد محمد بن جعفر سے نکاح ہوا ۲۴-ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود نہیں تھی ۲۵-ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود تھی.

(نجفی کہتا ہے) نوٹ: باقی اقوال ہم اختصار کی خاطر ترک کرتے ہیں کیوں کہ واقعہ ہی جھوٹا ہے. اس لیے جتنے منہ اتنی باتیں.

جواب: یہ بات درست ہے کہ کثرۃ اختلاف دلیل کذب ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح میں روایات کا کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کیوں کہ اختلاف کا مطلب تو یہ ہے کہ کہ مثلاً بعض روایات میں ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا اور بعض روایات میں ہوتا کہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا تو یہ اختلاف کہلاتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ نکاح مشتبہ اور غیر یقینی ہو جاتا لیکن کسی بھی صحیح روایت میں یہ بات ثابت نہیں کہ حضرت عمر کا نکاح حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا بلکہ روایات میں جیسے کہ ہم ماقبل میں نقل کر چکے ہیں ان سب میں تو یہی لکھا ہے کہ یہ نکاح ہوا ہے. لہٰذا جب اس نکاح کے منعقد ہونے میں روایات کا کوئی اختلاف نہیں ہے اس لیے یہ نکاح جھوٹا ثابت نہیں ہوسکتا. ہاں اگر شیعوں میں ہمت ہے تو اپنے ائمہ سے صحیح سند کے ساتھ اس نکاح کے نفی میں کوئی روایت لائیں جب کہ ہم ان کے ائمہ سے ماقبل میں ایسی صحیح روایات نقل کر چکے ہیں جن سے ام کلثوم بنت علی حضرت عمر کی بیوی معلوم ہو رہی ہے اور شیعہ آج تک ان روایات کے معارض روایات نہیں لا سکے ہیں جن سے یہ معلوم ہو رہا ہو کہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا البتہ نجفی نے جنیہ والی روایت کا سہارا لیا اسی طرح عبدالکریم نے اسی روایت کے ایک حصے یعنی جنیہ والے حصے کا انکار کیا اور دوسرے حصے یعنی انکار نکاح والے حصے پر اعتماد کیا گویا کہ ان دونوں نے کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مردہ- کی کہاوت پر عمل کیا الحمدللہ میں نے شیعوں کے اصول حدیث کے مطابق اس روایت کے اس طرح پرخچے اڑائے ہیں کہ رہتی دنیا تک شیعت اس روایت کو دوبارہ ہاتھ نہیں لگا ئیگی الا من لا یستحیی اور جہاں تک تعلق ہے حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے خود نکاح کروانے کا اور اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو متولی بنانے کا تو اس میں بھی کوئی تضاد نہیں کیوں کہ درحقیقت اس نکاح کے وکیل حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی تھے تو اس لیے اس نکاح کی نسبت روایات میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے طرف ہوتی ہے اور چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے کروایا اس لیے روایات میں کبھی اس نکاح کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہوتی ہے لہٰذا اس اختلاف سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا. باقی جہاں تک تعلق ہے بنوھاشم کو مجبور کر کے نکاح کرنے کا تو کتب اہل سنت میں کسی بھی صحیح روایت میں ایسی بات نہیں لکھی البتہ ایسی دو روایات موجود ہیں جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درے کا ذکر ہے اور الحمدللہ میں ان دونوں روایات کو بھی اہل سنت کے اصول کے مطابق باطل ثابت کر چکا ہوں. لہٰذا اس بات کو بھی اختلاف میں نقل کرنا صرف نجفی کی مجبوری ہے. اور جہاں تک تعلق ہے کمسنی کے عذر پیش کرنے کا تو اس میں بھی کوئی اختلاف کی بات نہیں کیوں کہ کسی بھی روایت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمسنی کا عذر پیش نہیں کیا البتہ بعض روایات میں عذر پیش کرنے کا رواۃ کے اختصار کے وجہ سے ذکر نہیں ہے تو بعض روایات میں اس عذر کا ذکر نہ ہونا نفی کو مستلزم نہیں ہے. نیز بعض روایات میں بنو جعفر کے لیے روکنے کا عذر پیش کرنا یہ کمسنی کے عذر پیش کرنے کے منافی نہیں ہے کیوں یہاں دونوں کو جمع کرنا کوئی ایک دوسرے کے منافی نہیں بلکہ یہ کہا جائیگا کہ دونوں عذر کرنا ثابت ہیں. البتہ جہاں تک تعلق ہے مہر کے مقدار کا تو مہر کے مقدار کا اختلاف بھی نکاح کے منافی نہیں ہے البتہ زیادہ سے زیادہ مہر کا مقدار مشکوک رہے گا نہ کہ نکاح کیوں کہ نکاح کے انعقاد میں تو اختلاف ہے ہی نہیں لیکن اگر نجفی اور اس کے حواریین کو مہر میں اختلاف کی وجہ

[illegible] اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کا انکار کرتا ہے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا بھی انکار کریں کیوں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مہر کی مقدار میں بھی اختلاف ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی کتاب بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۱۲ ناشر دار احیاء التراث العربی میں لکھتا ہے:

زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ فاطمة علیا علی اربع ماة و ثمانین درهماً و روی ان مهرها اربعة مثقال فضة و روی انه کان خمس ماة درهم و هو اصح.

عبارت کا مفہوم: جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار سو اسی دراہم پر شادی کروائی اور یہ بھی منقول ہے کہ چار مثقال چاندی پر شادی کروائی اور یہ بھی مروی ہے کہ پانچ سو درہم پر شادی کروائی اور یہ زیادہ صحیح قول ہے. نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۰) اپنی کتاب بحار الانور ج ۴۳ ص ۹۲ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت-لبنان میں لکھتا ہے:

فی اول یوم من ذی الحجة زوج رسول الله صلی الله علیه وآله فاطمة من امیر المؤمنین و روی انه کان یوم السادس .

عبارت کا مفہوم: حضرت فاطمہ کی شادی جناب نبی اکرم نے یکم ذی الحجہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کروائی اور یہ بھی مروی ہے کہ ٦ ذی الحجہ کو کروائی اب کرو حضرت فاطمہ کے نکاح کا انکار تو پتہ چلے.

اور جہاں تک تعلق ہے اُم کلثوم سے حضرت عمر کی اولاد کا تو اس پر اتفاق ہے کہ ام کلثوم سے حضرت علی کی اولاد پیدا ہوئی نجفی کا یہ کہنا کہ اولاد پیدا نہیں ہوئی یہ کہیں پر

بھی نہیں لکھا یہ نجفی کا اپنا ڈھکوسلا ہے۔ اور جہاں تک تعلق ہے زید بن عمر کے قتل ہونے اور خود مرنے کا تو اسد الغابہ ج ۳ ص: ۲۸۷ لابی الحسن علی بن ابی المکرم (المتوفی ۶۳۰) ناشر دار الکتب العلمیہ میں لکھا ہے: کہ قتل کیا گیا البتہ اس کے متعلق مات حتف انفہ یعنی خود مرنے کے الفاظ ہمیں کہیں نہیں ملے لہٰذا اس کے موت کی کیفیت کے متعلق نجفی کا اختلاف ذکر کرنا اپنا ڈھکوسلا کرنے کے لیے ہے اگرچہ کسی بھی صورت میں اس کا ڈھکوسلا ہوتا نہیں۔ جہاں تک تعلق ہے ان بعض روایات کا جن میں وارد ہوا ہے کہ مات وہ مر گئے تو ان روایات کا مطلب یہ نہیں کہ قتل نہیں ہوئے کیوں کہ مرنا قتل ہونے کے منافی نہیں ہے اس کے موت کی پوری حقیقت کا بیان الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ ج ۸ ص: ۴۶۵ ناشر دار الکتب العلمیۃ- بیروت میں ہے چنانچہ لکھا ہے:

اصیب زید فی حرب کان بین بنی عدی فخرج لیصلح بینهم فشجه رجل و هو لا یعرفه فی الظلمة فعاش ایاماً و کانت امه مریضة فماتا فی یوم واحد.

عبارت کا مفہوم: زید اس جنگ میں قتل کیے گئے جو بنو عدی کے درمیان تھی یہ صلح کروانے کے لیے نکلا تو اس کو ایک شخص نے نہ پہچاننے کی وجہ سے زخمی کر دیا چند دن وہ زندہ رہے اور اس کی والدہ بھی ان دنوں میں بیمار تھی تو ایک ہی دن میں فوت ہو گئے۔

لیکن نجفی کے حواریین سے گذارش ہے کہ زید بن عمر کے مرنے میں اختلاف کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کے ساتھ کیا تعلق ہے اس سے تو زید بن عمر کے نفس موت

کی بھی نفی نہیں ہوگی چہ جائے کہ حضرت عمر کے نکاح کی نفی ہو۔ اس سے زیادہ سے زیادہ زید کے موت کی کیفیت میں شبہ ہوگا نہ کہ زید کے وجود میں. اور جب زید کے وجود کی نفی بھی نہیں ہوگی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح کی نفی بطریق اولیٰ نہیں ہوگی اسی طرح جہاں تک تعلق ہے زید بن عمر کی اولاد کے پیدا ہونے اور نہ ہونے کا تو حق بات یہ ہے کہ زید بن عمر کی اولاد تھی لیکن حضرت زید کی زندگی ہی میں اس کی اولاد فوت ہوگئی (تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن العساکر (المتوفی ۵۷۱) ج:۱۹، ص:۴۸۴) میں لکھا ہے: کان له ولد فانقرضو - اس کی اولاد تھی لیکن فوت ہوگئی اور آگے لکھا ہے: لا بقیۃ لہ جب وہ فوت ہوئے تو اس نے نسل نہیں چھوڑا تو حاصل یہ ہے کہ حضرت کی اولاد تو تھی لیکن چونکہ بچپن میں ہی فوت ہوگئی اس لیے بعض مورخین نے لکھا کہ اس کی اولاد نہیں تھی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ اولاد اس کے بعد باقی نہیں رہی تھی لہٰذا حضرت زید کی اولاد میں کوئی اختلاف نہیں اور اگر بالفرض اولاد پیدا ہونے میں اختلاف بھی ہوتا پھر بھی اس چیز کا فاروق اعظم کے نکاح سے کیا تعلق؟ کیا کسی بھی عورت کے ساتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح کے لیے ضروری کہ فاروق اعظم کے بیٹے کو بھی اولاد ہو یا نہ ہو؟ ایسی لایعنی باتیں لکھنا نجفی کا کام ہی ہوسکتا ہے.

باقی رہی بات زید کے والدہ کے بعد زندہ رہنے کی تو یہ بات کہیں بھی نہیں لکھی یہ نجفی کا اپنا خواب اور خیال ہے جو ہمارے لیے حجت نہیں ہے حضرت زید کی وفات بالاتفاق اپنی والدہ کے ساتھ ہوئی ہے اور اس کے بعد زندہ رہنا ثابت نہیں ہے. رہی بات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی کی عون بن جعفر کے ساتھ تو اس کا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کے ساتھ کیا تعلق جبکہ اس بات کو لکھنے میں صرف اہل سنت کی کتابیں منفرد نہیں بلکہ ہم اس کا ثبوت ماقبل میں کتب شیعہ سے بھی دے چکے ہیں اور جہاں تک تعلق ہے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے واقعہ کربلا میں موجود ہونے کا تو اس کا ہم

ماقبل میں تفصیل سے رد کر چکے ہیں اور رہی بات کشف ساق اور گھورنے کی تو یہ روایات اہل سنت کے اُصول کے مطابق مردود ہیں جیسے کہ میں ماقبل میں دلائل کے ساتھ ثابت کر چکا ہوں.

وسوسہ: ۳۰-بعض اہل تشیع یوں بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر کی اس نکاح کے وقت عمر ۵۷ سال تھی اور ام کلثوم بنت علی و فاطمہ کی عمر ۱۱-یا ۱۲ سال تھی تو حضرت عمر نے اتنی بڑی عمر میں اتنی چھوٹی بچی سے شادی کیوں کی تو اہل سنت کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کی اس میں کوئی خرابی نہیں کیوں آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ نے ۵۳ سال کی عمر میں حضرت عائشہ کے ساتھ شادی (یعنی رخصتی) کی اور اس وقت حضرت عائشہ کی عمر صرف ۹-سال تھی لہٰذا اسمیں عرب کے معاشرے میں کوئی خرابی نہیں تو اس بات کا رد کرتے ہوئے غلام حسین نجفی اپنی کتاب سہم مسموم ص: ۱۵۰ میں لکھتا ہے: بی بی عائشہ کی عمر وقت ہجرت اور شادی سترہ سال تھی بیانہ: اسماء بنت ابی بکر وقت ہجرت ۲۷ برس کی تھی ثبوت ملاحظہ ہو اہل سنت کی معتبر کتاب ۱-الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۴ ص: ۲۲۵) ۲-اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۷ ص: ۹ ذکر اسماء بنت ابی بکر دونوں کتابوں کی عبارت ملاحظہ ہو:-

قال ابو نعیم الاصفهانی ولدت قبل الهجرة بسبع و عشرین سنة

اسماء بنت ابی بکر ہجرت سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئی ہے .... (اور) اسماء بنت ابی بکر یہی عائشہ سے دس سال بڑی تھیں ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل سنت کی معتبر کتاب اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ولی الدین ص: ۳، **و هی اکبر من اختها عائشة بعشر سنین**

اسماء ابو بکر کی بیٹی اپنی بہن عائشہ سے دس سال بڑی تھی

اس سے نجفی کہنا یہ چاہتا ہے کہ جب اسماء کی عمر ہجرت کے وقت ۲۷ سال تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے دس سال چھوٹی تھیں تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر وقت ہجرت ورخصتی ۱۷ سال تھی۔

جواب: اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر رخصتی کے وقت ۹ سال تھی ثبوت حضر ہے:

۱- حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب صحیح بخاری ج ۷ ص: ۱۷ حدیث نمبر ۵۱۳۴ باب تزویج الاب ابنتہ من الامام ناشر دار طوق النجاۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زبانی نقل کرتے ہیں:

عن عائشة ان النبی ﷺ تزوجها و هی بنت ست سنین و بنیٰ بها و هی بنت تسع سنین

عبارت کا مفہوم: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تو اس کی عمر اس وقت ٦ سال تھی اور جب اس کی رخصتی ہوئی تو اس وقت اس کی عمر ۹ سال تھی۔

۲- شیعوں کا شیخ ابو الفتح محمد بن علی الکراجکی (المتوفی ٤٤۹) اپنی کتاب کنز الفوائد ص: ۲٤٤ میں لکھتا ہے:

ان مولد عائشة معروف وزمانها معلوم ولدت البعثة بخمس سنین و کان لها وقت الهجرة ثمان سنین وتزوجها رسول الله ﷺ بعد الهجرة بسنة ولها یومئذ تسع سنین

عبارت کا مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مشہور ہے اس کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی اور ہجرت کے وقت اس کی عمر آٹھ سال تھی اور رسول

اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ہجرت کے ایک سال بعد شادی کی جبکہ اس وقت اس کی عمر نو سال تھی۔

ان شیعہ سنی روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس رخصتی ۹ سال کے عمر میں ہوئی ہے۔

جہاں تک تعلق ہے ابونعیم کی اس عبارت کا کہ حضرت اسماء ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئی تو یہ قول ساقط الاعتبار ہے کیوں کہ ابونعیم کی یہ عبارت بے سند ہے اور بے سند روایت مسند روایت کے مقابلے میں مردود ہوتی ہے۔

بس دُعا ہے کہ اللہ جل شانہ تمام اہل ایمان کے دلوں میں اصحاب رسول اور آل رسول کی محبت قائم و برقرار رکھے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام اصحاب محمد ﷺ کالنجوم کے نقش وقدم پر چلتے ہوئے دنیا وآخرت کی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وصلى الله تعالىٰ وسلم على رسوله خير خلقه محمد خاتم الانبياء والمرسلين وعلىٰ آله واصحابه وازواجه وذرياته واتباعه الىٰ يوم الدين.

مولوی علی اكبر جلبانی عفی عنه

۱۹ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ اگست 2013ء